هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۂ صف)

امام مہدی کا ظہور

— از —

محمد اسد اللہ قریشی الکاشمیری

طابع وناشر: مہتمم نشر و اشاعت اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ

پیش لفظ

حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تشریح میں ایک ٹریکٹ مہتمم نشر و اشاعت ربوہ کی طرف سے شائع ہوا تھا جس کے جواب میں سید امیر حسین شاہ صاحب بخاری نے راولپنڈی سے ایک رسالہ

"خلافت کی پیشگوئی"

اور

"حدیث ولایت کی تشریح"

"جماعت احمدیہ ربوہ کے لئے ایک لمحہ فکریہ"

کے تین عنوانوں سے شائع کیا اور اس کے صفحہ ۳۲ پر لکھا:۔

"کیا اچھا ہوتا۔ اگر جماعت احمدیہ ربوہ ہمیں بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور دعویٰ مہدویت اور نبوت نیز ان کی قرآن فہمی اور پیشگوئیوں کی جانچ پڑتال اور ان کے عقیدہ عصمت انبیاء پر تحریری تبادلہ خیالات کی دعوت دیتی۔"

چونکہ سید امیر حسین شاہ صاحب کی یہ خواہش ہے کہ جماعت احمدیہ ربوہ بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور دعویٰ مہدویت اور نبوت وغیرہ پر انہیں تحریری تبادلہ خیالات کی دعوت دے اس لئے ان کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے فی الحال ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کے متعلق اپنا ایک مضمون ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس کا مطالعہ فرمائیں گے اور جس محبت اور خیر خواہی کے جذبہ سے ہم نے یہ مضمون لکھا ہے اس کی قدر کریں گے۔

۲ر دسمبر ۱۹۶۱ء ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ ——— (محمد اسد اللہ قریشی الکاشمیری)

محفوظ کاپی
2/10/2012

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امام مہدی کے بارے میں روایات

امام مہدی کے بارے میں جو روایات آئی ہیں ان میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں میں ان روایات کی بنا پر متضاد خیالات پائے جاتے ہیں۔

مہدی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا

بعض روایات میں ہے کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا جیسا یہ حدیث ہے :-

إنَّ المَهدِيَّ مِن عِترَتِي مِن وُلدِ فَاطِمَةَ۔ رواہ ابوداؤد و مسلم عن ام سلمۃ۔
(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱)

ابوداؤد اور مسلم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہدی میری عترت یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

اَبشِرِي يَا فَاطِمَةُ فَإِنَّ المَهدِيَّ

ابن عساکر حسین سے روایت کرتے

مثلث۔ رواہ ابن عساکر عن الحسین۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۱۹ وابن ماجہ ج ۲ ص ۲۶۹ واکمال اکمال المعلم ص ۲۶۸)

ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ خوش ہو کہ مہدی تیری اولاد سے ہوگا۔

مہدی حسن کی اولاد سے ہوگا

بعض روایات میں ہے کہ مہدی امام حسن کی اولاد سے ہوں گے جیسا ان حدیثوں میں ہے۔

(ا) یخرج رجل من ولد حسن من قبل المشرق ولو استقبل به الجبال یهدها واتخذ فیها طرقًا کذا فی عرف الوردی للسیوطی والبرهان للمتقی والحجج الکرامة لصدیق حسن خان رواہ ابونعیم وابن عساکر (نجم الثاقب ج ص ۳۲، ۶۹)

ایک شخص حسن کی اولاد سے مشرق کی طرف سے نکلے گا۔ اگر اس کے رستے میں پہاڑ بھی ہوں گے تو ان کو گرا دے گا۔ اس روایت کو امام سیوطی نے اپنی کتاب عرف الوردی میں اور علی متقی نے کتاب برہان میں اور صدیق حسن خان نے حجج الکرامہ میں بیان کیا ہے۔

(ب) حدیث ابن اسحٰق میں ہے قال قال ونظر الی ابنه الحسن فقال ابنی هذا سید کما سماه النبی سیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخَلق ولا فی الخُلق

علی نے اپنے بیٹے حسن کی طرف منہ کرکے کہا کہ یہ میرا بیٹا تمہارا سردار ہے جیسا اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اس کی پشت سے ایک شخص نکلے گا جس کا نام

ثم ذکر قصۃ یملأ الارض عدلاً اخرجہ ابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ و اخرجہ ابو نعیم و نعیم ابن حماد۔
(النجم الثاقب ج۲ ص۹)

تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔ وہ اخلاق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا۔ مگر پیدائش میں ان کے مشابہ نہ ہوگا۔ پھر اس قصہ کو بیان کیا کہ وہ زمین کو عدل سے بھردے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابونعیم اور نعیم بن حماد نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ مشکوٰۃ میں بھی ہے۔

مہدی حسینؓ کی اولاد سے ہے

ایک روایت میں ہے کہ مہدی امام حسینؓ کی اولاد سے ہوگا جیسا اس حدیث میں ہے:-

ان المھدی من ولد الحسین رواہ ابن عساکر عن جابر۔
(دیکھو نجم الثاقب ج۲ ص۱۹۳)

مہدی حسینؓ کی اولاد سے ہے اسے ابن عساکر نے جابر سے روایت کیا۔

حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد سے ہے

ایک روایت میں ہے کہ مہدی حسنؓ اور حسینؓ دونوں کی اولاد سے ہے جیسا کہ لکھا ہے:-

اخرج الطبرانی فی الکبیر و ابونعیم عن علی الھلالی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ والذی بعثنی

طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے علی ہلالی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے

بالحق ان منهما يعني من الحسن والحسين مهدي هذه الامة۔ (نجم الثاقب ج ۲ صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

مجھے حق دے کر بھیجا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ سے اس امت کا ایک مہدی ہوگا۔

اہل بیت محمد صلعم سے ہوگا ایک روایت میں حضرت ابو سعید خدری سے یوں وارد ہے کہ رسول اللہ صلعم کی اہل بیت سے ایک شخص مہدی ہوگا۔ جیسا لکھا ہے:-

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي أَجْلَى أَقْنَى (مسند احمد بن حنبل ج ۳ صفحہ ۱۷)

ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ایک شخص میرے اہل بیت سے اٹھے گا جس کی پیشانی روشن اور ناک بلند ہوگی۔

چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اہل بیت علی و فاطمہ سے ہی نہیں بلکہ اور بہت سے لوگ ہیں جن میں سے حمزہ اور جعفر بھی ہیں۔

عمرؓ کی اولاد سے ہوگا بعض روایات میں ہے کہ مہدی حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہوگا۔ جیسا حدیث میں ہے:-

أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ وَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ مِنْ وُلْدِي رَجُلٌ بِوَجْهِهِ شَجَّةٌ يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۰)

ابن عساکر کی روایت ہے کہ عمر بن خطاب فرماتے تھے کہ ایک شخص میری اولاد سے ہوگا جس کے چہرہ پر نشان ہوگا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

بنی عباس سے ہوگا ایک روایت میں ہے کہ مہدی بنی عباس سے ہے۔ جیسا یہ حدیث ہے:

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ اللھم انصر العباس وولد العباس قالھا ثلاثا ثم قال یا عم اما شعرت ان المھدی من ولدک موفقا راضیا مرضیا
اخرج ابن عساکر فی تاریخ دمشق
(کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۱)

ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کی مدد کر۔ آپؐ نے اسے تین دفعہ دہرایا۔ پھر فرمایا اے میرے چچا! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مہدی تیری اولاد سے ہے جس کو خاص توفیق ملے گی اور وہ خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی ہوگا۔

قریش سے ہوگا ایک روایت میں ہے کہ مہدی قریش کے خاندان سے ہوگا جس میں حضرت علیؓ، عباسؓ اور عمرؓ ہی داخل نہیں بلکہ کل اہل مکہ قریشی الاصل ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے:

عن علی قال المھدی فتیً من قریش آدم ضرب من الرجال۔ رواہ ابو نعیم۔
(کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۲)

ابو نعیم حضرت علی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مہدی ایک جوان قریش سے ہوگا اور گندم گوں ہوگا۔

مہدی امتِ محمدیہ کا کوئی فرد ہوگا بعض روایات میں کسی خاص قبیلہ کے

ذکر کی بجائے یہ مذکور ہے کہ ۔ اُمّتِ محمدیہ میں سے جس کو اللہ تعالےٰ چاہیگا
مہدی بنا دیگا چنانچہ احادیث ذیل میں وارد ہے :۔

ا ۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجلٌ من امتی یقول بسنتی ینزل اللہ عزّوجلّ لہ القطر من السماء و تخرج الارض برکتھا وتملأ الارض منہ قسطًا وعدلًا کما ملئت ظلمًا وجورًا یملک سبع سنین رواہ ابوداؤد وھٰکذا فی المشکوٰۃ نجم الثاقب ج ۲ ص ۱۱۱ و ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۶ و حجج الکرامہ ص ۳۶۱)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت سے ایک آدمی نکلےگا جو میرے ہی احسان کا ذکر کرے گا ۔ اور اللہ تعالےٰ اس کی خاطر سے مینہ برسائیگا اور زمین اپنی برکتیں نکالیگی اور وہ اس کے عدل اور انصاف سے بھر جائے گی جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی ۔ اور سات برس تک مالک رہے گا ۔ اور یہی دس سال کا ہے ۔ دیکھو بحار الانوار جلد ۱۳)

ب ۔ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمھدی یُبعث فی امتی علی اختلاف من الناس وزلازل فیملأ الارض قسطًا

ابوسعید خدری سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں کہ جو میری اُمت سے مبعوث ہوگا ۔ اس وقت جبکہ لوگوں

وعدلاً کما ملئت ظلماً و
جوراً رضی اللہ عنہ وساکن
السماء وساکن الارض و
یقسم المال صحاحاً کما فی
المیزان فی ترجمۃ العلاء
بن بشیر مدنی دیکھو نجم الثاقب
ج صـ۱۱۲ مسند احمد بن حنبل ج۳ صـ۳۷ و
حجج الکرامہ صـ۳۶۲)

میں اختلاف عظیم ہوگا۔ اور دنیا میں
بڑے زلزلے آچکے ہوں گے وہ
زمین کو عدل وانصاف سے
اسی طرح بھردے گا جس طرح وہ
ظلم وجور سے بھرگئی ہوگی۔ آسمان
وزمین والے ان سے راضی ہوں گے
اور مال کثرت سے تقسیم کرے گا۔

مہدی ایک نہیں بہت سارے ہونگے

بعض روایات میں ہے کہ مہدی ایک نہیں
بہت سارے مہدی ہوں گے۔ چنانچہ جواہر
الاسرار میں ہے۔

چنانچہ از نبی صلے اللہ علیہ وسلم در
خبر آمدہ است در کبار مہدی کہ احمد
بن عبدالعزیز باسناد ابوذر
روایت میکند کہ از اختلافات
کہ در زمان آخر پیدا شد اختلاف
مہدی باشد و آں چند عدد باشد
اول را عیسے نام باشد۔
اس روایت کی تائید حسب ذیل

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بڑے
بڑے مہدی جن کا ذکر احمد بن عبدالعزیز
ابوذر کی اسناد سے کرتا ہے کہ ان
اختلافوں میں جو آخری زمانہ میں ہونگے
ایک اختلاف مہدی بھی ہے اور
مہدی چند عدد ہونگے پہلے مہدی
کا نام عیسے ہوگا۔

روایت سے بھی ہوتی ہے۔

(ب) روی ابو نعیم و ابو الحسین بن المنادی فی کتاب الملاحم عن سالم ابن ابی الجعد انه قال یکون المهدی احدی وعشرین سنة او اثنین وعشرین سنة ثم یکون اخر من بعدہ وھو دونه وھو صالح اربعة عشر سنة ثم یکون اخر من بعدہ وھو دونه وھو صالح تسع سنین۔ (جواہر الاسرار قلمی و مجمع الشتات جلد ۳ و نجم الکرام ص ۹۴۳)

ابو نعیم و ابو الحسین بن المنادی نے کتاب ملاحم میں سالم ابن ابی الجعد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مہدی ۲۱ یا ۲۲ سال رہے گا۔ پھر اس کے بعد دوسرا ہوگا اس سے کم درجہ کا اور وہ صالح آدمی ہوگا جو چودہ سال رہے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور ہوگا۔ وہ صالح ہوگا اور نو سال رہے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں

بعض روایات میں ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ جیسا ذیل کی احادیث میں وارد ہے۔

۱۔ لا یزداد الامر الا شدة ولا الدنیا الا ادبارا ولا الناس الا شحا ولا تقوم

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ

الساعة إلا على شرار الناس ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم (رواه ابن ماجه والحاكم عن انس - كنز العمال ج ۷ ص ١٨٦)

میں شدت بڑھ جائے گی اور دنیا میں ادباری ادبار ہو جائیگا اور لوگ بخیل ہو جائیں گے اور قیامت صرف شریر انسانوں پر قائم ہوگی اور سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں ہے۔

(ب) يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ١٥٦)

یعنی قریب ہے جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسیٰ بن مریم کو امام مہدی اور حکم و عدل پائے۔ پس وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :-

(ج) وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ كَانَ مَهْدِيٌّ فَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِلَّا فَلَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (تاریخ الخلفاء ص ١٥٨)

یعنی حسن بصری نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہدی ہے تو عمر بن عبد العزیز ہے۔ ورنہ عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔

مہدی فارسی الاصل ہوگا

سورہ جمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آخرین کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہیں آپ نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص

ہوگا یا ایک جماعت ہوگی جو ایمان کو آسمان سے اتار کر دوبارہ زمین پر قائم کریں گے۔ چنانچہ بخاری میں ابی ہریرہؓ سے حدیث ہے :-

عن ابی هریرة رضی الله عنه
قال کنا جلوسًا عند النبی صلی
الله علیه وسلم انزلت علیه
سورة الجمعة وآخرین منهم
قیل من هم یا رسول الله صلی
الله علیه وسلم فلم یراجعه
حتی سأل ثلاثًا وفینا سلمان
الفارسی ووضع رسول الله
صلی الله علیه وسلم یده علی
سلمان ثم قال لو کان الایمان
عند الثریا لناله رجال
او رجل من هؤلاء - بخاری
کتاب التفسیر تفسیر سورۂ جمعہ جلد ۲
ص۷۲۷ مصری نیز مشکوٰۃ باب جامع المناقب

حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
تو سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ وآخرین
منھم الخ پوچھا گیا یا رسول اللہ!
یہ آخرین کون ہیں؟ آپ نے جواب
نہیں دیا یہاں تک کہ سائل نے یہ
سوال تین دفعہ دہرایا اور ہم میں
سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان
فارسی پر رکھکر فرمایا۔ کہ اگر ایمان
ثریا کے پاس بھی ہوگا۔ تو ان
(اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک
سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔

مہدی کے ناموں میں اختلاف جس طرح مہدی کی شخصیت کے بارے میں اختلافات ہیں۔ اسی طرح مہدی کے ناموں میں بھی اختلافات ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ مہدی کا نام محمد

بن عبداللہ ہوگا۔ (دیکھو احمد و ابوداؤد بحوالہ اقتراب الساعۃ ص۱۶۱)

مہدی کا نام احمد ہے

بعض روایات میں ہے کہ مہدی کا نام احمد ہے جیسا کہ یہ حدیث ہے:-

ایہا الناس ان اللہ قد قطع عنکم الجبارین والمنافقین واشیاعہم وولاکم خیر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فالحقوہ بمکۃ فانہ المہدی واسمہ احمد بن عبداللہ۔ (اقتراب الساعۃ ص۱۶۶)	اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ظالموں منافقوں اور ان کے گروہوں کو دور کیا اور تم پر ایک والی بنایا جو امت محمدیہ میں سے سب سے بہتر ہے تم مکہ میں جا کر اسے ملو کہ وہ مہدی ہے۔ اور اس کا نام احمد بن عبداللہ ہے۔

مہدی عیسیٰ ہے

بعض روایات میں ہے کہ مہدی ہی عیسیٰ ہے جیسا ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم کہ عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہے اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔

ایک روایت ہے کہ مہدی کا نام جعفر ہے چنانچہ شیعہ کا ایک فرقہ ناؤسیہ ہے وہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق رجب ۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے، ابھی تک زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے وہی آخری زمانہ میں مہدی بن کر نکلیں گے۔ (مجمع البحرین)

شیعوں کا ایک گروہ اسمٰعیلیہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مہدی کا نام اسمٰعیل بن جعفر

ہے ان کی ایک شاخ مبارکیہ ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ اسمٰعیل بن جعفر فوت نہیں
ہوئے بلکہ زندہ ہیں وہی آخر زمانہ میں مہدی بن کر آئیں گے۔ وہ رسول
اللہ بھی ہوں گے اور نئی شریعت لائیں گے۔ (غایۃ المقصود ص ۳۵)
شیعہ کا ایک بڑا گروہ عسکریہ ہے وہ کہتے ہیں کہ مہدی حسن عسکری ہونگے
(غایۃ المقصود و ابن خلکان ص ۱۴۵)
یاد رہے کہ حسن عسکری ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۰ھ میں شہر
سر من رائے میں فوت ہو گئے اور وہیں اپنے باپ علی بن محمد الجواد کے پہلو
میں دفن ہوئے۔

شیعہ کا ایک گروہ واقفیہ ہے وہ کہتے ہیں کہ مہدی امام موسیٰ کاظم تھے
(تاریخ ابن خلکان) موسیٰ کاظم بقول مورخ ابن خلکان ۱۸۳ھ یا ۱۸۶ھ
ہجری میں بغداد میں وفات پا گئے تھے۔ مگر یہ فرقہ کہتا ہے کہ گو وہ فوت
ہو چکے ہیں مگر وہی دوبارہ زندہ ہو کر مہدی آخر الزمان ہوں گے اور
تمام روئے زمین پر تسلط جمائیں گے۔ شیعہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی
کا نام عبداللہ ہے (غایۃ المقصود) ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کا نام
یحییٰ ہے (سیف المسلول)
مہدی کے باپ کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ فرقہ کیسانیہ کہتا ہے
کہ مہدی کے باپ کا نام حنفیہ ہے۔ (تاریخ ابن خلکان و غایۃ المقصود ص ۳۸)
ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام زین العابدین ہے (غایۃ المقصود ص ۳۸)
ایک گروہ کہتا ہے کہ جعفر ہے (ایضاً) ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا

نام حسن ہے۔ یہ گروہ اثنا عشری ہے۔ (غایۃ المقصود ص ۱۷)

ان حوالجات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مہدی کے نام میں بھی اختلاف ہے۔

مہدی کے مقام ظہور میں اختلاف

مہدی کے مقام ظہور میں بھی اختلاف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مہدی کا دعہ بستی سے نکلیگا۔ (جواہر الاسرار ص ۵۶)

ایک روایت ہے کہ مہدی مدینہ سے نکلیگا۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۵۸۸ و کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۶ و ۱۸۷ و حجج الکرامہ ص ۳۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ مہدی خراسان سے آئیگا۔ (مسند احمد بن حنبل بحوالہ کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۶ و حجج الکرامہ ص ۳۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ مہدی قحطان سے پیدا ہوگا۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۹)

ایک روایت میں ہے کہ مہدی مکہ میں ہوگا۔ (رسالہ مہدی علی متقی)

بعض احادیث میں ہے کہ مہدی کے ساتھ ایک جماعت ہندوستان میں دشمنان اسلام کا مقابلہ کرے گی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی ہندوستان سے ظہور کرے گا۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابۃ تغزو الهند وهی تکون مع المهدی اسمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک جماعت ہندوستان میں (دشمنان اسلام سے) جہاد کرے گی

احمد۔ (رواہ البخاری فی تاریخہ)
اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی اس مہدی کا نام احمد ہوگا۔ (اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہندوستان سے ہوگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

فرقہ کیسانیہ جو اہل شیعہ کا ایک گروہ ہے ان میں سے بعض لوگ محمد بن حنفیہ بن علیؓ کے متعلق جو وفات پا چکے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں اور کوہ رضوی میں مخفی موجود ہیں۔ اور دو شیر ان کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں۔ اور ان کے پاس دو نہریں ایک دودھ کی اور ایک شہد کی بہتی ہیں جن سے وہ کھاتے پیتے ہیں وہ آخری زمانہ میں خروج کریں گے۔ اور باقی تمام مخالفوں کو ہلاک کرکے دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینگے (دیکھو تاریخ ابن خلکان ج۱ صـ۲۱ و غایۃ المقصود صـ۳۸ و سیف المسلول صـ۲۳۲)

شیعوں کا ایک گروہ مغیریہ نام ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبداللہ بن حسن بن علی کوہ علمیہ میں جو مکہ معظمہ کی سڑک پر واقع ہے مستور ہیں وہ آخری زمانہ میں نکل کر دنیا کو اپنا مطیع بنالیں گے۔ (غایۃ المقصود صـ۳۸) گویا مہدی کا خروج کوہ علمیہ سے ماننا ہے۔

شیعوں کا ایک اور فرقہ محمدیہ ہے۔ وہ محمد بن علی نقی جو اپنے باپ امام علی نقی کے زمانہ حیات میں وفات پاگئے تھے۔ اور شہر سامرہ سے

قریب ۱۰ میل کے فاصلہ پر ان کی قبر موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ مگر اس فرقہ کے لوگ اب تک ان کی آمد کے منتظر ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی مہدی آخر الزمان ہے۔ (دیکھو غایۃ المقصود صفحہ ۳۸)

فرقہ امامیہ اثنا عشریہ شیعوں کا ایک گروہ ہے۔ جو ہندوستان و فارس میں ہے۔ ان میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن حسن عسکری امام مہدی آخر الزمان ہیں اور غار سامرہ میں غائب ہوگئے ہیں اور قرآن اصلی ان کی بغل میں ہے۔ جب دنیا پر بقول اہل عراق ۴۰ آدمی مومن ہوں گے۔ اور بقول عوام شیعان دو چار مومن بھی صفحہ دنیا پر ہو جائیں گے۔ تو وہ ظہور کریں گے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء اور امام دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اور صحابہ بھی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام بھی جو ان کے نزدیک فوت ہو چکے ہیں قبر سے دوبارہ زندہ ہو کر مہدی کی غلامی کریں گے۔ یہ عقیدہ اثنا عشریہ کے بعض لوگوں کا ہے۔ (دیکھو غایۃ المقصود صفحہ ۱۴ لغایت صفحہ ۱۹ و دیگر کتب اہل شیعہ)

سبائیہ بھی شیعہ کا ایک فرقہ ہے جو عبد اللہ بن سباء کا پیرو ہے۔ جب حضرت علی شہید کر دیئے گئے۔ تو عبد اللہ بن سباء نے کہا کہ حضرت علی مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کی جگہ شیطان مقتول ہوا جس نے علی کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اور حضرت علیؑ آسمان کی طرف چڑھ گئے جیسے عیسےٰ علیہ السلام چڑھ گئے تھے۔ ان میں سے بعض کا

خیال ہے کہ حضرت علیؑ بادلوں میں ہیں اور کڑک کی آواز ان کی آواز ہے جب وہ یہ آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں السلام علیک یا امیر المومنین یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مہدی منتظر آخری زمانہ میں آپ ہی ہیں جو آسمان سے نازل ہو کر زمین کے مالک ہو جائیں گے۔ (دیکھو تفسیر الجواہر للطنطاوی ج۲ ص۲۳ مطبوعہ مصر)

روایات بالا کا خلاصہ

ان تمام روایات سے ظاہر ہے کہ مہدی کے بارے میں احادیث کی روایات میں شدید اختلافات ہیں۔ ایسے شدید اختلافات کہ بیک وقت ان سب روایات کے مطابق کوئی مہدی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ مہدی اہل بیت سے بھی ہو۔ اور حضرت عمرؓ کی اولاد سے بھی ہو اور حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے بھی ہو۔ روایات میں سے ایک ہی قسم کی روایات صحیح ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ وہ روایات جو اُمت میں سے ایک شخص کا مہدی ہونا بتاتی ہیں یا مہدی کا فارسی الاصل ہونا یا مہدی اور مسیح کا ایک ہی شخص ہونا ظاہر کرتی ہیں وہ فرقہ بندی اور سیاسی اغراض سے پاک نظر آتی ہیں باقی روایات مشکوک و مجروح

ہیں ان

کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ وہ عباسیوں۔ امویوں اور فاطمیوں کے عہد
حکومت میں سیاسی مقاصد کے پیش نظر وضع کی گئیں۔ یعنی امویوں کے دور
حکومت میں کہا گیا کہ مہدی بنو امیہ سے ہوگا۔ عباسیوں کے دور حکومت
میں یہ روایت گھڑی گئی کہ مہدی بنو عباس سے ہوگا۔ عہد فاطمی
عہد حکومت میں یہ روایات وضع کی گئیں کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا۔

لیکن بالا دو متفق علیہ روایات کے متعلق اس قسم کا شبہ نہیں کیا
جاسکتا کیونکہ مہدی کے فارسی الاصل "ثابت ہونے یا مہدی اور عیسیٰ کے
ایک ہونے والی روایت میں کوئی سیاسی مقصد نہیں ہوسکتا اسی طرح امت
میں مہدی کا ہر ہونے والی روایات بھی شبہ سے پاک ہیں کیونکہ ان میں کوئی
سیاسی غرض مخفی نہیں ہوسکتی۔ واقعات کے بھی مطابق ہیں روایات کا حل
اسکے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ مہدی کے ظہور کے وقت جو روایات واقعات
کے مطابق اس پر چسپاں ہوں ان کو درست سمجھا جائے اور جو اس پر چسپاں
نہ ہوں انکے متعلق سمجھا جائے کہ یا تو وہ وضعی روایات تھیں جنکو سیاسی
مقاصد کے پیش نظر وضع کیا گیا تھا اور یا ان کی تعبیر میں غلطی واقع ہوگئی
تھی علاوہ اسکے وہ روایات تعبیر طلب تھیں چنانچہ ایک شیعہ محقق ملا محمد باقر
مجلسی اپنی معرکۃ الآراء تصنیف بحار الانوار جلد ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

وَمِنْ جُمْلَةِ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ مَحْتُوْمَةٌ وَمِنْهَا
مَشْرُوْطَةٌ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكُوْنُ وَإِنَّمَا ذَكَرْنَاهَا
عَلٰى حَسَبِ مَا ثَبَتَ فِي الْأُصُوْلِ [illegible]

المنقول و بالله نستعين۔

یعنی واقعات متعدد واقعات زمانہ مہدی ایسے ہیں سے کچھ تو صحیح ہیں اور کچھ مشروط ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا وقوع پذیر ہوگا۔ ہم نے ان کا ذکر اصول ثابتہ اور اقوال منقول کے مطابق کر دیا ہے۔ اسم اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

گویا محقق تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ مہدی کے زمانہ میں وقوع پذیر ہوگا وہی صحیح اور خدا کی منشا کے مطابق ہے۔ منقول روایات جو زمانہ مہدی کے واقعات کے مطابق نہ ہوں گی صحیح نہ ہوں گی۔

ظہور مہدی کی روایات پر ابن خلدونؒ کی تنقید

امام مہدی کے متعلق یہ روایات مختلف کتب اسلامیہ میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ہر روایت پر علامہ ابن خلدونؒ نے (۸۰۸ھ) جو بہت بڑے مسلم مورخ اور محقق گزرے ہیں۔ اپنی تاریخ میں تنقید کی ہے اور لکھا ہے کہ ان میں بہت کم احادیث قابل وثوق ہیں چنانچہ وہ ان احادیث کو نقل کرنے اور پھر ان پر تنقید و بحث کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں۔

فهذه جملة الأحاديث التي خرجها الأئمة

شَأنِ الْمَهْدِيِّ وَخُرُوْجِهٖ اٰخِرَ الزَّمَانِ وَهِيَ كَمَا رَأَيْتَ لَمْ يَخْلُصْ مِنْهَا مِنَ النَّقْدِ اِلَّا الْقَلِيْلُ وَالْاَقَلُّ مِنْهُ

(مقدمہ ابن خلدون عربی مطبوعہ مصر ص۳۱۱)

ترجمہ:- پس یہی وہ سب احادیث ہیں جن کو ائمہ حدیث حضرت مہدی آخر الزمان کے بارے میں لاتے ہیں۔ آپ دیکھ چکے ہیں کہ ان روایات میں سوائے قلیل اقل روایات کے کوئی بھی تنقید سے خالی نہیں۔

پھر آگے چل کر صوفیاء کے خیالات پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

اب رہا صوفیاء کا معاملہ۔ تو اگلے صوفیاء ان امور میں غور و خوض ہی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ تو اپنے مجاہدات دریافتات اور وجد وحال میں مصروف رہتے تھے۔ ادھر امامیہ اور رافضی حضرت علی کی فضیلت اور ان کی امامت پر زور دیتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں وصیت ثابت کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ اور شیخین سے برئیت ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ اس کی تفصیل ان کے مذہب میں گذر چکی ہے۔ پھر ان میں امام معصوم کا تخیل پیدا ہوا۔ ان کے مذاہب پر تالیف و تصانیف کا سلسلہ زوروں پر شروع ہوا۔ فرقہ اسماعیلیہ الوہیت امام کے بطریق حلول قائل ہوئے۔ بعض فوت شدہ ائمہ کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ تناسخ کی شکل میں پھر دنیا میں آتے ہیں۔ چند اور کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور غائب ہو گئے ہیں پھر آئیں گے۔ لہٰذا ان کی انتظار میں رہتے

کچھ یہ امید باندھے بیٹھے رہتے کہ اہل بیت میں حکومت پھر آ جائے گی۔ اور اپنے اس عقیدہ پر انہی احادیث سے دلیل پکڑتے جن سے امام مہدی کا آنا ثابت ہے۔ اور جن کی پوری تفصیل ابھی آپ کے سامنے گذر چکی۔ پھر ان متاخرین صوفیاء کا دور شروع ہوا جنہوں نے کشف اور ماوراء الحس امور کی بحث چھیڑی۔ اور ان میں سے بہت حلول کے قائل ہوئے۔ تو گویا اسماعیلیہ اور رافضی کے ہم خیال ہوئے کیونکہ وہ بھی الوہیت ائمہ و حلول ائمہ کے قائل تھے انہوں نے بجائے اماموں اور نقباء کے قطب و ابدال مقرر کئے۔ اور یہاں تک اقوال شیعہ کو دل میں جگہ دی اور ان کے مذہب میں اس قدر قدم بڑھایا کہ خرقہ کے بارے میں کہنے لگے کہ حضرت علیؓ نے حضرت حسن بصریؒ کو پہنایا تھا۔ اسی طریقے کے التزام پر ان سے بیعت لی تھی۔ پھر وہ سلسلہ بسلسلہ حضرت جنید بغدادی تک چلا آیا۔ حالانکہ اس کا ثبوت حضرت علی سے بطریق صحیح موجود نہیں۔ پھر یہ طریقہ حضرت علیؓ کے ساتھ کیوں خاص کیا جاتا ہے جبکہ تمام صحابہ ہدایت و رشد کے سرچشمہ اور مرکز ہیں لہذا حضرت علی کے ساتھ اس کی تخصیص میں شیعیت ٹپکتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات بھی مذہب شیعہ میں قدم رکھ چکے تھے۔ ابھی ایام میں اسماعیلیہ اور پچھلے صوفیاء نے کتابیں لکھیں جن میں "فاطمی المنتظر" پر بڑی بحثیں اٹھائی گئیں۔ اور اس کو ثابت کیا۔ اور پھر ایک دوسرے کو پڑھانے سکھانے لگ گئے۔ مگر ان سب نظریات کی

بنیاد بالکل بیچ اور پوچ ہے۔ اور قطعاً ناقابلِ وثوق ہے۔"
(ترجمہ اردو مقدمہ ابن خلدون ص۳۵۴۔ ترجمہ از مولانا سعد حسن خاں یوسفی
فاضل الہیات مطبع اصح المطابع کراچی)
آگے چل کر علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں :۔

ابن ابی واطیل نے ابن العربی سے نقل کیا ہے امام منتظر اہل بیت
میں سے ہوں گے۔ اور حضرت فاطمہ کی اولاد سے ان کا ظہور خ۔
ف۔ ج ہجری گذرنے پر ہوگا۔ گویا ان حروف سے مراد ان کے عدد
بحساب ابجد لئے ہیں۔ خ کے چھ سو۔ ف کے اسی اور ج کے تین
ہوتے ہیں۔ اور ان کا مجموعہ چھ سو تراسی ہوتا ہے یعنی ساتویں
صدی ہجری کے آخر پر ظہور کریں گے۔ لیکن جب یہ مدت گذر گئی۔
اور امام منتظر کا ظہور نہیں ہوا تو بہت سٹپٹائے اور عقیدت مند
لگے کہنے کہ اس مدت سے ظہور مراد نہیں بلکہ ان کی پیدائش مراد ہے
اور پیدائش کو ظہور سے تعبیر کر دیا ہے۔ دراصل ان کا ظہور ۷۱۰ھ
کے بعد کہیں ہوگا۔ مغرب کے اطراف سے نکلیں گے۔ گویا ابن العربی
کے حساب سے جب ان کی پیدائش ۶۸۳ھ ہجری کی مانی تو ظہور کے
وقت یعنی ۷۱۰ھ میں ان کی عمر چھبیس برس کی ہوگی۔ یہی عقیدہ
رکھتے ہیں کہ یوم محمدی سے شمار کر کے ۷۴۳ھ میں دجال نکلے گا۔
اور یوم محمدی کی ابتداء ان کے نزدیک آنحضرتؐ کی وفات سے
ایک ہزار برس تک ہے۔" (ایضاً)

ان مختلف روایات اور ان پر علامہ ابن خلدون کی تنقید کو پیش نظر رکھا جائے تو صرف اتنی بات درست معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے آخر زمانہ میں ایک امام و مامور کے ظہور کی خبر دی تھی۔ لیکن بعد میں جب مسلمانوں میں مختلف سیاسی گروہ پیدا ہو گئے۔ تو ان میں سے ہر گروہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ امام انہی میں سے ظاہر ہوگا۔ اور اس طرح یہ مختلف روایات وجود میں آگئیں۔ پھر جوں جوں فتنے اور فسادات بڑھتے گئے ہر گروہ شدت سے امام کا انتظار کرنے لگا۔ اسی دوران امام غائب کے ظہور کے متعلق معین اوقات کی روایات بھی بنالی گئیں۔

امام مہدی کے ظہور کے اوقات

اوپر گذر چکا ہے کہ امام مہدی کے متعلق ان تمام روایات کی تنقید و تشریح کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ میں ایک امام کے ظہور کی خبر ضرور دی تھی۔ مگر بعد میں جب حکومت بنو امیہ اور بنو عباسیہ نیز بنو فاطمہ کی خاندانی چپقلش شروع ہوئی اور امت میں انتشار نمودار ہوا۔ اور اس کے نتیجہ میں الگ الگ سیاسی گروہ بننے لگے۔ تو ان میں سے ہر ایک گروہ نے امام موعود کے ظہور کو اپنے گروہ سے مخصوص قرار دیا۔ اور دعویٰ کیا۔ کہ امام موعود انہی میں سے ظاہر ہوں گے۔

خلفاء راشدین کے دور کے بعد جب شیعہ سنی اختلافات نیز کربلا

میں واقعہ شہادت حسینؑ کے نتائج اُبھرنے لگے۔ تو پھر شدت سے امام
موعود کا انتظار کیا جانے لگا۔ اہل بیت کے مظلوم گروہ میں قدرتی
طور پر امام موعود کی انتظار شدت اختیار کرنے لگی۔ اس موقعہ پر
منتظرین کو سہارا دینے کے لئے ہر فرقہ مختلف روایات بنا لیتا اور
لوگوں میں پھیلا دیتا۔ بعض فرقے امام موعود کے ظہور کا وقت معین
کرتے اور پھر امیدیں باندھ کر انتظار شروع کرتے جب اس معین
وقت پر امام موعود ظاہر نہ ہوتے تو پھر مایوس ہو جاتے اور اپنے
وقت کے اماموں کے پاس آکر سوالات کرتے رہتے۔ وہ انہیں مزید
سہارا دیتے اور پھر انتظار کا دوسرا دور شروع ہو جاتا۔ جب یہ
دور بھی گذر جاتا اور امام ظاہر نہ ہوتے تو پھر انتظار کا ایک تیسرا
دور شروع ہو جاتا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

مناسب ہوگا کہ ہم ان مختلف ادوار کے متعلق مستند شیعہ کتب
کے حوالے پیش کریں۔

ستر ہجری میں امام مہدی ظاہر ہونگے

خلافت راشدہ کے بعد جب انتشار اور فتنے پیدا
ہونے لگے۔ تو دعویٰ کیا گیا کہ امام موعود ستر ہجری میں ظاہر ہونگے
جب ستر ہجری گذر گئی۔ اور امام موعود ظاہر نہ ہوئے تو ایک سو چالیس
ہجری کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔ جب ایک سو چالیس ہجری کی تاریخ
بھی گذر گئی اور امام ظاہر نہ ہوئے۔ تو بہت پریشان ہوئے۔ تب

حضرت امام ابو جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ قتل حسینؓ کی وجہ سے خدا شیعوں سے ناراض ہو گیا ہے۔ لہذا اب امام موعود کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ چنانچہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اصول کافی میں لکھا ہے:-

عَنْ اَبِی حَمْزَۃَ الثُّمَالِی قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَدْ کَانَ وَقَّتَ ھٰذَا الْاَمْرَ فِی السَّبْعِیْنَ فَلَمَّا اَنْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ وَمِائَۃٍ فَحَدَّثْنَاکُمْ فَاَذَعْتُمُ الْحَدِیْثَ فَکَشَفْتُمْ قِنَاعَ السِّرِّ وَلَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ بَعْدَ ذٰلِکَ وَقْتًا عِنْدَنَا قَالَ اَبُوْ حَمْزَۃَ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِکَ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ قَدْ کَانَ ذٰلِکَ۔

(اصول کافی ص ۲۳۲)

یعنی ابی حمزۃ الثمالی سے روایت ہے کہ میں نے ابا جعفر سے سنا۔ فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالے نے اس امر کو (امام موعود کے ظہور کو) ستر ہجری میں مقرر کیا تھا۔ مگر جب حضرت حسین صلوات اللہ علیہ قتل کئے گئے تو زمین والوں پر اللہ کا غضب بھڑکا اور اللہ تعالی نے اس کو ایک سو چالیس ہجری تک مؤخر کر دیا۔ پھر ہم نے تم سے یہ حدیثیں بیان کیں۔ مگر تم نے ان حدیثوں کو (لوگوں میں) پھیلا دیا اور اس بھید کو فاش کیا۔ اب ہمارے نزدیک اس کے بعد اللہ تعالی نے اس کا (ظہور امام کا) کوئی وقت

مقرر نہیں کیا۔ ابوحمزہ نے کہا کہ پس میں نے یہ باتیں ابا عبداللہ سے بیان کیں۔ تو اس نے کہا ہاں! واقعی ایسا ہی ہے۔

ابی حمزۃ الثمالی سے ایک اور روایت ہے:-

قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامِ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَقُوْلُ اِلَی السَّبْعِیْنَ بَلَاءٌ وَّکَانَ یَقُوْلُ بَعْدَ الْبَلَاءِ رَخَاءٌ وَقَدْ مَضَتِ السَّبْعِیْنَ وَلَمْ تَرَوْا رَخَاءً (روضۂ کافی کتاب الصید ص۸)

یعنی ابی حمزہ نے کہا کہ میں نے ابی جعفر علیہ السلام سے کہا کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ ستر ہجری تک مصائب ہیں اور پھر مصائب کے بعد خوشحالی ہے۔ مگر ستر ہجری گذر گئی ہم نے کوئی خوشحالی نہیں دیکھی۔

ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ابھی یہ عقیدہ پیدا نہیں ہوا تھا کہ امام مہدی بارھویں امام ہوں گے۔ گویا امام غائب کا عقیدہ ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

قتل نفس زکیہ کے پندرہ راتوں کے بعد ہی امام مہدی ظاہر ہوں گے

اس دور کے بعد جب نفس زکیہ (جو حسن بن علی کے پڑپوتے تھے) عباسی خاندان کے عہد حکومت میں قتل ہوئے تو کہا گیا کہ بس اب سے صرف پندرہ راتوں کے فاصلہ کے بعد امام مہدی ظہور پذیر ہوں گے۔ اور ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ چنانچہ مصنف "اکمال الدین و اتمام النعمت" محقق ابن بابویہ کی روایت کہ

لَیْسَ بَیْنَ قِیَامِ قَائِمِ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَیْنَ قَتْلِ نَفْسِ زَکِیَّۃٍ اِلَّا خَمْسَ عَشَرَۃَ لَیْلَۃً۔ (اکمال الدین ص۳۲۰ باب ذکر علامات خروج قائم)

یعنی قائم (امام مہدی) اور زکیہ کے قتل کے درمیان صرف پندرہ راتوں کا فاصلہ ہے۔

اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ابھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا تھا کہ امام مہدی بارہویں امام ہوں گے۔

امام مہدی کا وقت مقرر کرنیوالی روایات جھوٹی ہیں۔

قتل زکیہ کے بعد پندرہ راتیں بھی گذر گئیں اور امام مہدی ظاہر نہ ہوئے۔ ایک اور روایت ہے کہ امام باقر سے سوال کیا گیا کہ کیا امام موعود کے لئے وقت مقرر نہیں کیا گیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: وقت مقرر کرنیوالوں نے جھوٹ بولا۔ اور اسے تین دفعہ دہرایا چنانچہ لکھا ہے:۔

عَنِ الْفُضَیْلِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لِھٰذَا الْاَمْرِ وَقْتٌ فَقَالَ کَذَبَ الْوَقَّاتُوْنَ۔ کَذَبَ الْوَقَّاتُوْنَ کَذَبَ الْوَقَّاتُوْنَ۔

ترجمہ: فضل بن یسار نے ابی جعفر (امام باقر علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ میں نے پوچھا کہ اس امر (ظہور امام) کے لئے وقت مقرر کیا گیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ وقت مقرر کرنے والوں نے جھوٹ بولا۔ وقت مقرر کرنیوالوں نے جھوٹ بولا۔ وقت مقرر کرنیوالوں نے جھوٹ بولا۔

بہرحال اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے۔ تو پہلی تمام روایتیں جن میں وقت مقرر کیا گیا تھا۔ یقینی طور پر موضوع قرار پاتی ہیں۔ کیونکہ اگر امام باقر کے نزدیک ابو حمزہ والی روایات ان سے صحیح ہوتیں تو وہ نہ فرماتے کہ وقت مقرر کرنیوالوں نے جھوٹ بولا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ امام باقر کے نزدیک امام مہدی کے متعلق جھوٹی روایتیں بنتی رہی ہیں۔ اور خود ان کی طرف منسوب ہوتی رہی ہیں۔

ظہور مہدی کے لئے تعین اوقات صرف دل بہلاوا تھا

اصول کافی شیعہ حضرات کی معتبر و مستند کتاب ہے اس میں یہی روایت ہے کہ ظہور مہدی کے لئے تعیین اوقات صرف دل بہلاوا تھا۔ اور مختلف قریب اوقات میں ظہور امام کی جو طمع دی جاتی رہی اس کی غرض یہی تھی کہ شیعہ مایوس ہو کر دین ہی نہ چھوڑ بیٹھیں اور اسی امید میں وہ خوش ہوتے رہیں۔ چنانچہ اصول کافی میں ہے

(قَالَ عَلِي يَقْطِين، قَالَ لِي أَبِي الْحَسَن (امام موسیٰ کاظم۔ ناقل) عَلَيْهِ السَّلَام الشِّيعَة تُرَبَّى بِالْأَمَانِي مُنْذُ مِائَتَي سَنَة قَالَ يَقْطِين لِابْنِهِ (علی بن یقطین) مَا بَالُنَا قِيلَ لَنَا فَكَانَ وَمَا قِيلَ لَكُمْ فَلَمْ يَكُنْ فَقَالَ لَهُ عَلِي إِنَّ الَّذِي قِيلَ لَنَا وَلَكُمْ كَانَ مِنْ مَخْرَجٍ وَاحِدٍ غَيْرَ أَنَّ أَمْرَكُمْ حَضَرَ فَأُعْطِيتُمْ مَحْضَهُ فَكَانَ كَمَا قِيلَ لَكُمْ وَإِنَّ أَمْرَنَا لَمْ يَحْضُرْ فَعُلِّلْنَا بِالْأَمَانِي فَلَوْ قِيلَ لَنَا إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَكُونُ إِلَّا إِلَى مِائَتَي سَنَةٍ أَوْ ثَلَاثِ مِائَةِ سَنَةٍ لَقَسَتْ

الْقُلُوْبُ وَلَرَجَعَ عَامَّةُ النَّاسِ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلٰكِنْ قَالُوْا مَا اَسْرَعَهُ وَمَا اَقْرَبَهُ تَأْلِيْفًا لِقُلُوْبِ النَّاسِ وَتَقْرِيْبًا لِلْفَرَجِ (اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۳۲ باب کراہیت التوقیت)

علی بن یقطین نے کہا کہ مجھے ابی الحسنؑ (امام موسیٰ کاظم) نے کہا کہ شیعہ کو دو سو سال سے دل بہلاووں کے ذریعے بہلایا جا رہا ہے۔ یقطین (سنی) نے اپنے بیٹے علی (شیعہ) کو کہا۔ جو کچھ ہمیں کہا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اور جو کچھ تمہیں کہا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ تو علی نے کہا۔ کہ جو کچھ تمہیں اور ہمیں کہا گیا تھا اس کا منبع ایک ہی تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ امر (خلافت) آپ کو مل گیا پس جو کچھ آپ کو کہا گیا تھا وہ آپ کو حاصل ہو گیا۔ اور یہ امر ہمیں حاصل نہیں ہوا۔ اس وجہ سے ہمیں تو آرزوؤں سے بہلایا گیا۔ پس اگر ہمیں کہا جاتا کہ یہ امر (حکومت) انہیں دو سو سال کے بعد حاصل ہو گا۔ یا تین سو سال کے بعد تو پھر لوگوں کے دل سخت ہو جاتے۔ اور لوگ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے لیکن انہوں نے (راویوں نے۔ ناقل) ہمیں ایسی باتیں بتائیں کہ جس سے یہ امر (حکومت) قریب معلوم ہو اور اس کا حصول جلدی سمجھا جائے۔ تا کہ اس طرح لوگوں کے دل اسلام کی طرف مائل رہیں اور وہ خوش رہیں۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام موسیٰ کاظم کے نزدیک راویوں نے بعض روایات امام مہدی کے ظہور کے متعلق محض لوگوں کے دل بہلانے

کے لیئے وضع کی گئیں تاکہ وہ امام مہدی کے ظہور سے مایوس نہ ہوں۔ اور ہمہ تن اس کے انتظار میں رہیں۔

امام کے غائب ہونیکا عقیدہ

جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو ایک اور روایت بنائی گئی۔ کہ امام حسن عسکری کے ہاں جو بچہ ۲۵۶ھ میں پیدا ہوا۔ وہ جو لڑکپن کی عمر ہی میں سر من رائے کی غار میں ایک سرداب میں غائب ہوگیا ہے وہی امام مہدی تھا اور وہی آخر زمانہ میں کسی وقت اس غار سے نکل کر ظاہر ہوگا۔ لیکن زمانۂ غیبت کے بعد قریبًا سوا گیارہ سو برس اب تک گذر چکے اور اس زمانہ میں اسلام پر کئی نازک اور مصیبت کے دور آتے رہے اور گمراہی اپنے کمال کو پہنچ گئی لیکن امام غائب کا ظہور نہ ہوا۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا۔ تو ناممکن تھا کہ امام غائب اتنا عرصہ چھپے رہتے۔ اور اسلام کی مدد نہ کرتے اور مسلمانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے ان میں کوئی جوش پیدا نہ ہوتا پس یہ عقیدہ بھی محض دل بہلاوا تھا۔

اتنے زمانہ دراز کی انتظار چونکہ مایوس کن تھی۔ اس لئے دلوں کی تسلی کے لئے یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ امام مہدی اپنی جاہ و حشمت اور اپنے خادموں کے ساتھ شہروں میں پھرتے رہتے ہیں اور شہروں میں حاضر ہوتے ہوئے نظروں سے غائب رہتے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے:-

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ صَاحِبُ هٰذَا الْاَمْرِ یَتَرَدَّدُ بَیْنَهُمْ

ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ صاحب الامر (امام مہدی) لوگوں

وَيَمْشِي فِي اَسْوَاقِهِمْ — کے درمیان پھرتے ہیں اور
وَيَطَأُ فُرُشَهُمْ وَلَا — بازاروں میں چلتے ہیں۔ اور
يَعْرِفُوْنَهٗ ۔ — ان کے فرشوں کو روندتے ہیں
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۴۲) — اور وہ اسے نہیں پہچانتے

یہ روایت موضوع معلوم ہوتی ہے۔ اگر یہ درست ہو تو

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے اس غائبانہ دورہ کرنے کا فائدہ کیا ہے۔ جبکہ ان سے براہ راست امت کو کوئی ہدایت نہیں ملتی۔

امام غائب کیوں ہوئے؟

جب یہ سوال ہو کہ امام مہدی کیوں غائب ہو گئے تھے؟ تو کہا جاتا ہے کہ مخالفوں (حکومت عباسیہ) کی طرف سے قتل کے ڈر کی وجہ سے غائب ہو گئے تھے چنانچہ روایت ہے

قُلْنَا مِمَّا يُقْطَعُ عَلٰى اَنَّهٗ سَبَبٌ لِغَيْبَةِ الْاِمَامِ هُوَ خَوْفُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْقَتْلِ بِاِخَافَةِ الظَّالِمِيْنَ اِيَّاهُ ۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۳۸)

یعنی ہم نے کہا ہے کہ امام کے غائب ہونے کا قطعی سبب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ پر ظالموں کی طرف سے قتل ہو جانے کا خوف رکھتے تھے۔

مگر جب حکومت عباسیہ جن کی طرف سے امام کو قتل ہو جانے کا ڈر تھا کا دور ختم ہو گیا۔ اور اسے ختم ہوئے ایک زمانہ دراز گذر چکا ہے۔ تو کیوں امام ظاہر نہ ہوئے۔ بلکہ اب ایران میں شیعوں کی اپنی حکومت قائم ہے اگر امام غائب کا کوئی وجود ہوتا۔ تو وہ یقیناً یقیناً اپنے ان محبین کے ملک میں ظاہر ہو جاتے کیونکہ شیعہ حکومت میں تو امام کو کسی قسم کا کوئی ڈر نہیں

ہو سکتا شیعہ ان کے لئے عرصہ دراز سے چشم براہ ہیں۔ اور شیعہ حکومت کو اپنی حکومت امام مہدی کے سپرد کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ اور امام غائب کے ظہور کے لئے یہ نہایت ہی اچھا موقعہ تھا مگر ان کا ایسے اچھے زمانہ میں ظاہر نہ ہونا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ امام غائب کا کوئی وجود نہیں اور یہ روایات تعبیر طلب ہیں۔

ایک ہزار برس گذرنے پر امام غائب ظاہر ہونگے

اوپر علامہ ابن خلدون کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ (امام کے غائب ہوجانے کے بعد) ان کے ظہور کی حتمی تاریخ بعض نے سنہ ۶۸۳ھ میں مقرر کی تھی کہ اس سن میں امام ظہور پذیر ہوں گے۔ مگر جب یہ سنہ بھی گذر گیا اور امام غائب ظاہر نہ ہوئے تو روایت کی تاویل کی گئی کہ اس سنہ میں مراد ظہور نہیں بلکہ پیدائش ہے۔ اب وہ ۸۰۰ ہجری میں ضرور ظاہر ہوں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غیبت کی بجائے تسلیم کیا گیا کہ وہ نئے سرے سے پیدا ہوں گے نیز غیبوبت سے نکلنے کی روایت کی تاویل بروزی ظہور سے کی گئی۔ اس لئے سنہ ۷۸۵ھ میں اس کا پیدا ہونا تجویز کیا گیا۔

مگر ۸۰۰ھ بھی گذر گیا اور امام ظاہر نہ ہوئے تب صاحب نجم الثاقب نے ایک اور تاریخ پر امام کے ظہور کی امید دلائی۔ اور اپنی کتاب میں لکھا کہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کی انتظار ایک ہزار برس گذرنے پر کرنی چاہئے چنانچہ مصنف نجم الثاقب "ہزار سال والی

قرآنی آیت وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ کے تحت لکھتے ہیں :-

"مراد از ہزار انشاء اللہ تعالےٰ قوت سلطان شریعت است تا تمام شدن ہزار۔ آنگاہ شروع میکند در اضمحلال تا اینکہ میگردد دین غریب ۔ چنانچہ در ابتدا بود و مے باشد ایں اضمحلال از گذشتن سی سال از قرن یازدہم و دراں وقت مترتب است خروج مہدی را ۔" (نجم الثاقب صفحہ جلد اول)

ترجمہ :- (اس آیت میں) ہزار سے انشاء اللہ تعالےٰ مراد شریعت کا غلبہ ہے جو ایک ہزار سال تک رہے گا۔ ہزار سال کے بعد غلبہ شریعت کا زوال شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ دین غریب ہوگا جیسے کہ ابتدا میں تھا۔ اور یہ زوال گیارھویں صدی سے تیس سال گزرنے پر ہوگا اور اس وقت امام مہدی کے خروج کا انتظار کیا جائے۔

مگر ایک ہزار سال کے بعد گیارھویں صدی سے جب تیس سال بھی گزر گئے اور امام مہدی ظاہر نہ ہوئے۔ تو ان کے دلوں کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اور ایک عام بے چینی اور مایوسی طاری ہو گئی۔ اور عرصہ دراز تک یا یوسی کا یہ عالم طاری رہا۔

چودھویں صدی میں امام مہدی ضرور ظاہر ہوں گے

اس کے بعد اس عام بے چینی کو دور کرنے کے لئے امام غائب کے ظہور کی تاریخ چودھویں صدی

ہجری قرار دیکر بعض نے اشتہارات شائع کئے کہ ۱۳۳۹ھ میں امام کا ظہور مقدر ہے۔ چنانچہ ایک اشتہار ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا "مژدہ — ذکر احوال ظہور حضرت صاحب الامر" یہ اشتہار جو ماہنامہ تشحیذ الاذہان جولائی ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۱۷ پر نقل کیا گیا تھا۔ درج ذیل ہے:۔

مژدہ — ذکر احوال حضرت صاحب الامر

امام کے ہجرے میں قیام ہوا۔ امسال ۱۳۳۹ھ دہم ماہ محرم کو جمعہ تھا اور میزان کی پہلی تاریخ تھی۔ روز نوروز دسویں ماہ رجب کو ہوگا پس قیام امام کا حوالی یمن میں ہونا ضروری ہے وہاں انصار حضرت کے نصرانی جمع ہوں گے اور دولت برطانیہ امید ہے کہ ان کے برخلاف نہ ہوگی . . . . . عجب نہیں کہ اسی رجب میں یا آئندہ آسمان سے وہ صدائیں آئیں جن کا منشا یہ ہوگا کہ خلیفۃ اللہ مہدی ابن حسن ہیں۔ تم کس چیز میں جھگڑتے ہو"

۱۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ روز شنبہ الناقل سید مرتضیٰ مولوی فاضل رئیل دھرہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء ساکن موضع تحصیل لب گرہ منقول دہلی مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی۔

۱۲۶۹ ہجری ظہور مہدی

اس اشتہار کے ذریعے امام مہدی کے ظہور کے لئے ۱۳۳۹ء کا وقت تجویز کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو چکے تھے۔

چودھویں صدی ہی میں ظہور مہدی مقدر تھا

واضح رہے کہ چودھویں صدی میں مہدی و مسیح کے ظہور کا اندازہ از روئے قرآن مجید و احادیث نبویہ و کشوف اولیاء امت محمدیہ بالکل درست ہے کیونکہ سنی اور شیعہ بزرگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ امام مہدی و مسیح تیرھویں، چودھویں صدی ہجری میں بہر حال ظہور فرمائیں گے شیعہ اور سنی بزرگوں کا یہ اتفاق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس مشہور حدیث پر مبنی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے۔

اَلْآیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ (مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۷۱)

یعنی (مسیح و مہدی کی) نشانیاں بارھویں صدی کے گذرنے پر ظاہر ہونگی

محدثین نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ دو سو سال سے مراد ایک ہزار کے بعد دو سو سال ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بارہویں صدی کے گذرنے پر نشانیاں ظاہر ہوں گی چنانچہ حضرت ملا علی قاری حنفی بھی ان معنوں کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ اللَّامُ فِی الْمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ وَھُوَ الْوَقْتُ لِظُھُوْرِ الْمَھْدِیِّ۔ (مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۷۱ نیز دیکھو حاشیہ ابن ماجہ جلد [illegible])

احتمال ہے المائتین کا الف لام اس عہد کے لئے ہو جو ایک ہزار کے دو سو سال بعد کا ہے یعنی (۱۲۰۰) کے بعد اور یہی وقت ظہور مہدی کا ہے۔

([illegible])

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں اپنی کتاب حجج الکرامہ کے ص۲۹۳ پر اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِأَتَیْنِ کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

"دو سو سال، ہجرت کے ایک ہزار سال بعد مراد ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے اس کی یہی تشریح کی ہے"

نواب صاحب نے کتاب مذکور کے ص۲۱ و ص۳۹۴ و ص۳۹۵ پر مہدی کے متعلق بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ اور پھر ان سب روایات کا نتیجہ نکالتے ہوئے لکھا ہے:۔

"مہدی کو تیرھویں صدی میں ظاہر ہونا چاہیئے"

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی پر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہ صدی پوری ہو گئی تو مہدی نہ آئے اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں" (اقتراب الساعۃ ص۲۲۱)

صاحب نجم الثاقب نے ایک حدیث درج کی ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب بارہ سو چالیس (۱۲۴۰) سال گذر جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث کر دے گا۔ حدیث یہ ہے:

عن حذیفۃ بن یمان قال حذیفہ بن یمان سے روایت ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مضت الف و مأتان واربعون سنة یبعث اللہ المهدی (النجم الثاقب ج۲ ص۲۰۹)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک ہزار دو سو چالیس سال (۱۲۴۰) گذر جائیں گے تو اللہ تعالےٰ مہدی کو مبعوث کرے گا۔

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:-

"گویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخ ظہور او در لفظ چراغ دین یافتہ و بحساب جمل عدد وے یک ہزار و صد شصت و ہشت شود" (حجج الکرامہ ص۳۹۴)

ترجمہ:- کہتے ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کے (مہدی کے) ظہور کی تاریخ "چراغ دین" کے الفاظ میں معلوم کی تھی۔ اور ابجد کے حساب سے چراغ دین کے اعداد ایک ہزار دو سو اڑسٹھ ہوتے ہیں۔

اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب نے "تحفہ اثنا عشریہ" نامی کتاب میں اور شاہ اسمٰعیل شہید نے "اربعین فی احوال المہدیین" میں لکھا ہے:-

"تیرہ سو ہجری کے بعد مہدی کا انتظار چاہیئے۔ اور شروع صدی میں حضرت کی پیدائش ہے"

حافظ برخوردار اپنی کتاب "انواع" میں جو منظوم پنجابی میں ہے، صحیح و

مہدی کا زمانۂ ظہور تیرہ صدیوں کے بعد لکھتے ہیں چنانچہ ان کا شعر ہے ؎

پچھے ہک ہزار دے گذرسے تریے سو سال
عیسٰےؑ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

(کتاب انواع از حافظ برخوردار موضع چیچی سنجان ضلع سیالکوٹ)

یعنی ایک ہزار کے بعد تین سو سال گذر جائیں گے تو عیسٰےؑ ظاہر ہوگا اور کمال انصاف کرے گا۔

اس سے واضح ہے کہ حافظ صاحب آنے والے عیسٰےؑ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ تیرہ سو سال کے بعد ظاہر ہوں گے حدیث لا مہدی الا عیسٰی۔ (ابن ماجہ) سے ظاہر ہے کہ عیسٰےؑ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

پس جس آنے والے امام کو "مہدی" کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ احادیث و آثار اسے مسیح یا عیسٰےؑ کا لقب دیتے ہیں۔

صاحب دبستانِ مذاہب فرقہ اسمٰعیلیہ کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"وگفتند کہ مہدی آخر الزمان عبارت از محمد بن عبد اللہ است واز مخبرِ صادقؐ روایت کنند کہ فرمود علٰی رأس الف وثلث مائۃ یطلع الشمس من مغربہا گویند لفظ شمس دریں حدیث کنایت از محمد بن عبد اللہ است" (دبستانِ مذاہب فارسی صفحہ ۳۵۵)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان کی تعبیر محمد بن عبد اللہ سے ہے۔ اور مخبر صادق (صلے اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

تیرھویں صدی پر سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں طلوعِ شمس سے مراد امام مہدی کا ظہور ہے۔

مسیح ومہدی کا ظہور چودھویں صدی پر ہوچکا

قرآن واحادیث اور کشوف اولیاء امت کی مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوچکا کہ امام مہدی کو تیرھویں صدی میں پیدا ہونا چاہیئے اور چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہر ہونے کے وقت ان کی عمر چالیس برس سے کم نہ ہونی چاہیئے۔

سو دنیا والوں کو خوشخبری ہو کہ عین تیرھویں صدی یعنی بارہ سو پچاس (۱۲۵۰) ہجری میں امام مہدی پیدا ہوچکے اور عین چودھویں صدی کے سر پر ان کا ظہور ہوا۔ جن کا نام غلام احمدؐ ہے جو قادیان سے ظاہر ہوئے۔ واضح رہے کہ مہدی چونکہ اسلام کے مجددوں میں سے عظیم الشان مجدد ہے اس لئے اُسے بھی حدیث کے مطابق صدی کے سر پر آنا چاہیئے تھا جیسا کہ فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی کُلِّ رَأْسِ مِائَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

(ابو داؤد ۔ کتاب الفتن و اصول کافی صفحہ ۲۹۶)

یعنی اللہ تعالیٰ ضرور اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے وجودوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس امت کے فائدہ کے لئے ان کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (یعنی اس کو غلطیوں سے پاک کریں گے)

تیرھویں صدی پر سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں
طلوعِ شمس سے مراد امام مہدی کا ظہور ہے۔

مسیح و مہدی کا ظہور چودھویں صدی پر ہو چکا

قرآن و احادیث اور کشوف اولیاء امت کی مذکورہ بالا تصریحات
واضح ہو چکا کہ امام مہدی کو تیرھویں صدی میں پیدا ہونا چاہیئے
اور چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہر ہونے کے
وقت ان کی عمر چالیس برس سے کم نہ ہونی چاہیئے۔

سو دنیا والوں کو خوشخبری ہو کہ عین تیرھویں صدی یعنی بارہ سو
پچاس (۱۲۵۰) ہجری میں امام مہدی پیدا ہو چکے اور عین چودھویں
صدی کے سر پر ان کا ظہور ہوا۔ جن کا نام غلام احمد ہے جو قادیان
سے ظاہر ہوئے۔ واضح رہے کہ مہدی چونکہ اسلام کے مجددوں میں سے
عظیم الشان مجدد ہے اس لئے اُسے بھی حدیث کے مطابق صدی کے
سر پر آنا چاہیئے تھا جیسا کہ فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ
عَلٰى كُلِّ رَأْسِ مِائَةٍ مَنْ
يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔
(ابو داؤد۔ کتاب الفتن و
اصول کافی صفحہ ۹۴)

یعنی اللہ تعالےٰ ضرور اس امت
کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے
مجددوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس
امت کے فائدہ کے لئے ان کے دین
کی تجدید کرتے رہیں گے (یعنی اس کو غلطیوں
سے پاک کریں گے)

یہ حدیث جو شیعہ و سُنی دونوں فرقوں کی کتب میں مسلم ہے بتاتی ہے کہ مجدّد کو صدی کے سر پر آنا چاہیئے۔ چونکہ امام مہدی بھی مجدّدِ دین ہیں اس لئے ان کے لئے بھی ضروری تھا کہ وہ صدی کے سر پر ہوں۔ سو وہ مجدّد جو چودھویں صدی کے سر پر خدا کے حکم سے مبعوث ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جنہوں نے خدا سے حکم پا کر دعویٰ کیا کہ میں ہی خدا کی طرف سے مسیح و مہدی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دنیا کے سامنے اپنی ماموریت کا اعلان کیا۔

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ الْمُحَمَّدِيُّ وَأَنَا أَحْمَدُ الْمَهْدِيُّ" (خطبہ الہامیہ صٓ۲)

یعنی۔ اے لوگو! یقین جانو! میں ہی مسیح محمدی اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔

ایک اور مقام پر آپؑ نے فرمایا:۔

"یہ عاجز مثیل مسیح ہے۔ نیز موعود بھی ہے۔ جس کے آنے کا وعدہ قرآن اور حدیث میں روحانی طور پر کیا گیا ہے۔"

(ازالۂ اوہام صٓ۲۹۳)

ظہور مہدی و مسیح کا وقت گذر چکا

پس شیعہ اور سُنی فرقوں کے کشوف اور مقرر کردہ متفقہ اندازوں کے مطابق جو زمانہ مسیح و مہدی کے ظہور کے لئے متعیّن تھا ٹھیک اسی زمانہ میں مسیح و مہدی کا ظہور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

کے وجود میں ہو چکا۔ اور جب مہدی و مسیح کے آنے کا مقرر کردہ وقت گذر چکا اور مہدی و مسیح اپنے وقت پر آ چکا تو اب کسی آور امام مہدی کا انتظار بے سود ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ شیعہ و سنی احادیث کی معتبر کتابوں میں مہدی و مسیح کے ظہور کا ایک ہی زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ اور دونوں کا مشن "کسرِ صلیب" بیان کیا گیا ہے۔ یعنی صلیبی غلبہ کو توڑ دینا۔ جیسا حدیث میں ہے۔

یوشک من عاش منکم ان	قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے
یلقی عیسی ابن مریم اماما	وہ عیسے ابن مریم کو امام مہدی اور
مہدیا حکما عدلا یکسر	حکم و عدل پائے۔ پس وہ صلیب
الصلیب ویقتل الخنزیر	کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل
(مسند احمد بن حنبل ج۲ ص۴۱۱)	کرے گا۔

پس اس حدیث کی رو سے مسیح ابن مریم نے مہدی ہو کر صلیبی غلبہ کو توڑنا تھا۔ اور صلیب توڑنے سے مراد نصرانیت کو دلائل سے باطل کرنا ہے جس پر ائمہ شیعہ[۱] اور سنی محققین متفق ہیں۔ اور سب نے کسرِ صلیب کی یہی تشریح کی ہے۔ کہ مسیح و مہدی عیسائیت کو دلائل سے باطل کر دینگے۔ سو اس کام کی بنیاد بھی بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھوں پڑ چکی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی وسیع تبلیغی مساعی کے ذریعہ عملی دنیا میں

---

[۱] شیعہ روایت مہدی کے باب میں درج ہو گی۔

بھی صلیبی عقائد کی مصنوعی عمارت کی بنیاد اُکھڑ رہی ہے۔ خدا کی شان
دیکھیئے کہ عیسائیوں کا سیاسی غلبہ بھی ٹوٹ رہا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے انگریز
ہندوستان پر حکمران چلے آرہے تھے۔ اب وہ ہندوستان کو جہاں
امام مہدی کا ظہور ہوا۔ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اور ہندوستان کو
آزادی مل گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ انڈونیشیا وغیرہ جیسے بڑے ممالک
بھی آزاد ہو چکے ہیں۔ اور براعظم افریقہ میں آزادی کی جدوجہد جاری
ہے۔ اور بعض حصے آزاد ہو چکے ہیں۔ سو یہ واقعہ ہے کہ امام مہدی
کے ظہور کا وقت بھی گذر چکا اور صلیبی مذہب کا زور بھی ٹوٹ رہا ہے،
اس لئے اب کسی اور مسیح و مہدی یا امام غائب اور امام حاضر کا انتظار
نادرست اور بے فائدہ ہے۔ کیونکہ عین صلیبی غلبہ کے وقت چودھویں
صدی پر مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود بن کر ظاہر
ہوئے۔ اور کسر صلیب کی بنیاد رکھ چکے ہیں اور عملی دنیا میں بھی ایسے
تغیرات آرہے ہیں۔ کہ عیسائی غلبہ ٹوٹ رہا ہے۔ اور دنیا کے کونے
کونے میں اسلامی عقیدہ غالب آرہا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام
فوت ہو چکے ہیں اب وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ حضرت
عیسٰیؑ کی وفات ثابت ہونے سے عیسٰی پرستوں کے مذہب کی بنیاد
نیچے آگری ہے۔ اب اگر عیسائیت میں بمقابلہ اسلام کے کچھ جان ہے تو وہ صرف
مسلمانوں کی غفلت اور ان کے اس عقیدہ کی وجہ سے ہے کہ وہ حیاتِ
عیسٰیؑ کے عقیدہ میں ان کے ہمنوا ہیں اور عیسائیوں کی مانند آسمان سے

ان کے اصالتاً نزول کے منتظر ہیں۔ اگر مسلمان عیسائیوں کی ہمنوائی
چھوڑ دیں اور دنیا میں یہ عقیدہ پھیلا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فوت ہو چکے ہیں۔ اب وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ ان کی نبوت
ختم ہو گئی۔ اب صرف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت
زندہ ہے۔ انہی کا دین زندہ ہے اور انہی کی اُمت میں عیسیٰ جیسے
مصلح پیدا ہوں گے۔ تو جہاں جہاں یہ عقیدہ پھیلتا چلا جائے گا صلیبی
دور ٹوٹتا چلا جائے گا اور عیسائیت کے غلبہ کی بجائے دنیا میں
اسلام کا غلبہ ہوتا جائے گا۔

ظہورِ مہدی سے اظہارِ مایوسی

مسلمان خصوصاً شیعہ اصحاب میں ایک
بے چینی پائی جاتی ہے اور ان کے
دلوں میں بار بار یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر مہدی یا امام غائب
کیوں ظاہر نہیں ہوتے۔ چنانچہ شیعوں کے ایک بڑے عالم نے
اس پیدا ہونے والے سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ امام مہدی کو بادشاہوں
کی مخالفت کا خطرہ ہے۔ ایک اور مایوس کن جواب یہ بھی دیا
جاتا ہے۔ کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ تمام کافروں کو قتل
کر دیں گے۔ چونکہ ابھی کافروں کے نطفوں سے مسلمان پیدا ہونے والے
ہیں اس لئے امام مہدی ظاہر نہیں ہوتے۔ تاکہ پیدا ہونے والے
مسلمان قتل نہ ہوں۔ یہ دونوں جواب امام غائب کے ظہور سے مایوسی
پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں جواب تسلی بخش بھی نہیں بلکہ

مزید بے چینی پیدا کرنے والے ہیں۔ کیونکہ دوسری حکومتیں تو قیامت تک قائم رہیں گی۔ اگر دوسری حکومتوں سے ڈر کر امام مہدی ظاہر نہیں ہوتے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ قیامت تک ظاہر نہیں ہونگے

ایک اور دلچسپ بات ملاحظہ ہو۔ کہ ایک شیعہ اخبار سے امام غائب کے ظہور کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو اخبار نے جواب دیا کہ امام مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہو سکتے جب تک شیطان کو قیامت تک مہلت کا وعدہ پورا نہ ہو۔ شیطان کو چونکہ قیامت تک لوگوں کو گمراہ کرنے کی مہلت دی گئی ہے اس لئے اگر امام مہدی قیامت سے پہلے ظاہر ہو جائیں۔ تو خدا کی وعدہ خلافی لازم آتی ہے کیونکہ انہوں نے شیطان کو شکست دینی ہے۔

اندازہ کیجئے۔ کہ یہ جواب کس قدر مایوس کن ہے جب قیامت تک امام مہدی ظاہر نہیں ہوں گے تو پھر وہ کب ظاہر ہوں گے؟ بندگان خدا کو اس دنیا میں اصلاح کی ضرورت ہے قیامت کے دن تو اعمال کا حساب ہوگا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کے محققین اور علماء خود تو امام مہدی کے ظہور سے اب بالکل مایوس ہو چکے ہیں مگر لوگوں کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھنے کی غرض سے مختلف کمزور تاویلوں کا سہارا لے رہے ہیں۔

وفاتِ مسیح ناصری کا اعلان

واضح ہو کہ شیعہ محققین حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ علی الاعلان ان کی وفات کے قائل ہیں اور اس سلسلہ میں قرآن کی مشہور آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فوت ہوچکے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے :۔

عن ابی و محمد بن الحسن قالا عن ابی رافع قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان جبریل نزل علی بکتاب فیہ خبر الملوک ملوک الارض قبلی وخبرمن بعث قبلی من الانبیاء والرسل وھو حدیث طویل اخذنا منہ موضع الحاجۃ الیہ قال لما ملک اشبح بن اشجان وکان تسمی الکیس ..... فی سنۃ احدی وخمسین من ملکہ بعث اللّٰہ عزّوجلّ عیسی ابن مریم علیہ السلام وبعثہ الی بیت المقدس الی بنی اسرائیل ...... فمکث بیدعوھم ویرغبھم فیما عند اللّٰہ ثلثۃ وثلثین سنۃ حتی طلبہ الیھود وادعت انّھا عذبتہ ودفنتہ فی الارض حیًّا .... وما کان اللّٰہ

ليجعل لهم سلطانًا عليه وانما شبه لهم لقوله عزّ وجل اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - فلم يقدروا على قتله وصلبه لانهم لو قدروا على ذالك كان تكذيبًا لقوله تعالیٰ ولكن رفعه الله اليه بعد ان توفاه عليه السلام

(اكمال الدين واتمام النعمة ص۱۳۱)

ترجمہ:- ابی اور محمد بن الحسن دونوں نے ابی رافع سے روایت کی ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جبریل نے مجھ پر ایک کتاب نازل کی جس میں مجھ سے پہلے گزرے ہوئے بادشاہوں اور انبیاء و رسل کے حالات درج تھے اور وہ ایک لمبی حدیث ہے ہم اس سے بقدر ضرورت یہاں درج کرتے ہیں - فرمایا جب اشبح بن اشجان جس کا نام کیتی بھی تھا - بادشاہ ہوا تو اس کی حکومت کے ۵۱ دیں سال اللہ تعالےٰ نے عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کو بیت المقدس میں مبعوث فرمایا - کہ بنی اسرائیل کو دعوت دے ... پس وہ ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت و ترغیب دیتے رہے ۳۳ ویں سال ان کو یہود نے گرفتار کیا اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کو دکھ دیا - اور زندہ زمین میں دفن کر دیا - مگر اللہ تعالےٰ نے انہیں اس پر غلبہ نہ دیا - اور ان پر عیسےٰ کے معاملہ کو مشتبہ کر دیا - جیسا اللہ تعالےٰ نے کا وعدہ تھا - کہ اے عیسےٰ ! ہم تجھے خود وفات

دیں گے اور پھر اپنی طرف اٹھائیں گے" اور کافروں کے الزامات سے پاک کردیں گے۔ پس وہ ان کے قتل کرنے اور صلیبی موت مارنے پر قادر نہ ہوسکے۔ اس واسطے کہ اگر وہ قادر ہو جاتے تو اللہ تعالے کے اس قول کی تکذیب ہو جاتی جو فرمایا۔ کہ ہم نے عیسے کو خود وفات دی اور وفات دینے کے بعد اٹھایا تھا"

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود حضرت عیسے علیہ السلام کے قتل اور ان کی صلیبی موت پر قادر نہ ہوسکے۔ اور اللہ تعالے نے انہیں یہود کے ہاتھ سے بچا لیا۔ (صلیبی واقعہ کے بعد جب آپ کی طبعی عمر پوری ہوئی) آپ کو اللہ تعالے نے طبعی وفات دیدی اور اپنی طرف آپ کا رفع کیا۔ وفات دینے کے بعد رفع اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ ان کی روح اٹھائی گئی۔

اسی طرح شیعہ کی مشہور تفسیر مجمع البیان میں فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

قَالَ الْجُبَائِيُّ وَفِيْ هٰذِهِ	علامہ جبائی نے کہا ہے کہ یہ آیت
الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّهُ	اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
اَمَاتَ عِيْسٰى وَتَوَفَّاهُ	اللہ تعالے نے حضرت عیسیٰ علیہ
ثُمَّ رَفَعَهُ اِلَيْهِ لِاَنَّهُ	السلام کو موت دیدی اور اس کی
بَيَّنَ اَنَّهُ كَانَ شَهِيْدًا	طبعی موت دی۔ پھر انہیں اپنی

عَلَيْهِمْ مَادَامَ فِيْهِمْ وَلَمَّا تَوَفَّاهُ اللّٰهُ كَانَ هُوَ الشَّهِيْدَ عَلَيْهِمْ لِاَنَّ التَّوَفِّيْ لَا يُسْتَفَادُ مِنْ اِطْلَاقِهٖ اِلَّا الْمَوْتُ اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا (تفسیر جامع البیان زیر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ)

طرف اٹھایا اس لئے کہ آیت بیان کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ان پر اپنی قوم پر صرف اسی وقت تک نگران رہے جب تک وہ ان میں موجود رہے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔ تو خود اللہ تعالیٰ ان پر نگران رہا۔ اس واسطے کہ جب مطلق توفی کا ذکر ہو تو موت کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہوتے کیا نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ مرنے کے وقت جانوں کی توفی کرتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی توفی نیند میں کرتا ہے۔

مفسر جبائی کے قول کے مطابق آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ میں مطلق توفی کا ذکر ہے نہ کہ مقید توفی کا۔ لہٰذا ان کے نزدیک اس جگہ صرف طبعی موت کے اور کوئی معنی مراد نہیں۔

دراصل توفی کے معنے قبض روح کے ہوتے ہیں قبض روح نیند میں بھی ہوتا ہے اور موت میں بھی۔ پس جہاں توفی کے ساتھ نیند کے لئے کوئی قرینہ موجود ہو تو وہاں نیند کی صورت میں قبض روح مراد ہوتا ہے اور جہاں نیند کے لئے کوئی قرینہ موجود نہ ہو وہاں موت کی صورت میں قبض روح مراد ہوتا ہے۔ بہرحال جب انسان پر توفی کا فعل وارد ہوتا ہے

تو اس کے معنی جسم کا اٹھانا ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلکہ روح کا قبض ہی مراد ہوتا ہے۔

مجتہد العصر صاحبان لکھنؤ بھی وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ اشاعۃ تنبیہ الاذہان بابت فروری ۱۹۲۲ء میں وفات عیسیٰ کے متعلق ان کے فتوی کی ایک نقل شائع ہوئی تھی جس پر مجتہد العصر صاحبان لکھنؤ سید ابن حسن۔ سید کلب حسین۔ محمد حسین بن عباس اور سید احمد وغیرہ کے دستخط مع مواہیر ثبت ہیں۔ یہ فتوی من وعن درج ذیل ہے:-

"قال اللہ تبارک وتعالیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ آیت مذکور کے معنی ابن عباس اور وہب کے کلام سے وفات موت عیسیٰ کے معلوم ہوتے ہیں"

(مہر سید ابن حسن)

"سورۃ مائدہ میں زیر بیان قصۂ حضرت عیسیٰ جو کلمہ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ قرآن میں مذکور ہے اس کے معنی اگرچہ بعض علماء نے وفات کے قرار دیئے مگر اگر موت کے معنی قرار دیئے جائیں تب بھی کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ روایات صحیحہ میں ائمہ معصومین سے مروی ہے کہ اس آیت میں اس مکالمہ کی حکایت کی گئی ہے جو حضرت عیسیٰ اور خدا کے درمیان ہوئی"

(حررہ اقل الخلیقہ سید کلب حسین) دستخط

حضرت عیسیٰ کا قتل ہونا اور صلیب دیا جانا بنص قرآنی ثابت

نہیں اور یقیناً یہ دونوں امور آنجناب کے واسطے نہیں
ہوئے۔ رہا وفات کا ہونا اور زندہ آسمان پر اٹھالیا جانا
قرآن مجید سے زندہ اٹھا لیا جانا آسمان پر یہ بھی ثابت
نہیں بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی کسی طرح ہم دلالت اس
امر پر نہیں ہے۔ کہ زندہ اٹھا لئے گئے رَفَعَهُ اللّٰه بمعنی
قَبَضَهُ اللّٰه بھی آیا ہے۔ اور کتاب خصال میں امام جعفر
صادق سے تفسیر آیت خافضۃ رافعۃ میں وارد ہوا کہ
آپ نے فرمایا ہے۔ خفضت واللہ باعداء اللہ الی
النار ورفعت واللہ اولیاء اللہ الی الجنۃ اور زندہ
اٹھا لیا جانا اخبار احادیث میں البتہ مذکور ہے۔ لیکن ظاہر
نصوص قرآنی یہ ہے۔ کہ جناب عیسٰے کو وفات ہوئی جیسا کہ
سورۂ مائدہ میں ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وفات بمعنی موت وانما م حیات ثبوت
اکثر آیات قرآنی میں آیا ہے۔ اور علاوہ موت کے نیند
وغیرہ پر اطلاق وفات کا مجاز ہے اور حقیقت اولی بالمجاز
ہے۔ ہم کو موت حضرت عیسٰے کے قائل ہونے میں کوئی ضرر
ایمانی معلوم نہیں اور نہ دوبارہ نزول آنجناب کا منافی موت
ہے۔ زندہ ہوکر دوبارہ آنا مثل رجعت ائمہ ہدیٰ صلوات اللہ
علیہم اجمعین محال نہیں ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

نشان مہر

الاحقر المذنب السید احمد غفرلہ بقلمہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

حضرت مسیح علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی وفات کی دار
دنیا میں اور اس کے تحقق میں علماء امامیہ متشبہ ہیں لیکن
تحقیقات کتب مطولہ محققہ متشبثہ سے اور تفاسیر علماء متقدمین
سے وفات حضرت مسیح یعنی مرجانا ان کا ثابت ہے چنانچہ
ان دو آیتوں سے بالخصوص دلالت ان کی موت پر ثابت ہوتی
ہے۔ ایک ان میں سے اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ
اِلَیَّ ہے اور دوسری فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی کُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ہے یہ آیتیں کافی ووافی ہیں ثبوت وفات
حضرت مسیح میں اور اگر اتنا کفایت نہ کرے تو اس سے زیادہ
بھی لکھ سکتا ہوں ثبوت پر ان کی احادیث ائمہ معصومین علیہم
السلام سے"

انا الراقم الآثم احقر الزمن محمد حسین بن محمد عباس
ساکن مقبرہ جناب عالیہ لکھنؤ مورخہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۳۰ ہجری

اسی طرح شیعہ مجتہد سید ابوالحسن رضوی اور ایک سنی فاضل مفتی
محمد عبداللہ صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی وفات مسیح
کے قائل ہیں۔

سنی فاضل مفتی محمد عبداللہ صاحب مولوی کبیر الدین احمد صاحب کے
ایک خط محررہ ۱۷ جنوری ۱۹۱۲ء کے جواب میں لکھتے ہیں:۔
"میرے خیال میں بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی آیت میں [illegible]

اضراب کے واسطے ہے یعنی مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے
قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مار کر اپنی طرف اٹھا
لیا۔ واللہ اعلم"
دیانۃ مفتی محمد عبید اللہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۱ء از دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
ان تصریحات سے واضح ہے کہ شیعہ علماء اور بعض سنی علماء
وفات مسیح کے قائل ہیں نیز یہ کہ مسیح کے رفع سے مراد ان کا روح کا رفع
ہے کیونکہ قرآنی آیات سے ان کی وفات ثابت ہے۔ عـلہ

حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد غائب ہو گئے تھے

مذکورہ بالا تصریحات سے ثابت ہے کہ
اہل شیعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی
موت سے بچنے اور ان کی طبعی وفات کے
قائل ہیں اور سنیوں میں بھی کوئی مرفوع اور متصل صحیح حدیث ایسی موجود
نہیں جس میں مسیح کے بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہو۔
اب سوال یہ ہے کہ مسیح صلیبی واقعہ کے بعد کہاں گئے؟ سو واضح ہو کہ
شیعہ روایات ہمیں بتاتی ہیں کہ حضرت مسیح صلیبی واقعہ کے بعد کہیں
غائب ہو گئے تھے جس کے یہی معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے کسی اور
ملک کی طرف خفیہ ہجرت کی تھی۔ اور وہاں طبعی وفات پائی تھی۔ شیعہ
اصحاب کا یہ خیال ازروئے قرآن وحدیث درست ہے اس مضمون سے متعلق چند شیعہ
روایات حسب ذیل ہیں۔ لکھا ہے۔ کَانَتْ لِلْمَسِیْحِ غَیْبَاتٌ حضرت مسیح اکثر غائب ہو
جایا کرتے

عـلہ امام مالک وفات مسیح کے قائل تھے مجمع البحار میں ہے قَالَ مَالِكٌ اَنَّہٗ مَاتَ اسی طرح امام ابن
حزم بھی وفات مسیح کے قائل تھے دیکھو تفسیر جلالین میں وَتَمَسَّكَ ابْنُ حَزْمٍ بِظَاهِرِ الْاٰيَةِ وَقَالَ
بِمَوْتِہٖ ثم مصر کے جید علماء بھی وفات مسیح کے قائل ہیں بعض علماء مصر نے لکھا ہے کہ حیات عیسیٰ کا
عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں کے اثر سے آیا ہے جیسا علامہ ابن قیم نے بھی لکھا ہے۔

يسيح في الارض ولا يعرف قومه وشيعته خبره ثم ظهر ۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۳۵۱، واكمال الدين ص ۱۷۲)

اور زمین پر سیر و سیاحت کیا کرتے تھے اور آپ کی قوم کو آپ کا کوئی پتہ نہ ملتا تھا۔ پھر وہ ظاہر ہو جاتے تھے۔

یہ تو حضرت مسیح کی عام عادت بیان کی گئی ہے کیونکہ دشمن ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے صلیبی موت سے بچنے اور پھر غائب ہونے کے متعلق لکھا ہے:۔

وَاَمَّا غَيْبَةُ عِيْسٰى فَاِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اتَّفَقَتْ عَلٰى اَنَّهُ قُتِلَ وَكَذَّبَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِقَوْلِهٖ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ كَذٰلِكَ غَيْبَةُ الْقَائِمِ ۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۸۵)

(اور حضرت عیسیٰ کے غائب ہونے کا معاملہ تو یہود و نصاریٰ نے تو اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ مسیح قتل کیا گیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کی یہ کہکر جھٹلایا کہ نہ انہوں نے اسے صلیب پر مارا نہ قتل کیا لیکن مسیح ان کے لئے مشابہ بن گیا تھا اسی طرح جس طرح کہ عیسیٰ غائب ہوگئے تھے) قائم یعنی مہدی بھی غائب ہیں۔

اس روایت میں عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی کو ایک ہی طرح غائب قرار دیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں کی غیبوبت زمین پر ہوئی۔ واضح رہے کہ قائم یعنی مہدی کی غیبوبت کے متعلق شیعہ اصحاب مختلف الخیال

ہیں بعض شیعہ حسن بن عسکری کے بیٹے محمد کو مہدی مان کر سرمن رائے کے سرداب میں ان کی غیبت کے قائل ہیں لیکن ایک گروہ شیعوں کا اس بات کا قائل ہے کہ حسن بن عسکری کے ہاں کوئی لڑکا ہی پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۲۰۴ پر مرقوم ہے

جمعے از آل مدینہ از آل ابو طالب قائل بود بر مذہب حق ..... جمعے از ایشاں از قائل شدن بفرزند برگشتند بسبب قائل شدن بوجود فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام

کہ ایک جماعت مدینہ والوں کی آل ابو طالب سے سچے مذہب پر ہیں ..... اور ایک جماعت انہی میں سے غیبت امام کے عقیدہ سے برگشتہ ہو گئی اس وجہ سے کہ وہ امام حسن عسکری کے ہاں بیٹا ہونے کے قائل نہیں تھے۔

مسیح کی غیبت والی مندرجہ بالا روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے فلسطین سے ہجرت کی تھی۔ کنز العمال کی ایک روایت میں ہے

اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰی اَنْ یٰعِیْسٰی اِنْتَقِلْ مِنْ مَکَانٍ اِلٰی مَکَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰی (کنز العمال ج ۲ ص ۳۴)

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! تو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جا تا کہ تجھے پہچانا نہ جائے۔ اور تجھے تکلیف نہ دی جاسکے۔

اس حدیث کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خفیہ ہجرت کا حکم دیا گیا تھا۔ تا کہ دشمن جو آپ کو پکڑ کر قتل کرنا چاہتے

تھے آپ کو گزند پہنچا سکیں۔ پس آپ کے لئے ضروری تھا کہ آپ
اس وحی الٰہی کے مطابق فلسطین سے خفیہ ہجرت کریں۔ اور ایسی
جگہ جا کر پناہ لیں جہاں کہ آپ دشمنوں کی ایذاء سے بالکل محفوظ
رہیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ مشرقی ملکوں کا لٹریچر اور
کشمیر کی تاریخ بتاتے ہیں کہ آپ مشرقی ملکوں میں آئے۔ اور پھر کشمیر
میں جا پناہ لی۔ جہاں آپ کی وفات ہوئی۔

یوز آسف کے نام سے کشمیر میں عیسیٰؑ کی ہجرت اور وفات کا ذکر

شیعہ فرقہ کی مستند کتب میں یوز آسف نبی کے کشمیر کی طرف ہجرت اور
کشمیر میں وفات پانے کا ذکر مذکور ہے۔ یوز آسف کے متعلق اب یہ
بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے۔ یوز کا لفظ
یسوع کا معرّب ہے۔ جیسا کہ عیسیٰ یسوع کا معرّب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا اصل نام عبرانی یا آرامی میں یسوع یا ایشو تھا۔ جو انگریزی میں
"جیزز" بن گیا اور آسف ان کا ایک صفاتی نام تھا جس کے معنی ہیں۔
تلاش کرنے والا۔ وہ چونکہ اپنی منتشر قوم کو تلاش کرنے کے لئے نکلے
تھے اس لئے انہوں نے اپنا ایک صفاتی نام عبرانی زبان میں آسف
رکھ لیا تھا۔ اور اسے اپنے نام یسوع کا حصہ بنا لیا تھا۔ جب آپ

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا مقبرہ واقع
محلہ خانیار سرینگر کشمیر
جسکا ذکر کتاب ھذا کے صفحات ۵۶ تا ۶۶
میں کیا گیا ہے۔

تاریخ کشمیر فارسی قلمی صفحہ ۱۶۹ کا عکس جس کی
عبارت مع ترجمہ اردو اس کتاب کے صفحہ ۶۲ و ۶۳
پر درج کی گئی ہے -

مشرق ملکوں میں ہجرت کرکے آئے۔ تو آپ یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ چنانچہ "تاریخ کشمیر" میں لکھا ہے۔ کہ یوز آسف بیت المقدس سے کشمیر کی طرف مرفوع ہوئے۔ اور انہوں نے یہاں دعویٰ نبوت کیا۔ اور عرصہ تک تبلیغ کی بالآخر فوت ہو کر سرینگر کے محلہ انزمرہ (متصل خانیار) میں دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کی قبر موجود ہے۔

اب ہم سب سے پہلے یوز آسف کے متعلق لبعبہ روایت درج کرینگے اور اس کے بعد "تاریخ کشمیر" کا وہ صفحہ نقل کریں گے جس میں یوز آسف کو عیسیٰ علیہ السلام قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کا ترجمہ بھی درج کرینگے نیز "تاریخ کشمیر" کے اس صفحہ اور یوز آسف کے مقبرہ خانیار سرینگر کا فوٹو بھی شامل کتاب کریں گے۔

یوز آسف کا سفر اور "البشریٰ" نامی کتاب کیطرف اسکی دعوت

شیعہ فرقہ کی ایک کتاب "کمال الدین وتمام النعمت فی اثبات الغیبۃ وکشف الحیرت" ہے جو شیخ سعید الصادق ابی جعفر محمد بن علی ابن حسین ابن موسیٰ ابن بابویہ القمی کی تصنیف ہے۔ مصنف تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں گذرے ہیں۔ آپ کی وفات ۳۸۱ھ مطابق ۹۹۱ء خراسان میں ہوئی۔ یہ کتاب مشرقی مستشرقین کے نزدیک بھی ایک قیمتی کتاب ہے یہ کتاب سب سے پہلے سید السند پریس ایران میں ۱۲۸۲ھ ہجری میں آغا میر باقر علی نے چھپوائی۔ پروفیسر مولر آف ہائیڈلبرگ یونیورسٹی نے

اس کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا۔ شیخ سعید الصادق نے اس کتاب میں
یوذآسف کے متعلق بہت لمبی روایت درج کی ہے جو کتاب کے صفحہ ۳۱۳
سے صفحہ ۳۵۴ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس روایت میں بیج بونے والے کی
وہ مشہور تمثیل بھی درج ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام سے انجیلوں
میں منسوب ہے۔ نیز جیسا کہ انجیل میں ایمانداروں کے لئے آسمانی
بادشاہت کا ذکر ہے اس روایت میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ مصنف
یوذآسف کے علاقہ سولابط میں جانے کا ذکر بھی کرتا ہے۔ جو لنکا میں
بتایا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی ذکر کرتا ہے۔ کہ یوذآسف البشریٰ نامی
کتاب کی طرف لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

وَقَدْ مَرَّ يُوذَاسَفُ أَمَامَهُ
حَتَّى بَلَغَ فَضَاءً وَاسِعًا فَرَفَعَ
رَأْسَهُ فَرَأَى شَجَرَةً
عَظِيمَةً عَلَى عَيْنِ مَاءٍ
أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ
الشَّجَرِ وَأَكْثَرَهَا غُصْنًا
وَأَحْلَاهَا ثَمَرًا وَقَدِ
اجْتَمَعَ إِلَيْهِ الطَّيْرُ مَا
لَا يُعَدُّ كَثْرَةً فَسُرَّ بِذَلِكَ
النَّظَرِ وَفَرِحَ بِهِ

یوذآسف نے اپنا سفر جاری رکھا
یہاں تک کہ ایک وسیع فضا میں
پہنچے اس نے اپنا چہرہ اٹھایا تو
ایک بڑے درخت کو دیکھا جو
پانی کے چشمہ پر تھا۔ وہ درختوں
میں سے کیا ہی خوبصورت درخت
تھا۔ اور اس کی شاخیں کثرت
سے پھیلی ہوئی تھیں اس کے
میوے سب سے زیادہ میٹھے تھے
اس درخت پر بے شمار پرندے

تَتَفَدَّ مَا اِلَيْهِ حَتّٰى دَنٰی مِنْهُ وَجَعَلَ يَعْتَبِرُهٗ فِیْ نَفْسِهٖ وَيُفَسِّرُ الشَّجَرَةَ بِالْبُشْرٰی اَلَّتِیْ دَعَا اِلَيْهَا وَعَيْنَ الْمَاءِ بِالْحِكْمَةِ وَالْعِلْمِ وَالطَّيْرِ بِالنَّاسِ الَّذِيْنَ يَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْهِ وَيَقْبَلُوْنَ مِنْهُ الدِّيْنَ۔
(اکمال الدین ص۳۵۸)

کثرت سے جمع ہو گئے تھے پس وہ یہ نظارہ دیکھکر بڑا خوش ہوا اور اسے فرحت حاصل ہوئی۔ وہ اس کی طرف آیا۔ یہاں تک کہ اس کے نزدیک آگیا اور وہ اسکی تعبیر کرنے لگا۔ اور اس نے درخت کو اس "بشریٰ" سے تعبیر کیا جس کی طرف وہ لوگوں کو بلاتا تھا۔ اور پانی کے چشمہ کی تعبیر اس نے علم و حکمت سے کی۔ اور پرندوں کی تعبیر ان لوگوں سے کی جو اس کے پاس جمع ہو جاتے اور اس کا دین قبول کرتے تھے۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ یوزآسف کا پانی کے چشمہ پر ایک خوش منظر درخت دیکھنا اور اس پر کثرت سے بے شمار پرندوں کو دیکھنا کوئی ظاہری نظارہ نہ تھا بلکہ دراصل ایک کشفی نظارہ تھا۔ کیونکہ اگر یہ کوئی ظاہری نظارہ ہوتا تو وہ درخت کی تعبیر "البشریٰ" سے اور چشمہ کی تعبیر علم و حکمت سے اور پرندوں کی تعبیر اپنے مریدوں سے نہ کرتے۔

نیز اس روایت سے ظاہر ہے کہ یوزآسف "البشریٰ" نامی کتاب کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اس لفظ کا ترجمہ وہی ہے جو یونانی میں "انجیل"

کا ہے یعنی خوشخبری، اس کے یہ معنی ہیں کہ "البشریٰ" نامی کتاب یوزآسف کے ان الہامات کا مجموعہ تھی جو یوزآسف پر خدا کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ اور البشریٰ اور انجیل ایک ہی کتاب ہے۔

سفرِ کشمیر اور وفات اس کے بعد مصنف نے ارض سولابط (لنکا) میں جانے کے بعد یوزآسف کے سفر کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

ثُمَّ انْتَقَلَ مِنْ اَرْضِ سَوْلَابِطَ وَسَارَ فِیْ بِلَادٍ وَمُدُنٍ كَثِيْرَةٍ حَتّٰى اَتٰى اَرْضًا تُسَمّٰى قَشْمِيْرَ فَسَارَ فِيْهَا وَاَحْيَا بِهَا وَمَكَثَ حَتّٰى اَتَاهُ الْاَجَلُ اِلٰى خَلْعِ الْجَسَدِ وَارْتَفَعَ اِلَى النُّوْرِ وَقَبْلَ مَوْتِهٖ دَعَا تِلْمِيْذًا لَهٗ اِسْمُهٗ يَابَدُ الَّذِىْ كَانَ يَخْدُمُهٗ وَيَقُوْمُ عَلَيْهِ وَكَانَ رَجُلًا كَامِلًا فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا فَاَوْصٰى اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ

پھر وہ (یوزآسف) ارض سولابط سے منتقل ہوئے۔ اور بہت سے ملکوں اور شہروں کی سیر کرتے ہوئے اس سرزمین میں پہنچے جس کا نام قشمیر (کشمیر) ہے اس نے کشمیر میں سیر کی اور وہیں زندگی بسر کی یہاں تک کہ آپ کے جسد عنصری پر موت آئی اور آپ نور کی طرف اٹھائے گئے۔ اپنے مرنے سے پہلے آپ نے اپنے ایک شاگرد کو بلایا جس کا نام یابد تھا جو آپ کی خدمت اور حفاظت کرتا تھا اور وہ تمام امور میں

قَدْ دَنَا ارْتِحَالِيْ عَنِ الدُّنْيَا
فَاحْفَظُوْا بِفَرَائِضِكُمْ
وَلَا تَزِيْغُوْا عَنِ الْحَقِّ
وَخُذُوْا بِالنُّسُكِ ثُمَّ
اَمَرَ بَابَدْ اَنْ يَبْنِيَ لَهٗ
مَكَانًا وَبَسَطَ هُوَ رِجْلَيْهِ
وَهُنَاكَ رَأْسَهٗ اِلَى الْغَرْبِ
وَوَجْهَهٗ اِلَى الشَّرْقِ ثُمَّ
قَضٰى نَحْبَهٗ۔

(اکمال الدین ص ۳۵۹)

کامل تھا اسے آپ نے وصیت کی
اور کہا کہ میرا دنیا سے اٹھایا جانا
قریب ہے۔ پس تم اپنے فرائض
کی حفاظت کرتے رہو اور حق سے
ادھر ادھر نہ ہونا۔ اور عبادات
بجا لاتے رہنا۔ پھر اس نے بابد
کو حکم دیا کہ وہ اس کا مقبرہ بنائے
تب اس نے اپنے دونوں پیر پھیلا
دیئے اور اپنے سر کو مغرب کی طرف
کیا اور اپنے منہ کو مشرق کی طرف
اور وفات پائی اس پر اللہ کی رحمت ہو

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت یوز آسف سیر کرتے ہوئے کشمیر کی سرزمین میں پہنچے اور وہیں بقیہ زندگی گزار کر وفات پائی۔ اور آپ کا مقبرہ بنایا گیا۔ یہی بیان ایک اور اہم کتاب "عین الحیات" نامی میں بھی درج ہے۔ اس کتاب میں "یوز آسف کے واقعات کی تفصیل" کے عنوان کے تحت یوز آسف کے سفر کشمیر اور وہاں وفات پانے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(دیکھو عین الحیات ج ۱ باب ۵ ص ۱۷۷ و ۱۸۱)

تاریخ کشمیر کا حوالہ کہ یوزآسف ہی عیسیٰ مسیح تھے

اب ہم ذیل میں تاریخ کشمیر کا وہ صفحہ نقل کرتے ہیں جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ یوزآسف بیت المقدس سے وادی کشمیر میں آئے۔ انہوں نے یہاں دعویٰ نبوت کیا۔ اور آپ ہی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے انہوں نے یہیں عمر بسر کی اور بالآخر فوت ہو کر یہیں دفن ہوئے۔ یہ تاریخ فارسی زبان میں آج سے قریب پانچ سو سال قبل بادشاہ والیٔ کشمیر کے عہد میں ایک مسلمان محقق نے قلمبند کی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ کشمیر میں غلام محی الدین صاحب ونچو کے پاس موجود ہے اس تاریخ میں مصنف راجہ گوپادت کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"راجہ گوپادت پسرش بعد از عزل او بر حکومت رسید در (عہد حکومت) او بتخانہ ہائے بسیار (تعمیر شدند) بالائے کوہ سلیمان گنبد شکستہ بود برائے تعمیرش یکے از وزرائے خود نامی سلیمان کہ از پارس آمدہ بود تعیین نمود۔ ہندوان اعتراض کردند کہ او غیر دین ملیچھ است دریں وقت حضرت یوزآسف از بیت المقدس بجانب وادی اقدس فرود شدہ دعویٰ پیغمبری کرد۔ شب و روز عبادت باری تعالیٰ کردہ در تقویٰ و پارسائی بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خود را برسالت اہل کشمیر مبعوث (گماریدہ) و بدعوت خلائق اشتغال نمود۔ زیراکہ کشمیر

مردمان خطۂ عقیدت مند آنحضرت بودند راجہ گوپانند اعتراض
ہندوان پیش او کرد بحکم آنحضرت سلیمان کہ ہندوان نامش
سندیمان دادند تکمیل گنبد مذکور کرد در سال پنجاہ و چہار و نیز
بر نردبان نوشتہ کہ در این وقت یوز آسف دعویٰ پیغمبری میکند
و بر دیگر سنگ نردبان ہم نوشتہ کہ ایشان یسوع پیغمبر بنی اسرائیل
است و در کتاب ہندوان دیدہ ام کہ آنحضرت بعینہ حضرت
عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بود و یوز آسف
نام ہم گرفتہ واللہ اعلم عند اللہ عمر خود در این بسر برد و بعد رحلت
در محلہ انزمرہ آسودہ و نیز میگویند کہ بر روضۂ آنحضرت انوار نبوت
جلوہ گری باشند و راجہ گوپادت شصت سال و دو ماہ حکومت
نمودہ درگزشت" (تاریخ کشمیر قلمی صفحہ ۱۶۹)

ترجمہ: ۔ راجہ اکھ کے معزول ہونے کے بعد اس کا بیٹا راجہ گوپانند
(گوپادت)[1] حکمران ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں بہت سے مندر تعمیر
ہوئے۔ کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک شکستہ گنبد تھا۔ راجہ نے اس کی تعمیر
کے لئے اپنے وزیروں میں سے ایک شخص سلیمان نامی کو جو فارس سے
آیا تھا مقرر کیا۔ ہندوؤں نے اعتراض کیا کہ یہ ملیچھ ہے۔ اس وقت حضرت
یوزآسف بیت المقدس سے وادی اقدس (کشمیر) کی جانب مرفوع ہوکے
اور آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول
رہے اور تقویٰ و پارسائی میں اعلیٰ درجے پر پہنچ کر خود کو اہل کشمیر کی رسالت

[1] قوسین میں دیئے ہوئے الفاظ اصل نسخہ میں کرم خوردہ تھے بمشکل پڑھے گئے۔

کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور دعوت خلائق میں مشغول رہے۔ چونکہ
خطۂ کشمیر کے اکثر لوگ آنحضرت (یوز آسف) کے عقیدتمند تھے۔ راجہ
گوپادت نے ہندوؤں کا اعتراض ان کے سامنے پیش کیا اور آنحضرت
کے حکم سے سلیمان نے جسے ہندوؤں نے سندیمان کا نام دیا گنبد مذکور
کی تکمیل کی۔ (سنہ ۵۴ تھا) اس نے گنبد کی سیڑھی پر لکھا کہ اس وقت
یوز آسف نے دعویٰ پیغمبری کیا ہے۔ اور دوسری سیڑھی کے پتھر پر لکھا کہ
آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر یسوع ہیں۔ (مصنف کہتا ہے) کہ میں نے
ہندوؤں کی کتاب میں دیکھا ہے۔ کہ آنحضرت (یوز آسف) ہی حضرت
عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اور آپ نے
یوز آسف کا نام بھی اختیار کر لیا تھا۔ والعلم عند اللہ۔ آپ نے اپنی
عمر اسی جگہ بسر کی۔ اور وفات کے بعد محلہ انزمرہ (سرینگر) میں دفن ہوئے
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ سے انوار نبوت جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں
راجہ گوپادت نے ساٹھ سال دو ماہ حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

ہندوؤں کے پران میں مسیح کا بیان کہ یہی یوز آسف اور عیسیٰ مسیح ہیں

ہندوؤں کی ایک قدیم کتاب "بھوشیہ مہا پران" ہے جو ان کے ۱۸ مقدس پرانوں میں سے
ایک ہے یہ پران قدیم زمانہ میں لکھا گیا ہے۔ اور ۱۹۱۰ء میں بمبئی سے
شری پرتاپ سنگھ مہاراجہ کشمیر کے حکم سے سنسکرت زبان میں شائع ہوا۔
زیر نظر عبارت کا ترجمہ ڈاکٹر شیو ناتھ شاستری ایک ہندو فاضل سنسکرت

سے کر پایا ہے جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ہندوستان کے مشہور
راجہ شالباہن نے کشمیر میں مقام وَین پر جو سری نگر کے قریب ہے حضرت
عیسےٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ جنہوں نے اپنا نام یوزآسف اور
عیسےٰ مسیح بتایا۔ پوری عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"ایک دن راجہ شالباہن ہمالیہ پہاڑ کے ایک ملک میں گیا وہاں
اس نے ساکا قوم کے ایک راجہ کو وَین مقام پر دیکھا وہ خوبصورت
رنگ کا تھا سفید کپڑے پہنے تھا۔ شالباہن نے اس سے پوچھا
آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں یوسا شافت (یوزآسف)
ہوں۔ ایک کنواری کے بطن سے میری پیدائش ہوئی۔ راجہ
شالباہن کے حیران ہونے پر اس نے کہا میں نے جو کہا ہے سچ
کہا ہے اور میں مذہب کو پاک و صاف کرنے کے لئے آیا ہوں۔
راجہ نے اس سے پوچھا آپ کونسا مذہب رکھتے ہیں؟ اس نے
جواب دیا۔ اے راجہ! جب صداقت معدوم ہو گئی اور ملیچھوں
کے ملک ہندوستان سے باہر ایک ملک میں حدود شریعت ختم
ہو گئے تو میں وہاں مبعوث ہوا میرے کام کے ذریعہ گنہگاروں
اور ظالموں کو تکلیف پہنچی تو ان کے ہاتھوں سے میں نے بھی تکلیفیں
اٹھائیں۔ راجہ نے اس سے پھر پوچھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ اس
نے جواب دیا۔ میرا مذہب محبت، صداقت اور تزکیۂ قلوب
ہے۔ یہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میرا نام "عیسیٰ مسیح" رکھا گیا اس کے

بعد ازاں آداب و تسلیمات بجا لایا۔ اور واپس ہوا۔"

(بھوشیہ مہاپران خنڈ ۳ پرب ۲ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۱)

ان حوالوں سے بخوبی ثابت ہے کہ یوز آسف نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے۔ نہ کوئی اور۔ جنہوں نے فلسطین سے وحی الٰہی کے مطابق خفیہ ہجرت کر کے کشمیر کی محفوظ وادی میں پناہ لی تھی۔ اور بالآخر یہیں وفات پا کر سرینگر کے محلہ انزمرہ میں دفن ہوئے تھے۔ جہاں آپ کے حکم کے مطابق آپ کا مقبرہ بنایا گیا جو آج تک موجود ہے اور جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

قدیم کشمیر میں عیسائیوں کی موجودگی اور انکے اسلام قبول کرنے کا ذکر

تصریحات بالا کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قدیم کشمیر میں عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے موجود تھے جو تورات و انجیل، زبور اور صحف ابراہیم پڑھتے اور ان کے احکام پر عمل کرتے تھے۔ اور ان کے مطابق فتوے دیتے تھے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے تھے۔ نیز کشمیر میں اسلام کی آمد کے زمانہ تک ان قدیم عیسائیوں کا سلسلہ خلافت بھی موجود تھا۔ مگر جب کشمیر میں اسلام آیا تو وہ مسلمان ہو گئے کیونکہ حضرت عیسیٰ اپنے پیروؤں کو اسلام اور پیغمبر اسلام پر ایمان لانے کی وصیت کر گئے تھے۔ شیعہ کتب کی روایات میں ان امور کی تفصیل موجود ہے۔ چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی میں روایت ہے کہ:-

عن محمد بن الفاسری عن ابی سعید غانم الهندی

قال كنت بمدينة الهند المعروفة بقشمير الداخلة واصحابٌ لي يقعدون على كراسى عن يمين الملك اربعون رجلا كلّهم يقرء الكتب الاربعة التوراة والانجيل والزبور وصحف ابراهيم نقضى بين الناس ونفقّههم في حلالهم وحرامهم يفزع الناس الينا الملك فمن دونه فتجارينا عن رسول الله صلى الله عليه وآله فقلنا هذا النبيّ المذكور في الكتب قد خفى علينا امره ويجب علينا الفحص عنه وطلب اثره واتّفق رأينا وتوافقنا على ان اخرج فارتاد لهم فخرجت ومعى مال جليل فسرت اثنا عشر شهرًا حتى قربت من كابل فعرض لى قوم من الترك فقطعوا علىّ واخذوا مالى وجرحت جراحات شديدة ووقعت الى مدينة كابل فانفذنى ملكها لمّا وقف على خبرى الى مدينة بلخ وعليها اذ ذاك داود بن العبّاس بن ابى الاسود فبلغه خبرى وانّى خرجت مرتادًا من الهند وتعلّمت الفارسية وناظرت الفقهاء واصحاب الكلام فارسل الىّ داود بن العبّاس فاحضرنى مجلسه وجمع علىّ الفقهاء فناظرونى فاعلمتهم

انی خرجت من بلدی اطلب ھذا النبی الذی وجدتہ
فی الکتب فقال لی من ھو وما اسمہ فقلت محمد
فقال ھو نبیّنا الذی تطلب فسألتھم عن شرائعہ
فاعلمونی ::

رسا فی شرح اصول الکافی کتاب الحجۃ جز ۳ ج ۳ صفحہ ۳۱۲ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
ترجمہ :- محمد بن یاری نے ابی سعید شاہ ہندی سے روایت کی ہے (اکمال الدین صفحہ ۱۴۲) میں ہے کہ ایک جماعت نے شاہ ہندی سے روایت کی ہے کہ اس نے
کہا کہ میں ہندوستان کے مشہور شہر اندرون کشمیر میں تھا اور میرے ساتھ
اور بھی ساتھی تھے جو بادشاہ کے دائیں طرف کرسیوں پر بیٹھا کرتے
تھے ۔ اور ان کی تعداد چالیس تھی یہ سب کے سب چار کتابیں تورات انجیل
زبور اور صحف ابراہیم پڑھا کرتے تھے ہم لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا
کرتے اور ان کے حلال اور ان کے حرام میں انہیں فتویٰ دیا کرتے تھے بادشاہ
اور لوگ سب ہماری طرف رجوع کرتے تھے پس ایک دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر چل پڑا ۔ تو ہم نے کہا کہ اس نبی کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے
اور اس کی حقیقت ابتک ہم پر مخفی رہی ۔ اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم
اس کی تلاش کریں ۔ اور اس کا نشان ڈھونڈیں پس ہماری رائے متفق ہوگئی
اور ہم نے اس بات پر موافقت کی کہ میں اس کام کے لئے نکلوں اور تلاش
کروں چنانچہ میں نکل پڑا اور میرے ساتھ کافی مال تھا ۔ میں بارہ ماہ چلتا رہا
یہاں تک کہ کابل کے قریب پہنچا تو بعض ترکوں نے مجھ پر ڈاکہ ڈالا ۔ اور میرا مال

مجھ سے چھین لیا۔ مجھے سخت چوٹیں آئیں۔ تب میں شہر کابل میں در آیا۔ کابل کے
بادشاہ نے میرا حال سن کر مجھے شہر بلخ کی طرف بھیجا جہاں داؤد بن العباس
بن ابی الاسود امیر تھے۔ میں نے اسے اطلاع بھجوائی۔ کہ میں ہندوستان سے
نبی کی تلاش میں نکلا ہوں اور میں نے فارسی زبان سیکھ لی ہے اور فقہاء سے
مناظرے کئے ہیں۔ اور اصحاب کلام سے کلام کی ہے پس داؤد بن عباس
نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فقہاء کو جمع کیا جنہوں نے مجھ سے مناظرہ کیا۔
پس میں نے انہیں بتایا کہ میں اپنے شہر سے اس نبی کی تلاش میں نکلا
ہوں جس کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ تو کہا کہ وہ کون ہے؟ اس
کا کیا نام ہے؟ میں نے جواب دیا محمدؐ۔ تو اس نے کہا وہ تو ہمارا
نبی ہے جسے تو ڈھونڈتا ہے پس میں نے ان سے اس نبی کی شریعت
کے احکام دریافت کئے جو انہوں نے مجھے بتائے۔"

محمد بن شاذل کی روایت ہے کہ قائم ہندی نے دین اسلام کی سچائی
انجیل سے معلوم کی تھی۔ اور ہدایت پائی تھی۔" (اکمال الدین ص۲۲۲)

صافی شرح کافی میں اس جملہ کی شرح میں کہ ہم ان کے حلال وحرام میں
انہیں فتوے دیتے تھے۔ لکھا ہے کہ "انہیں ان کے مسائل حلال وحرام
میں شریعت عیسےٰ[1] پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔" (صافی شرح اصول الکافی کتاب
الحجۃ (ایضاً)

ان حوالوں سے ثابت ہے کہ اسلام سے قبل اہل کشمیر عیسےٰ علیہ السلام
کے مذہب پر تھے مگر بعد میں وہ مسلمان ہو گئے کیونکہ ان کی کتب میں محمد نامی

---

[1] شریعت عیسےٰ شریعت موسوی ہی تھی نہ کوئی الگ شریعت۔

پیغمبر آنے کی پیشگوئی موجود تھی جس کے وہ منتظر تھے جب وہ پیغمبر سرزمین عرب سے مبعوث ہوا۔ تو وہ اس پر ایمان لا کر مسلمان ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قرآن مجید میں مسیح کے کشمیر میں پناہ لینے کا ذکر

واضح ہو کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی خبر دی تھی کہ ہم نے مسیح بن مریم اور اس کی ماں کو ایک پہاڑی مقام میں پناہ دی تھی۔ جو خوب آرام والی اور شفاف چشموں والی جگہ تھی۔ سورۃ مومنون میں جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص بندوں کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کی مثالیں بیان فرمائی ہیں وہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دشمنوں سے اپنی حفاظت میں لینے کے متعلق فرمایا ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ۔ (سورۃ مومنون ع ۳)

یعنی ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا۔ اور ان دونوں کو ایک بلند مقام کی طرف پناہ دی تھی جو آرام والی اور چشموں والی جگہ تھی۔

اس آیت میں جس ربوہ (بلند زمین) کی طرف حضرت مسیح بن مریم کو پناہ دینے کا ذکر ہے اس کے متعلق سابق مفسرین میں اختلاف ہے کہ وہ کون سا مقام ہے؟ کسی نے کہا ربوہ سے مراد مصر ہے کسی نے کہا دمشق مراد ہے کسی نے فلسطین اور کسی نے اطراف دمشق مراد لیا ہے (تفسیر ابن کثیر زیر آیت مذکورہ) شیعہ مفسرین نے ایک روایت یہ بھی نقل کی

کہ ربوہ سے مراد ارض کربلا یا کوفہ ہے۔ اور یہیں مسیح نے پناہ لی تھی۔ (دیکھو تفسیر قمی ص۴۲۴ و تفسیر عمدۃ البیان ج ۲ ص۱۱ و بحار الانوار جلد ۵ ص۳۲۵) اس حوالہ میں حضرت مسیح کی ہجرت کربلا تک تو بہرحال تسلیم کی گئی ہے۔ بعض شیعہ محققین نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب میدانوں میں سیاحت کرتے تھے تو صحرائے کربلا سے بھی گزرے تھے (دیکھو لسان الذاکرین جلد ۱ ص۵۰) جس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ارض کربلا میں پناہ نہیں لی تھی۔ بلکہ یہاں سے ان کا گذر ہوا تھا۔ ۱؎

مسیح کی قبر کشمیر کا انکشاف امام مہدی کا سر صلیب کے زمانہ میں مقدر تھا

ان مختلف اقوال سے ظاہر ہے کہ سابق مفسرین نے ربوہ کے متعلق کوئی قطعی رائے ظاہر نہیں کی۔ نہ ان پر یہ بات کھلی کہ ربوہ سے مراد کونسا مقام ہے کیونکہ ابھی اس کے انکشاف کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ بے ضرورت کام نہیں کرتا۔ اس کا ہر کام ضرورت اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ مسیح بن مریم کو عیسائی

۱؎ شیعہ کی روایات میں ہے کہ حضرت عیسیٰ حواریوں سمیت ارض کربلا سے گذرے تو وہاں انہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ احمد رسول کا فرزند اس زمین میں مارا جائیگا۔ جو احمد رسول کی اسی بیٹی کا فرزند ہوگا جو میری ماں (مریم) کی مثیل ہے۔
(بحار الانوار ص۱۵۵ ج۱۳)
گویا ان روایات کے مطابق حضرت فاطمہؓ حضرت مریمؑ کی مثیل تھیں۔

خدا کا مقام دیا گیا۔ اور دنیا میں مشرکانہ صلیبی عقائد کو پھیلا دیا گیا
اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اس صلیبی غلبہ کے زمانہ میں
امت محمدیہ میں اپنا مسیح بھیجے جس کے ذریعے عیسائیوں کی اصلاح کرے
اور اسلام کی سچائی ثابت کرے اور اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس
زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس پر ایسے قرآنی معارف کھولتا اور ایسے
ایسے دلائل سکھاتا جو عیسائیوں کے مشرکانہ عقائد کو باطل کریں اور حقیقت
کی وضاحت [illegible] کرتے ہوئے اسلام کی سچائی ثابت کریں۔ سو اس نے
ایسا ہی کیا۔ اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو چودھویں
صدی کے سر پر عین ضرورت کے وقت اپنا مسیح و مہدی بنا کر بھیجا اور
آپ پر زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآنی معارف کھولے اور اس پر یہ
بات بھی کھولا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور آیت
وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ میں حضرت مسیح کے کشمیر میں پناہ دیئے
جانے کا ذکر ہے۔ تاریخی اور واقعاتی شہادتوں نے بھی تصدیق کی۔ کہ
واقعی حضرت مسیح کشمیر میں آئے تھے۔ جہاں ان کی وفات ہوئی۔ سو
یہ تو مسلمانوں کے لئے تعجب کا مقام نہیں بلکہ خدا کا شکر کرنے کا مقام
ہے۔ کہ اس نے اس صلیبی غلبہ کے زمانہ میں جبکہ اسلام کمزور اور عیسائیت
غالب تھی۔ ان کی دستگیری کی۔ اور اپنے ایک بندہ کو کھڑا کر کے
اسلام اور قرآن کی سچائیوں کو ثابت کر دیا۔ اور دلائل اور الہٰی نشانوں
کے ذریعہ عیسائیت کا بطلان ظاہر کر دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ آپ حضرت

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہی مسیح جیسے انسان پیدا ہو سکتے ہیں حضرت عیسیٰ کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی زندہ ہے۔ آپ نے اعلان کیا کہ دنیا کی اصلاح کے لئے جس مسیح و مہدی نے آنا تھا وہ آچکا اور وہ میں ہوں میرے ہی ذریعے اسلام کا ادیانِ باطلہ پر غلبہ مقدر ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کسرِ صلیب کی

حدیثوں میں مسیح اور مہدی کا کام "کسرِ صلیب" بتایا گیا ہے اور کسرِ صلیب کے معنے محدثین نے یہی کئے ہیں کہ مسیح و مہدی عیسائی عقائد کا بطلان ظاہر کرینگے چنانچہ حسین بن مسعود نے شرح السنۃ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث درج کی ہے یُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ ..... ثُمَّ قَالَ قَوْلُہٗ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ یُرِیْدُ اِبْطَالَ النَّصْرَانِیَّۃِ وَیَحْکُمُ بِشَرْعِ الْاِسْلَامِ (بحار الانوار ج ۱۳ صفحہ ۱۹۵ باب زمانہ ذالمہدی) یعنی اس حدیث میں کہ مسیح بن مریم حکم و عدل ہو کر صلیب توڑے گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد تھی کہ وہ نصرانیت کو باطل ثابت کرے گا اور اسلام کو مضبوط کرے گا۔

عیسائی مذہب کا بنیادی عقیدہ یہ تھا کہ مسیح نے ہماری خاطر صلیب پر جان دے دی اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ پھر وہ تیسرے دن زندہ ہو کر کچھ عرصہ بعد آسمان پر چلے گئے۔ اور آخر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے

ان عقائد کو دنیا میں پھیلا کر عیسائی دُنیا والوں کو گمراہ کر رہے تھے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے زبردست دلائل کے ساتھ ان عقائد کا بطلان ظاہر کر دیا جس سے صلیبی مذہب کی بنیاد ہل گئی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"جو شخص ان واقعات پر جو صلیب کے متعلق انجیل میں درج ہیں غور کرے گا ان کے پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح ابن مریم صلیب پر سے زندہ اُتر آئے تھے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت دشمن تھے اور دشمن بھی وہ جو اُن کے جانی دشمن تھے اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں جس سے ان کی ہجرت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کے لئے وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے تبلیغ کرتے رہے۔ اور ان کی اصلاح کی اور آخر ان میں ہی وفات پائی یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)

پس جبکہ عیسائی مذہب کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت اور کفارہ پر ہے تو کسر صلیب تب تک نہیں ہو سکتی تھی جب تک دلائل سے یہ ثابت نہ ہو کہ حضرت عیسیٰؑ صلیبی موت سے بچ گئے تھے اور انہوں نے طبعی وفات پائی تھی۔

بے شک قرآن کریم میں یہ دعویٰ موجود تھا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کہ یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ قتل کر سکے ہیں نہ مصلوب بلکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر دنیا میں عزت دی ہے۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی آیت میں ان کی ہجرت کے ذریعہ دنیا میں عزت پانے اور طبعی وفات کا ذکر تھا حسب آیت اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ کہ میں تمہیں طبعی وفات دوں گا اور تیرا رفع کروں گا۔ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کشمیر میں ہجرت اور وہاں طبعی طور پر وفات کا انکشاف اور اس بارہ میں تاریخی ثبوت مہیا فرما کر قرآن شریف کے اس دعویٰ کو قوی دلائل سے روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے قرآن کریم کی آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور آیت وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ میں اسی ہجرت کا ذکر ہے۔

حدیث کے الفاظ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ بتاتے ہیں کہ مسیح موعود کو عیسائیوں کے غلبہ کے وقت ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ صلیب توڑنے کی ضرورت اسی وقت پیش آسکتی تھی۔ جبکہ صلیبی مذہب طاقت اور غلبہ میں ہو چکا ہو۔ تیرھویں صدی کے آخر میں عیسائی حکومتیں دنیا میں غالب آچکی تھیں۔ اور سارے ہندوستان پر بھی عیسائی حکومت کا قبضہ ہو چکا تھا۔ پس چودھویں صدی کا آغاز امام مہدی اور مسیح موعود کے ظہور کے لئے از روئے واقعات قطعی زمانہ ظہور قرار پاتا ہے اسی لئے مسیح موعودؑ

نے فرمایا ہے

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس اب کسی اور مہدی و مسیح کا انتظار درست نہیں کیونکہ عیسائیوں کے غلبہ کا زمانہ گذر چکا اور اب دلائل کے میدان میں اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت شکست کھا رہی ہے۔ اور ہندوستان سے ان کا سیاسی غلبہ بھی اُٹھ چکا ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں کوئی واپس نہیں آسکتا

شیعہ محققین کی تحقیقات سے جو پیچھے گذر چکی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور مسیح کی نزول کی حدیثوں میں نزول سے مراد ان محققین کے نزدیک یہ ہے کہ مسیح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا قرآن مجید اور احادیث کی رو سے مرنے کے بعد اصالتاً دوبارہ کوئی زندہ ہو کر دنیا میں آسکتا ہے یا نہیں؟ سو واضح ہے کہ قرآن مجید اور احادیث کی رو سے مُردوں کا اصالتاً زندہ ہو کر دنیا میں آنا ممنوع، محال اور سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ نہ مجرم لوگ دنیا میں آسکتے ہیں نہ نیکوکار لوگ۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ مجرم لوگ جب وہاں قیامت کے دن عذاب دیکھیں گے تو وہ تمنا کریں گے

کاش ہمیں دوبارہ دنیا میں واپس بھیج دیا جاتا۔ تو ہم نیکیاں
کرتے مگر انہیں واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (شعراء ع)

کاش! ہمیں دنیا میں واپس بھیج دیا جاتا تو ہم ایمان لانے والوں میں سے ہوتے

اسی طرح ایک اور مقام پر سورۂ بقرہ میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مجرم لوگ جن لوگوں کو دنیا میں اپنا سفارشی سمجھتے تھے کہ وہ قیامت کے دن ہمیں بچائیں گے وہاں وہ صاف صاف ان کی سفارش سے انکار کریں گے۔ اور ان لوگوں سے اظہار بیزاری کریں گے۔ اس موقعہ پر یہ لوگ سخت افسوس سے کہیں گے کہ کاش ہمیں دنیا میں پھر واپس بھیج دیا جاتا تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جاتے جیسے آج کے دن یہ ہم سے بیزار ہو گئے ہیں مگر وہ دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے اور حسرت حسرت ان کے دلوں میں رہ جائے گی۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (سورۂ بقرہ رکوع ۱۵)

ترجمہ: یعنی وہ لوگ (قیامت کے دن) کہیں گے جنہوں نے تابعداری

کی تھی کہ کاش ہم دنیا میں لوٹائے جاتے۔ پس ہم ان سے جن کی
ہم نے تابعداری کی تھی اسی طرح بیزاری کا اظہار کرتے جس طرح (آج)
انہوں نے ہم سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ
ان کے اعمال ان پر حسرت کی صورت میں دکھائے گا۔ اور وہ آگ سے
باہر نکلنے والے ہرگز نہ ہوں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ مجرموں کو ان کی خواہش کے
باوجود دوبارہ دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ بلکہ وہ آگ میں
ڈالے جائیں گے۔

اسی طرح سورۂ زمر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً
فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (زمر ع)

یعنی جس وقت مجرم عذاب دیکھے گا۔ تو کہے گا کاش اگر میں (دنیا میں)
لوٹایا جاتا تو میں نیکی کرنے والوں میں سے ہوتا۔

اس آیت سے بھی واضح ہے کہ ظالم یا بدکار لوگ مرنے کے بعد دوبارہ
دنیا میں واپس نہیں آسکیں گے۔ نہ وہ زندہ کیے جائیں گے۔ بلکہ ان
کو آخرت ہی میں اپنے اعمال کی جزا و سزا ملتی رہے گی۔ پس شیعہ
اصحاب کا یہ خیال کہ امام حسینؓ کے قاتلوں اور ظالموں کو امام مہدی کے
ظاہر ہونے پر دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور ان سے انتقام لیا
جائے گا۔ ان ہر دو آیتوں کے خلاف نیز عقلاً بھی محال امر ہے کیونکہ

حبیب سے دنیا ہی ہے۔ محبتِ حقیقی کی کوئی مثال نہیں پائی گئی۔
اسی طرح قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نیک لوگ بھی مر کر دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی سنت ہے کہ جس کسی کو ایک دفعہ موت دے دے اسے دوبارہ دنیا میں واپس نہیں بھیجتا۔ خواہ نیک ہو یا بد۔ ان مرنے کے بعد صرف آخرت ہی میں ہم سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ جیسا قرآن مجید بتاتا ہے :-

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۔ (سورۃ مومنون ع)	یعنی تم پیدا کئے جانے کے بعد مر جاؤ گے۔ پھر قیامت کے دن ہی دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے صاف فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا وقت قیامت کا ہی دن ہے۔ اور اس سے پہلے ہرگز ہرگز نہیں۔ ایک اور مقام پہ فرمایا ہے۔ کہ انسان کو مرنے کے بعد برزخ ہے اور اس کے بعد قیامت کا دن ہے جبکہ وہ مبعوث ہوگا۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ (سورۃ المومنون ع)	یعنی جو لوگ مر جاتے ہیں ان کے اور اس دنیا کے درمیان ایک رکاوٹ حائل ہے جو قیامت کے دن تک رہے گی۔

اس آیت میں کھول کر بتایا گیا ہے کہ جو شخص مر جائے۔ وہ قیامت ہی کو

زندہ کیا جائے گا قیامت سے پہلے اس کے اور اس دنیا کے درمیان اللہ تعالیٰ نے برزخ (پردہ۔ روک) رکھ دی ہے جو صرف قیامت کے دن اٹھائی جائے گی۔[1] اسی طرح ایک اور آیت میں صاف لفظوں میں بیان کیا ہے۔ کہ جنہیں ہم ہلاک کرتے ہیں ان کا دنیا میں واپس آنا ممنوع ہے۔ فرمایا:

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ (سورۃ انبیاء ع ۷)	یعنی جن لوگوں کو ہم مار دیتے ہیں ان پر حرام ہے کہ وہ اس دنیا کی طرف واپس لوٹیں۔

بعض لوگ خیال رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام یا کسی اور پیغمبر نے مُردے زندہ کئے تھے۔ سو واضح ہو کہ اس سے جسمانی مُردے زندہ کرنا مراد نہیں۔ بلکہ روحانی مُردے زندہ کرنا مراد ہے کیونکہ خدا کے پیغمبر جسمانی مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے نہیں آیا کرتے اور نہ اس سے کوئی

---

[1] قرآن مجید کی آیت ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ میں موت سے مراد نیند ہے جیسا تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔ ولکن موتھم انما کان فی حکم النوم یعنی ان کی موت نیند کے حکم میں تھی۔ اسی طرح حضرت عزیر کے مر کر دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ کوئی ظاہری واقعہ نہ تھا۔ بلکہ وہ کشفی نظارہ تھا جو انہوں نے دیکھا۔ پس کسی آیت سے رجعت حقیقی کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ تکلف سے کسی مسئلہ کا استنباط عقائد کیلئے بنیاد نہیں بن سکتا خصوصاً جبکہ وہ استنباط دوسری صریح قرآنی آیات کے خلاف بھی

فائدہ :- ان وہ ان کو جو روحانیت کے لحاظ سے مردہ ہوتے ہیں دوبارہ زندگی دیتے ہیں جو درحقیقت ہمیشہ کی زندگی ہے اور اسی قسم کی زندگی دینے کے لئے خدا کے پیغمبر دنیا میں آتے رہتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت یہی بیان کیا گیا ہے کہ ان کی اطاعت کرو کیونکہ وہ تمہیں زندہ کرتے ہیں جس سے مراد روحانی زندگی ہے۔ فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (سورۂ انفال) یعنی اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی پکار کا جواب دو جب وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے۔ چنانچہ ابوجعفر سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ جو قرآن میں ہے کہ اللہ زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ یہ امام مہدی کے بارے میں ہے جو زمین کے لوگوں یعنی کافروں کو زندہ کرے گا کیونکہ کافر مردہ ہے (بحار الانوار جلد ۱۳، صفحہ ۱۳)

جسمانی مردوں کی بابت اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت بیان کرتا ہے کہ جنہیں میں موت دیتا ہوں ان کی روحوں کو واپس دنیا میں آنے سے روکے رکھتا ہوں۔ فرمایا:-

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ

یعنی اللہ جانوں کو موت کے وقت اور نیند کے وقت روح قبض کرتا ہے پھر وہ جن پر موت کا فیصلہ کرتا ہے ان کو اپنے پاس روکے رکھتا ہے۔

الاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی — دوسری کو یعنی جس کی روح نیند میں
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ — قبض کرتا ہے اسے واپس دنیا میں
یَّتَفَکَّرُوْنَ (زمر ع ۵) — بھیج دیتا ہے اس وقت تک جب تک
کہ اس کی موت کا وقت نہیں آتا۔ بے شک اس میں فکر کرنے والوں کے
لئے نشانیاں ہیں۔

ان آیات کے علاوہ احادیث بھی اس مضمون کو بصراحت بیان کرتی ہیں
ایک حدیث میں ہے کہ جب جابرؓ کے والد عبداللہ شہید ہوئے تو ان سے
اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ جو مانگو گے میں تم کو دوں گا۔ انہوں نے عرض کیا
کہ مجھے پھر زندہ کیا جاوے تاکہ میں اسلام کے راستے میں پھر لڑوں
اور پھر اپنی جان دیدوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا

سَبَقَ الْقَوْلُ مِنِّیْ اَنَّهُمْ — یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں پہلے
لَا یَرْجِعُوْنَ (ترمذی عن جابرؓ) — سے اصولی طور پر فیصلہ کر چکا ہوں
کہ جو لوگ مر جاتے ہیں وہ پھر واپس اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔

اب دیکھو اور غور کرو کہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ خدا نے حضرت
عبداللہ جابر سے وعدہ کیا۔ کہ جو کچھ مانگو میں دوں گا مگر چونکہ حضرت
عبداللہ کا یہ سوال کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں خدا کے صریح فیصلہ اور
سنت کے خلاف تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ درخواست نامنظور کی۔ کہ
انہیں واپس دنیا میں دوبارہ شہید ہونے کے لئے بھیجا جائے۔
پس خدا کی یہی سنت ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کو خواہ نیک ہوں یا بد

دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں بھیجتا۔ پس حضرت عیسٰے یا کسی اور کا دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنا محال امر ہے۔ رہی یہ بات کہ روایت میں ہے کہ حضرت عیسٰے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو یہ کشفی امر ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ عیسٰے کی قوم امام مہدی پر ایمان لائے گی اور ان کی تابعداری کرے گی۔

رجعت بروزی یا مثالی

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ نیکوں اور بدوں کے مثیل دنیا میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یعنی نیکوں کے نمونہ پر نیک اور بدوں کے نمونہ پر بد لوگ اور ایسے لوگ جو ایک دوسرے کے مثیل اور ہم صفات ہوں انہیں ایک دوسرے کا نام دے دیا جاتا ہے قرآن مجید اور دیگر الہامی کتب میں ان کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ قرآن مجید کی سورہ تحریم میں بھی مومنوں کو مریم اور آسیہ (فرعون کی بیوی) کا مثیل قرار دیا گیا ہے اور کافروں کو نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کے مثیل قرار دیا گیا ہے۔ سورہ تحریم میں ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰہُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْ

وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ (سورۃ تحریم ع ۲)

یعنی اللہ تعالےٰ نے کافروں کے لئے نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی مثال بیان کی جو ہمارے صالح بندوں کے تحت تھیں ۔ تو انہوں نے ان کی خیانت کی ۔ پس اللہ کے عذاب سے وہ دونوں انہیں نہیں بچا سکے ۔ اور کہا گیا کہ دونوں آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہوں ۔ اور اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی جب اس نے کہا ۔ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال سے نجات دے اور مجھے قوم ظالمین سے بھی نجات دیدے اور اللہ نے مومنوں کے لئے مریم بنت عمران کی مثال بیان کی جس نے اپنی شرمگاہ کو بچایا ۔ پس ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور وہ اپنے رب کی باتوں اور کتابوں کو مانتی تھی ۔ اور وہ خدا کی فرمانبردار عورتوں میں سے تھی ۔

اس آیت سے واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کفار نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کے مثیل ہیں ۔ اور مومن فرعون کی بیوی آسیہ اور حضرت مریم صدیقہ کے مثیل ہیں یہی معنے ہیں اس بات کے کہ نیک نیکوں کے مثیل ہوتے ہیں اور بد بدوں کے مثیل ۔ ایک اور آیت میں فرمایا ہے کہ ہم تمہاری جگہ تمہارے امثال کو بدل سکتے ہیں اور ایسی حالت میں نشوونما دے سکتے ہیں ۔ جسے تم نہ جانتے ہو ۔ چنانچہ فرمایا ۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ
عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ
(واقعہ ع ۲)

یعنی ہم نے تمہارے درمیان موت مقدر کر دی ہے اور ہم اس بات پر عاجز نہیں (بلکہ قادر ہیں) کہ ہم تمہاری جگہ تمہارے امثال بدل دیں۔ اور خود تمہیں ایسی حالت میں نشو ونما دیں جسے تم نہ جانتے ہو۔

اس آیت میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگرچہ ہم نے انسانوں کے لئے موت مقدر کر دی ہے مگر ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ موت کے بعد ان کی جگہ ان کے امثال پیدا کریں۔ اور جو مر گئے ہیں انہیں ایسے حالات میں نشو ونما دیں جسے وہ جانتے نہ ہوں۔ یہ بات ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے کہ "تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے" جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر دور گذرے ہوئے دور کا مثال اور ہو بہو ہوتا ہے۔ خود وہ گذرا ہوا دور واپس نہیں آتا۔ صرف اس جیسا دور آتا ہے۔ گویا یہی مضمون اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اور یہی مضمون ایک اور جگہ بھی بیان ہوا ہے۔ فرمایا۔

نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا
بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا (دہر ع ۲)

یعنی ہم ہی نے ان کو (انسانوں کو) پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ مضبوط بنائے ہیں اور جب ہم چاہیں انکے امثال کو عوض ان کی جگہ تبدیل کر دیں۔

اس آیت سے واضح ہے کہ صرف پہلے لوگوں کے امثال ہی دُنیا میں
آسکتے ہیں نہ کہ خود وہ لوگ۔ پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے
لوگوں کو بارا خطاب کیا ہے جو پہلے لوگوں کے مثیل تھے گویا اللہ تعالیٰ
نے ان امثال کو اصل قرار دے کر خطاب کیا ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں
بیسیوں جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود کو خطاب کیا گیا
ہے۔ مگر ان آیات کے اصل مصداق زمانہ نبوی کے یہود نہیں بلکہ وہ یہود
تھے جو قریب ۱۹ سو سال پہلے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔
جیسا فرمایا وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ یعنی وہ وقت یاد کرو
جبکہ ہم نے تم کو آلِ فرعون سے نجات دی تھی۔ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ
یعنی وہ وقت یاد کرو جب تمہارے سبب سے ہم نے دریا کو دو حصے
کر دیا تھا۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ یعنی دیکھو ہم نے تم پر بادلوں
کا سایہ کیا تھا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ یعنی ہم نے تم پر طور کو
بلند کیا تھا۔ اسی طرح بیسیوں قرآنی آیات ہیں جن میں خطاب تو زمانہ
نبوی کے اہلِ کتاب سے ہے مگر مراد ان سے پہلے کے وہ اہلِ کتاب
ہیں جن سے یہ واقعات دراصل پیش آئے تھے۔ گویا خود اللہ تعالیٰ
نے زمانہ نبوی کے اہل کتاب کو مثالی طور پر زمانہ موسیٰ کے اہل کتاب
قرار دیا ہے۔ حالانکہ زمانہ نبوی کے اہل کتاب سے یہ واقعات پیش
نہ آئے تھے۔ چونکہ اگلی ان باتوں کی ملتی جلتی باتیں سرزد ہو رہی تھیں اس لئے
ان کو مثیل کی بجائے اصل قرار دیا۔ پس یہ آیات بھی رجعت بروزی کے

مسئلہ پر دلالت کرتی ہیں۔ نہ اصالتاً رجعت پر۔ اصالتاً رجعت کے لئے یعنی فوت شدہ لوگوں کی بعینہٖ واپسی کے لئے) قرآن مجید میں کوئی نص موجود نہیں اور نہ دنیا میں کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس میں اصالتاً پہلوں کی رجعت ہوئی ہو۔ اور جو کچھ اس سلسلے میں بتایا جاتا ہے وہ سب بے اصل کہانیاں ہیں۔

حضرت عیسیٰ کا اپنا فیصلہ | بائبل میں ایلیاء (الیاس) کی دوبارہ آمد کی خبر کتاب ملاکی میں دیکھی تھی۔

مگر جب مسیح ناصری علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ان پر یہ اعتراض ہوا کہ پہلے ایلیاء آسمان سے آئیگا اس کے بعد مسیح نے آنا ہے ہم تمہیں کیسے مان لیں جبکہ ابھی ایلیاء آسمان سے نہیں آیا تو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جواب دیا کہ یوحنا ہی ایلیا ہے۔ اور میں مسیح ہوں چنانچہ انجیل میں ہے کہ مسیح نے فرمایا۔

"تمام صحائف انبیاء اور تورات نے یوحنا تک نبوت کی اور اگر تم قبول کرنا چاہو وہ الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے جس کے کان ہوں سن لے" (متی باب ۱۱ آیت ۱۳، ۱۴)

اس آیت میں خود مسیح علیہ السلام نے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ جب کسی پیغمبر کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی گئی ہو۔ تو اس سے انکے کسی مثیل یعنی ہم صفات کی آمد مراد ہوتی ہے نہ خود اس کی۔ قرآن مجید نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ امت محمدیہ میں پہلے خلفاء کے مثیل آتے رہیں گے۔ خود وہ خلفاء بعینہٖ دوبارہ نہیں آئیں گے۔

اس امت کے خلفاء امت محمدیہ سے ہونگے | آیت استخلاف سے ثابت ہے کہ ایسے خلیفے امت محمدیہ میں آتے رہیں گے

جو پہلے خلیفوں کے مثیل ہوں گے جس سے واضح ہے کہ اس امت میں پہلوں کے مثیل (بروزی خلفاء) آتے رہیں گے لیکن خود وہ پہلے خلیفے نہیں آئینگے یعنی خود عیسےٰ موسےٰ آدم اور ابراہیم وغیرہ انبیاء کے مثیل تو اس امت محمدیہ میں پیدا ہو سکتے ہیں مگر خود وہ انبیاء اصالتاً نہیں آ سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے حدیث میں فرمایا کہ میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہیں۔ پس کوئی عیسےٰ کی مانند ہے کوئی موسیٰ کی مانند ہے کوئی ذکریا کی مانند ہے کوئی یحییٰ کی مانند ہے علیٰ ہذا القیاس چنانچہ آیت استخلاف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ نور)

یعنی اللہ تعالےٰ نے تم میں سے مومنوں اور عمل صالح کرنیوالوں سے وعدہ کر رکھا ہے۔ کہ وہ انہیں زمین میں ضرور اسی طرح خلیفہ بناتا رہے گا جس طرح پہلے گذرے ہوئے لوگوں میں سے بناتا رہا۔

یہ آیت نص قطعی ہے کہ اس امت محمدیہ میں ایسے خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے جو پہلے خلفاء کے مثیل ہوں گے۔ اسی لئے امام مہدی آخر الزمان کو امت محمدیہ کا خلیفہ قرار دیا گیا ہے[1] جو عیسےٰ علیہ السلام کے مثیل ہوں گے

---

[1] امام جعفر صادق کے قول کے مطابق آیت استخلاف خاص طور پر زمانۂ مہدی سے متعلق ہے جبکہ قیام امن اور تمکین دین کا پورے طور پر ظہور ہوگا (دیکھو اکمال الدین ج ۲ ص [illegible])

اسی لئے حدیث میں ہے لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (ابن ماجہ) یعنی مہدی ہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ

یعنی قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسےٰ بن مریم کو امام مہدی اور حکم عدل پائے۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور سؤر مارے گا۔

ان احادیث سے ثابت ہے کہ مہدی عیسےٰ کا بروز ہے اور عیسےٰ علیہ السلام اصالتاً نہیں آئیں گے بلکہ امت محمدیہ کا امام مہدی ہی بروزی طور پر عیسےٰ بن مریم کہلائے گا اور بخاری اور مسلم کی احادیث وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور اَمَّکُمْ مِنْکُمْ یعنی مسیح بن مریم تم میں سے تمہارے امام ہوں گے میں بھی امام مہدی ہی کو مسیح بن مریم قرار دیا گیا ہے۔

آیت استخلاف سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ کے خلفاء امت میں سے ہوں گے پس اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ بھی ہوتے تو پھر بھی امت محمدیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشین نہیں ہو سکتے تھے صرف ان کا مثیل ہی آ سکتا تھا کیونکہ "مشبہ" "مشبہ بہ" کا غیر ہوتا ہے نہ کہ عین۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام امت محمدیہ سے پہلے خلیفۃ اللہ ہونے کی وجہ سے "مشبہ بہ" قرار دیئے گئے ہیں۔ اور آیت میں پہلے خلفاء کے مشابہ خلفاء کو امت محمدیہ میں خلیفہ بنائے جانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ پس عیسیٰ کا بروز تو آ سکتا ہے مگر حضرت عیسےٰ خود نہیں آ سکتے۔

عقلی دلیل

بروز کیا ہے؟ عقلی طور پر اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے
کہ ایک دانہ جو زمین میں بویا جاتا ہے کچھ عرصہ زمین میں
رہ کر نشوونما پاتا ہے پھر بالآخر اس ایک دانہ سے کئی اور دانے پیدا
ہوتے ہیں جو اس دانہ کا بروز اور مثیل ہوتے ہیں اور اس طرح وہ دانہ
جو بویا گیا۔ اپنے مثیلوں کے وجود میں دنیا میں واپس آتا ہے مگر خود
وہ دانہ جو زمین میں بویا گیا واپس نہیں آتا۔ اسی طرح وفات پانیوالے
نیک یا بد لوگوں کے مظاہر تو دنیا میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں مگر خود وہ
لوگ واپس نہیں آیا کرتے جو وفات پا گئے ہوں۔ حضرت عیسےؑ کی دوبارہ
آمد کی مثال اسی طرح ہے کہ خود تو وہ واپس نہیں آسکتے بلکہ ان کے
بروز یعنی ہم صفت امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہیں گے اس لئے بزرگان
دین میں یہ اصطلاح مستعمل ہے کہ فلاں عیسےؑ کے قدم پر ہے اور فلاں موسیٰ کے
قدم پر اور فلاں آدم کے قدم پر اور فلاں ابراہیم کے قدم پر جس سے
ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص ان کا بروز اور مثیل اور ان کے رنگ
میں رنگین ہے۔

مسئلہ رجعت حقیقی مایوسی کی پیداوار ہے

پس رجعت بروزی یا رجعت مثالی
کا عقیدہ تو درست ہے مگر رجعت
حقیقی کا عقیدہ قرآن و حدیث اور عقل کے خلاف ہے اصل واقعہ یہ ہے
کہ رجعت حقیقی کا عقیدہ مایوس ذہنیت کی پیداوار ہے جن لوگوں کے
متعلق یہ خیال کیا گیا کہ وہ بظاہر ناکام اور ان کے مخالفین غالب رہے ہیں

اور ان پر جو اعتراضات پیدا ہوتے تھے ان کے دفعیہ کے لئے ان کی دوبارہ واپسی اور دشمنوں سے انتقام لینے کا عقیدہ پیدا ہوتا رہا چنانچہ عیسائیوں میں مسیح کی آمد ثانی اور دشمنوں سے انتقام لینے کا عقیدہ پیدا ہوا۔ کیونکہ ان کے خیال میں یسوع مسیح بظاہر ناکام اور ان کے دشمن غالب رہے تھے۔ اسی قسم کی مایوسی کے نتیجہ میں شیعہ فرقہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے دشمنوں کی واپسی اور دشمنوں سے امام حسین کے انتقام لینے کا عقیدہ وجود میں آیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں اپنے مقصد حیات میں درحقیقت کامیاب رہے۔ اس لئے ان کی حقیقی رجعت کی کوئی ضرورت پیدا نہیں ہوتی۔ ان کے دشمنوں کو اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں بھی سزا دے دی ہے اور آخرت کی سزا سے بھی وہ بچ نہیں سکتے۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ۔

رجعت مثالی کو غلطی سے رجعت حقیقی سمجھا گیا

واضح ہو کہ مثالی رجعت قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا گذر گیا۔ مگر غلطی سے اسے حقیقی رجعت سمجھ لیا گیا۔ تمام آیات کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ غلط فہمی دور ہو سکتی ہے۔ ایک آیت سے ہمارے شیعہ دوست رجعت حقیقی کا استنباط کیا کرتے ہیں وہ آیت یہ ہے

وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ
حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ

حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۔ (انبیاء ع)

یعنی جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے ان کا رجوع ناممکن ہے
حتّٰی کہ یاجوج و ماجوج کا خروج ہو جو ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے
تیزی سے آئیں گے۔

اس آیت میں رجعت کے لئے صرف ایک اشارہ ملتا ہے اب جب
ہم دوسری آیات پر غور کرتے ہیں تو ایسی آیات ہمارے سامنے آتی ہیں جو
رجعت حقیقی کے صریح خلاف ہیں اور اس بات پر نص قطعیہ ہیں کہ جو
لوگ وفات پا گئے وہ اس دنیا میں کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ
ان آیات سے ظاہر ہے جو پیچھے گذر چکی ہیں۔ اور جن میں یہ ذکر ہے
کہ پہلی قوموں کے امثال دنیا پر ظاہر ہوتے رہیں گے۔ پس رجعت حقیقی
محال ہے اور رجعت بروزی قرآن کریم سے ثابت ہے اور اس آیت
میں رجعت بروزی کے لئے ہی اشارہ تسلیم کیا جا سکتا ہے نہ کہ رجعت
حقیقی کے لئے۔ ورنہ قرآن کریم میں ایک ہی امر کے متعلق تضاد اور تناقض
پیدا ہوگا۔ اور کلام الٰہی میں تضاد اور تناقض نہیں ہو سکتا۔ پس آیت
کا ماحصل یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج کے خروج پر ہلاک شدہ بستیوں کے
امثال یعنی مجرم لوگ بھی ظاہر ہو جائیں گے اور وہ بھی عذاب الٰہی کا مورد
بنیں گے اس آیت میں لفظ اَهْلَكْنَاهَا بتاتا ہے کہ اس آیت میں ان
لوگوں کا ذکر ہے جو عذاب سے ہلاک کئے گئے تھے۔ نہ کہ شہداء یا نیک لوگوں
کا ذکر۔ پس اس آیت میں نیک لوگوں کی رجعت کے لئے کوئی اشارہ موجود نہیں۔

مہدی و عیسےٰ ایک ہی وجود ہیں

شیعہ وسنی کی مستند کتب کی بعض روایات بتاتی ہیں کہ امام مہدی اور مسیح ابن مریم ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں جیسا صحیح بخاری میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی تم میں سے تمہارا امام کہکر مسیح ابن مریم کو امت محمدیہ کا فرد قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ (صحیح بخاری باب نزول عیسےٰ ابن مریم جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ مصری)

تم کیسے خوش ہوگے جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

اس حدیث میں ابن مریم کو امت محمدیہ میں سے ایک فرد قرار دے کر انہیں امت کا امام قرار دیا گیا ہے۔ بعض لوگ اس جگہ مسیح ابن مریم سے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (یعنی تم میں سے تمہارے امام) کو علیحدہ کرکے یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ اور امام مہدی تم میں سے ہوں گے۔ مگر یہی حدیث صحیح مسلم میں جن الفاظ میں آئی ہے اس سے صریح طور پر ان معنوں کی تردید اور ہمارے معنوں کی تائید ہوتی ہے صحیح مسلم میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔ (صحیح مسلم ج ۱ باب نزول عیسےٰ)

یعنی تم کیسے ہوگے جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے پس وہ تم میں سے تمہاری امامت کریں گے۔

عربی قواعد کی رُو سے اَمَّکُم میں لفظ اَمَّ بصیغہ ماضی ہے جس کی ضمیر ابن مریم کی طرف ہی راجع ہے جس کے معنی یہی ہیں کہ ابنِ مریم تم میں سے تمہارا پیشوائی کریں گے رہا ابن مریم کے لئے نزول کا لفظ تو وہ ابن مریم کے اکرام و احترام کے طور پر استعمال ہُوا ہے جیسا قرآن مجید میں نزول کا لفظ احتراماً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ آپ آسمان سے نازل نہیں ہوئے بلکہ زمین پر ماں کے بطن سے پیدا ہوئے وہ آیت یہ ہے

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَسُوْلًا یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ آیَاتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ (سورہ طلاق ع ۲)

یعنی اللہ تعالےٰ نے تمہاری طرف ذکر رسُول کو نازل کیا ہے جو تم پر کھلی کھلی آیتیں تلاوت کرتا ہے۔

پس ابن مریم کے نزول کی حدیثوں میں ابنِ مریم بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور مراد یہ ہے کہ امتِ محمدیہ کا امام موعود مسیح بن مریم سے شدید مشابہت رکھتا ہوگا۔

ان معنوں کی کہ ابن مریم ہی امام مہدی ہیں کی تائید ابن ماجہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا مَھْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی یعنی عیسےٰ بن مریم ہی مہدی ہے
(سنن ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

یہ حدیث صفائی سے بتاتی ہے کہ عیسےٰ بن مریم کے سوا اور کوئی امام مہدی نہیں انہی معنوں میں مسند احمد بن حنبل کی حدیث ہے جس میں فرمایا۔

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ	قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے
اَنْ يَلْقَىٰ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	وہ عیسیٰ بن مریم کو امام مہدی اپنے
اِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا	اور حکم و عدل بھی۔

عَدْلًا (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

سنی علماء میں سے بھی ایک گروہ مسیح ابن مریم کی رجعت بروزی کا قائل رہا ہے۔ چنانچہ شیخ المتقدمین محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ اور تفسیر عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲۶۲ مطبع نولکشور میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔	ضرور ہے کہ مسیح ابن مریم کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے تعلق سے ہو۔

گویا مسیح ابن مریم کا نزول اصالتاً نہیں ہوگا۔ شیخ المشائخ محمد اکرم صابری کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں: "بعضے برآنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است" یعنی بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی روح (یعنی روحانیت) مہدی میں ظاہر ہوگی۔ اور عیسیٰ کے نازل ہونے سے یہی مراد ہے۔ صاحب نجم الثاقب نے بھی اس مذہب کو نقل کیا ہے۔ شیعہ کے مستند لٹریچر سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی ہی بروزی طور پر مسیح بن مریم کہلائیں گے چنانچہ لکھا ہے۔

"میبذی در شرح دیوان آوردہ کہ روح عیسیٰ در مہدی علیہ السلام بروز کند و نزول عیسیٰ عبارت از ہمیں بروز است۔" (غایۃ المقصود جلد ۲)

ترجمہ۔ علامہ میبذی شرح دیوان میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کی روح یعنی روحانیت

مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی۔ اور " نزول عیسیٰ " سے مراد بھی ظہور مہدی ہے نہ کہ اصالتاً عیسیٰ کا آنا)

اسی طرح کتاب نجم الثاقب میں امام مہدی کو رنگ میں عربی اور جسم میں اسرائیلی قرار دیا گیا ہے لکھا ہے۔

در اخبار عامہ است کہ گونہ لَوْنَ عَرَبِيٌّ وَجِسْمَہٗ جِسْمٌ اِسْرَائِيْلِيٌّ یعنی رنگ عربی است و جسمش چوں جسم بنی اسرائیل۔ (نجم الثاقب ص ...)

اخبار عامہ میں ہے کونہ لَوْنَ عَرَبِيٌّ وَجِسْمَہٗ جِسْمٌ اِسْرَائِيْلِيٌّ کہ مہدی کا رنگ عربی رنگ ہے اور اس کا جسم بنی اسرائیل کے جسم کی طرح ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ امام مہدی محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہوں گے اور عربی النسل نہیں ہوں گے۔

اسی طرح شیعہ روایات میں امام مہدی کا نام مسیح اور عیسےٰ بھی آیا ہے، چنانچہ ابی جعفر سے روایت ہے۔

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ ..... قَالَ سمّی اللّٰہ المہدی المنصور کَمَا سمّی احمد ومحمد وَ محمود وَکَمَا سُمِّیَ عِیْسٰی المَسِیْحُ۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ...)

حضرت ابی جعفر سے روایت ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مہدی کا نام منصور رکھا ہے جیسا احمد، محمد، محمود اور جیسا (اس کا نام) عیسیٰ مسیح بھی رکھا گیا ہے۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کا دوسرا نام عیسےٰ بن مریم ہے اور یہ سب نام صفاتی ہیں جو اس کے کمالات کو ظاہر کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ۱۲-۱۱ اماموں کے بعد آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ چنانچہ ابی جعفر بن محمد سے روایت ہے :-

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ..... کَیْفَ تَھْلِكُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَاثْنَا عَشَرَ مِنْ بَعْدِیْ مِنَ السُّعَدَاءِ وَ اُولِی الْاَلْبَابِ وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذَالِكَ ثُمَّ الْھَرَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْھُمْ (اکمال الدین ص۱۵۶)	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتداء میں میں ہوں اور بارہ میرے بعد ہوں جو نیک اور عقلمند ہیں اور مسیح ابن مریم آخر میں ہوں لیکن ان کے درمیان ظالم بادشاہ اور فتنے ہوں گے وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں۔

اس روایت میں تیرھواں آخری امام مسیح ابن مریم کو قرار دیا گیا۔ اور امام مہدی کی جگہ خاص طور پر مسیح ابن مریم کا نام لیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے زمانہ میں آنے والا مہدی کوئی اور شخص نہیں۔ بعض روایات میں مہدی کے الفاظ آئے ہیں اور بعض میں مسیح ابن مریم" بلکہ مہدی کا کام بھی وہی بتایا گیا ہے جو مسیح کا بتایا گیا ہے یعنی یہ کہ وہ قتل دجال کرے گا چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جب قائم (مہدی) کھڑا ہوگا تو دجال کو قتل کرے گا (دیکھو بحار الانوار ج۱۳ ص۳۳) پس ظاہر ہے کہ مہدی کی سیرت اور کام کے لحاظ سے مسیح ابن مریم سے شدید مشابہت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ

ان القائم المهدی من	قائم یعنی امام مہدی علی کی نسل سے

نسل علی اشبہ الناس بعیسیٰ ابن مریم خلقاً و خُلقاً۔ (بحار الانوار صفحہ ۱۳ ج ۱)

یعنی ... ہے جو سب سے زیادہ مشابہت خلقت اور خُلق کے لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ رکھتے ہیں۔

اس روایت میں امام مہدی کو مسیح ابن مریم کا کامل شبیہ قرار دیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس امت کا مہدی ہی مسیح موعود ہے نہ کوئی اور۔

حضرت علی کی نسل سے مہدی کے قرار دیئے جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ روحانی لحاظ سے حضرت علی کا فرزند ہوگا۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ایک کشف میں دکھایا گیا۔ کہ آپ حضرت علی کے بمنزلہ فرزند کے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بمنزلہ آپ کی والدہ کے ہیں۔ اور حسنین بمنزلہ بھائیوں کے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کشف میں آپ کے اس جسمانی رشتہ کی طرف بھی اشارہ ہو جو آپ کو اپنی بعض سادات دادیوں کے توسط سے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم سے ہے۔

پس مسیح ابن مریم کی نزول کی حدیثوں سے مراد امام مہدی کا ظہور ہے[1]

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ امام مہدی عیسیٰ نبی اللہ کے مثیل و بروز ہوں گے اور بروزی طور پر ان کو عیسوی کمالات سے حصہ وافر عطا ہوگا۔

جس روایت میں لکھا ہے کہ امیر کے پیچھے مسیح ابن مریم نماز پڑھیں گے

[1] صاحب بحار الانوار نے لکھا ہے کہ بخاری وغیرہ میں جو عیسیٰ کے نزول کی روایات ہیں ان میں امام مہدی ہی کی تبشیر کا ذکر ہے مگر انہیں مخالفین نے عیسیٰ سے منسوب کر دیا ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ در اصل بخاری وغیرہ کی احادیث میں بھی امام مہدی ہی کا ذکر ہے جیسا امامکم منکم سے ظاہر ہے۔ پس مہدی و مسیح کو دو الگ الگ وجود قرار دے کر اختلاف کرنا درست نہیں بلکہ اصل بات یہ

اس کا حل صرف یہی ہے کہ امام موعود کی مسیحیت مہدویت کے تابع ہوگی یعنی مہدویت اس کی ساری دنیا کے لئے ہے اور اس کو مسیح کا نام استعارۃً عیسائیوں کی اصلاح کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس امام کی دو حیثیتیں ہیں ایک مہدویت کی اور ایک مسیحیت کی۔ مہدویت کی حیثیت سے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہے اور مسیحیت کی حیثیت سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا کامل بروز۔ اور یہ دونوں حیثیتیں احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔ المَھْدِیُّ اشبہُ النّاس بعیسی ابن مریم خَلْقًا وخُلُقًا یعنی مہدی صورت اور سیرت کے لحاظ سے عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے جیسا اوپر گذر گیا اور دوسری حدیث میں ہے

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ المَھْدِیُّ من ولدی اسمہٗ اِسْمِی و کنیتہ کُنْیَتِی اَشْبَہُ النّاس بِی خَلْقًا وَ خُلُقًا۔ (اکمال الدین ص۱۶۸)	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میرا بیٹا ہے اس کا نام میرا نام ہے اور اس کی کنیت میری کنیت وہ صورت و سیرت کے لحاظ سے سب سے زیادہ میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے

پس ایک حدیث میں امام مہدی کی مسیحؑ سے کامل مشابہت بیان کی گئی ہے اور دوسری حدیث میں ان کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کامل مشابہت بیان کی گئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ امام مہدی دونوں مشابہتوں کے جامع ہوں گے۔ اس لئے آپ کو دو نام دیئے گئے ہیں ایک

مہدی اور دوسرا مسیح اور وہ روحانی نکاح سے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے فرزند ہیں۔
اب حضرت مرزا غلام احمد امام مہدی علیہ السلام کا فیصلہ ملاحظہ ہو
فرماتے ہیں:۔
"ایسا ہی امام مہدی کے بارے میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور
ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم
کا ہو۔ یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اگر مہدی کا آنا
مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح
کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا۔ تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے
یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب
صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے لیکن جس
حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا
اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت
ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا پس
اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی
رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا۔ جو مسیح کے آنے کے ساتھ
مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہے ہیں اور دراصل یہ خیال
بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان
کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس کی کے

مسیح ابن مریم کہنا چاہیئے۔ دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو کیا وہ خود مہدی نہیں ہے؟ کیا وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا۔ کیا اس کے پاس اس قدر جواہرات وخزائن واموال ومعارف ودقائق نہیں ہیں کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں اور اس قدر ان کا دامن بھر جائے جو قبول کرنے کی جگہ نہ رہے۔ پس اگر مسیح ہے تو اس وقت دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور صرف اما میں موصوفین کا ہی مذہب نہیں بلکہ ابن ماجہ اور حاکم نے اپنی صحیح میں لکھا ہے لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی یعنی بجز عیسےٰ کے اس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۲۵)

پیشگوئیوں کو سمجھنے کے لئے چند اصولی امور

پیشگوئیاں اکثر تعبیر طلب ہوتی ہیں

ظہور مسیح ومہدی اور اس کی علامات کی پیشگوئیوں کو سمجھنے کے لئے چند اصولی امور کا جاننا ضروری ہے ان اصولی امور کو مدنظر رکھا جائے۔ تو مسیح ومہدی کے پہچاننے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔

۱۔ سو پہلی اصولی بات جس کا جاننا ضروری ہے یہ ہے کہ پیشگوئیوں کا علم ہونا عالم غیب سے کشوف ورؤیا کے ذریعے ہوتا ہے اور کشوف و

رؤیا تعبیر طلب ہوتے ہیں اور ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ظاہری صورت ہی میں پورے ہوں۔ بعض دفعہ وہ ظاہری صورت میں پورے ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ان کی تعبیر ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف نے رؤیا میں دیکھا کہ اس کے سامنے چاند سورج اور گیارہ تاروں نے سجدہ کیا۔ اور اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ اس کے ماں باپ اور گیارہ بھائیوں نے الٰہی نشان کے طور پر جبکہ وہ مصر کے حاکم تھے اس کی اطاعت کی۔ اسی طرح بادشاہ مصر نے رؤیا میں دیکھا کہ سات گائیں سات موٹی گائیوں کو کھا گئیں۔ حضرت یوسف نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ پہلے سات سال ارزانی اور پھر سات سال قحط سالی ہوگی ارزانی کے دنوں میں جو کچھ لوگ جمع کریں گے قحط سالی کے دنوں میں کھا جائیں گے۔ چنانچہ جیسا کہ تعبیر بتائی گئی تھی۔ ویسا ہی وقوع میں آگیا۔ بس ان پیشگوئیوں کو جو کشوف و رؤیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ تعبیر رؤیا کے اصول کے مطابق جانچنا چاہیئے۔ اور پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ پر زور نہیں دینا چاہیئے۔

پیشگوئیوں میں نام صفاتی ہوتے ہیں

(۲) دوسری اصولی بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں نام عموماً صفاتی ہوتے ہیں نہ ذاتی۔ کیونکہ دنیا میں اور خدا تعالےٰ کے نزدیک بھی انسان کی قدر و قیمت اس کے اعمال اور صفات کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ نہ ذات کے لحاظ سے۔ دیکھئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ذاتی نام یسوع تھا مگر سابقہ کتب کی پیشگوئیوں میں یسوع کے نام سے کوئی پیشگوئی نہ تھی بلکہ آپ کے متعلق جو پیشگوئی

تھی وہ مسیح کے نام سے تھی۔ کیونکہ مسیح آپ کا صفاتی نام تھا۔ جو آپ کی صفات اور آپ کے مشن پر دلالت کرتا تھا۔ اور یہی نام آپ کا آسمان پر رکھا گیا تھا چنانچہ جب آپ مبعوث ہوئے تو جیسا کہ پیشگوئی میں بتایا گیا تھا آپ اسم بامسمیٰ اور آسمانی نام کے مصداق ثابت ہوئے۔ پس حدیثوں میں جو ابن مریم یا مہدی کے نام سے پیشگوئی کی گئی ہے یہ آنیوالے امام کے صفاتی نام ہیں جو آسمان پر رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح شہروں کے نام بھی بعض دفعہ صفاتی ہوتے ہیں مثلاً دمشق کہ اس سے مراد دمشق والی صفات کا شہر بھی ہوتا ہے پس جس شہر میں یزیدی الطبع لوگ رہتے ہوں اسے دمشق کا نام دیدیا جاتا ہے۔ ہماری زبانوں میں بھی اس قسم کے استعارے عام ہیں مثلاً جہاں پانی نہ ملے اسے کربلا کہدیا جاتا ہے۔ اسی طرح مکہ بولکر مقدس بستی بھی مراد لی جاتی ہے۔

پیشگوئیوں کو مجمل رکھنے میں ابتلاء مخفی ہوتا ہے

(۳) تیسرا اصول یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں آنے والے موعود کے متعلق ابتلاء بھی مخفی ہوتا ہے اس لئے تفصیلی امور کو پیشگوئی کے ظہور کے وقت پر چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ اگر پوری تفصیل بتادی جائے کہ آنے والا فلاں قبیلہ میں آئے گا فلاں سن اور فلاں تاریخ کو آئے گا۔ اور ایسے ایسے صفات کا ہوگا۔ تو ایمان بالغیب اور آزمائش کی حکمت فوت ہو جاتی ہے۔ اس حکمت کے پیش نظر پیشگوئی کے بعض اہم پہلو بتلا دیئے جاتے ہیں اور بعض پہلو مخفی رکھے جاتے ہیں۔ دیگر مفسرین نے بھی اس

اصول کو بیان کیا ہے چنانچہ تفسیر القرآن الحکیم مطبوعہ مصر میں ۱۳۴۶ھ پر لکھا ہے
"پہلا نبی جب اپنے بعد آنے والے کسی نبی کے متعلق پیشگوئی کرے
تو ضروری نہیں کہ وہ پوری تفصیل سے خبر دے کہ وہ فلاں قبیلہ
سے ہوگا۔ فلاں بستی سے ہوگا۔ اور فلاں سنہ اور فلاں تاریخ
کو ظاہر ہوگا۔ اور اس میں یہ یہ صفات ہوں گی۔ بلکہ پیشگوئیاں
اکثر عوام کے لئے مجمل ہوتی ہیں لیکن خاص لوگوں کے لئے بعض
قرائن سے جلی ہو جاتی ہیں۔ اور بعض وقت خواص کے لئے بھی
مخفی رہ جاتی ہیں۔ اور وہ بھی اس کے مصداق کو نہیں پہچان سکتے
سوائے اس کے کہ پیچھے آنے والا نبی دعویٰ کرے کہ پہلے نبی نے
میرے متعلق پیشگوئی کی تھی"

اس بارے میں امام مہدی علیہ السلام جو امتِ محمدیہ کے حکم و عدل (ج)
ہیں کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:۔

اس جگہ اس سنت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی
طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کے
لئے ہوتی ہے۔ اس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلاء بھی
مخفی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ کے لئے یہود کی کتابوں میں
پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ وہ اس وقت آئے گا جبکہ الیاس نبی
دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب
میں اب تک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کے لئے بڑی ٹھوکر

کا باعث ہوئی۔ اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ الیاس نبی آسمان سے نازل ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر ان کا سچا مسیح آئے گا۔ مگر اب تک نہ الیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا۔ جو اس شرط کو پوری کرتا۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہونگے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے ان کا ظہور ہوگا۔ اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھے تھے۔ کہ وہ آخر الزمان نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا۔ مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا۔ اور یہ امر یہودیوں کے لئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا۔ اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئیگا اور اس کا مولد مکہ ہوگا۔ اور اس کا نام محمد ہوگا صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۴)

سابق انبیاء کی دوبارہ آمد کی پیشگوئیوں میں انکے مثیل کی آمد مراد ہوتی ہے

(۴) چوتھا اصول یہ ہے۔ کہ پیشگوئیوں میں جب کسی سابق نبی یا نیک آدمی کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہو تو اس سے بروزی رنگ میں مثیل کا آنا مراد ہوتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد امام مہدی علیہ السلام کا فیصلہ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ کے عجیب اسرار میں سے ایک بروز کا مسئلہ ہے جو خدا تعالےٰ کی پاک کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ خدا کی مقدس کتابوں میں بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ پیشگوئیاں ہیں کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر وہ پیشگوئیاں اس طرح پر پوری ہوئیں کہ جب کوئی اور نبی دنیا میں آیا تو اس وقت کے پیغمبر نے خبر دی کہ یہ وہی نبی ہے جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ نہیں کہا گیا کہ یہ آنے والا اس پہلے نبی کا مثیل ہے بلکہ یہی کہا گیا کہ وہی پہلا نبی جس کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی تھی۔ دنیا میں آگیا ہے۔ مثلاً جیسا کہ الیاس نبی کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا اور ملاکی نبی نے اپنے صحیفہ میں خبر دی تھی۔ کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے گا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ الیاس جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا وہ یوحنا یعنی یحییٰ ہے۔ جیسا کہ انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں ...... اسی طرح شیعہ میں بھی اقوال ہیں کہ علی اور حسن اور حسین دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور ایسے ہی اقوال ہندوؤں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے گذشتہ اوتاروں کے ناموں پر آئندہ اوتاروں کا انتظار کر رہے ہیں۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۔۲۱۴)

رجعت بروزی اور امام محمد مہدی کے غار سے نکلنے کا بھید

ایک اور مقام پر مسئلہ رجعت بروزی نیز امام محمد مہدی کے غار میں جانے اور غار سے نکلنے کا بھید ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"پس حق یہ ہے کہ عیسٰے اور امام محمد حسبانی کمالات سے فوت ہو گئے اور اللہ تعالےٰ نے انہیں وفات دے کر اپنے صالح بندوں میں داخل کر لیا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے خارق عادت طور پر کسی کے لئے زندگی نہیں رکھی ۔ اور ہر ایک فانی ہے اور ان اخبار پر تعجب نہ کرو جن میں عیسٰے کی حیات کا قصہ ہے اور نہ ان اقوال کی طرف التفات کرو جن میں امام محمد کی زندگی بیان کی گئی ہے اگرچہ صراحۃً ہی سہی یقین جانو کہ وہ استعارات ہیں اور اس میں نشان ڈھونڈنے والوں کے لئے نشان ہیں اور حقیقت کو کھولنے والا بیان ان بھید والوں کے لئے اور کامل کلام جو پردوں کو ہٹانے والا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قدیم عادت اور ہمیشہ کی سنت ہے کہ وہ وفات یافتہ لوگوں کا نام زندوں کو دیتا ہے تا کہ دشمنوں کو کچلے اور دوستوں کو بشارت دے یا یہ کہ بعض متقی بندوں کو اس طرح عزت دے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے شہداء کے بارہ میں فرمایا کہ انہیں مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اس میں کافروں کی تذلیل مقصود ہے جو کہتے تھے کہ ہم نے مومنوں کو قتل کر دیا اور خوش ہوتے اور اپنے آپ کو غالب

سمجھتے تھے۔ اسی طرح اس میں بعض غمگین مومنوں کو بشارت ہے
جو اپنے بھائی کی موت پر غمگین تھے۔ اور ان کے رشتہ داروں
اور بھائی بندوں کے لئے بھی حالانکہ وہ اللہ تعالےٰ کے راستے
میں قتل کر دیئے گئے۔ پس اللہ تعالےٰ نے شہداء کی حیات کا ذکر
کر کے کافروں کو رسوا کیا اور غمگین مومنوں اور ان کے رشتہ داروں
کو بشارت دیدی۔ کہ وہ زندہ ہیں اور نہیں مرے۔ قرآن مجید نے
یہ نہیں کہا کہ یہ حیات حیات روحانی ہے اور زمین والوں کی زندگی
کی طرح نہیں بلکہ زیادہ تاکید کے ساتھ مظنون حیات کو ثابت کیا اور
فرمایا کہ وہ اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں اور اس طرح
منکرین کی تردید کر دی .... میں سمجھتا ہوں اہل بیت نبوت
کے بعض اماموں کو الہام ہوا کہ امام محمد غار میں چلے گئے اور عنقریب
آخر زمانہ میں نکلیں گے تاکہ کافروں کو قتل کریں اور ملت اور دین
کو بلند کریں۔ پس یہ خیال اس خیال کے مشابہ ہے کہ حضرت مسیح
آسمان پر چڑھ گئے اور فتنوں کے ظہور کے وقت پھر نازل ہونگے
اور وہ بھید جس سے حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور رستہ صاف
ہو جاتا ہے یہ ہے کہ یہ کلمات یا ان کی مانند دوسرے کلمات ملہمین
کی زبانوں پر استعارہ کے طور پر جاری ہو گئے پس یہ کلام لطیف
استعاروں سے پر ہے پس وہ قبر جو مرنے کے بعد پاک لوگوں کا گھر ہے
اس کی تعبیر غار سے کی گئی اور جس نے امام محمد کا مثیل اور امام کا طبعی

جو ہر لے کر نکلتا تھا اس کی تعبیر امام کے غار سے نکلنے سے کی گئی اور یہ سب بطریق استعارہ کہا گیا۔ اور اس قسم کے محاورات اللہ تعالیٰ کے کلام میں شایع ہیں اور یہ بات عارفین پر پوشیدہ نہیں۔"
(ترجمہ سرالخلافہ ص۳۷)

پیشگوئی کا تفصیلی علم ملہم کو بھی نہیں ہوتا

(۵) پانچواں اصول یہ ہے کہ پیشگوئی کا تفصیلی علم خود نبی یا ملہم کو بھی نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کا اجمالی علم ہوتا ہے اور جب پیشگوئی وقوع میں آجاتی ہے۔ تو اس وقت اس کا تفصیلی علم ہو جاتا ہے۔ پس جب تک خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی کی مزید وضاحت نہ ہو یا وہ وقوع میں نہ آجائے تب تک پیشگوئی کو اجمالی طور پر ماننا چاہیئے۔ اور اس کی تفصیلات کو حوالہ بخدا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان کے وقت یہ وحی ہوئی تھی کہ میں تیرے اہل کو غرق ہونے سے بچاؤں گا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام "اہل" سے مراد جسمانی اولاد سمجھتے تھے۔ مگر جب ان کا بیٹا غرق ہونے لگا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ یا رب اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ۔ یعنی اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل تھا اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ (سورہ ہود ع۴) یعنی وہ تیرے اہل سے نہیں اس لئے کہ اس کے اعمال اچھے

نہیں۔ پس تو ایسی بات کے متعلق سوال دو با جوڑ کر جس کا تجھے حقیقی پتہ نہیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس اجتہادی غلطی کو دور کیا کہ اہل سے مراد جسمانی اولاد ہے اور واضح فرمایا کہ اہل سے مراد نیک عمل والے ہیں اور وہی تیرے حقیقی اہل ہیں جن کے بچانے کا وعدہ تھا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ضروری نہیں کہ ملہم الہام کے جو معنی سمجھے وہ ضرور درست ہوں۔ اسی طرح بخاری میں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رَأَیْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّي اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ ذَاتِ نَخْلٍ فَذَهَبَ وَهْلِيْ اِنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوِ الْهَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ (بخاری کتاب الرؤیا) کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں تو میرا خیال (اجتہاد) اس طرف گیا کہ یہ سرزمین یمامہ یا ہجر ہوگی لیکن وہ اچانک یثرب نکلی۔"

پس اجتہادی خطا نبوت میں حارج نہیں ہے۔ دیکھو حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کی سرکشی پر پیشگوئی کی تھی کہ چالیس دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا۔ جب چالیس دن گذر گئے اور قوم پر عذاب نہیں آیا۔ تو آپ اس خوف سے اس شہر سے بھاگ نکلے کہ اب مجھے یہ لوگ جھٹلا دیں گے۔ اور ایک کشتی پر سوار ہوگئے جہاں آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور مچھلی نے آپ کو نگل لیا مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دیدی۔ اور پھر اسی قوم کی طرف بھیجا اور آپ کو اطلاع دیدی کہ چالیس دن کے بعد اس قوم پر عذاب ضرور آنا تھا مگر اس قوم نے توبہ کی جس کی

وجہ سے عذاب ہٹا لیا گیا پس آپ کو معلوم ہو گیا کہ چالیس دن کے عذاب
کی پیشگوئی صحیح تھی۔ مگر توبہ سے مشروط تھی۔ کہ اگر یہ قوم توبہ کرے تو
پھر عذاب سے بچ جائے گی۔ پس خدا کے انبیاء کا الہام تو صحیح ہوتا ہے
مگر اس کے سمجھنے میں کبھی خطا بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اسلام کی عقائد
کی کتابوں میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اِنَّ النَّبِیَّ صلے اللہ علیہ وسلّم
قَدْ یَجْتَہِدُ فَیَکُوْنُ خَطَأً (نبراس شرح الشرح لعقائد نسفی ص)
یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کبھی اجتہاد کرتے تو اس میں خطا ہو جاتی۔
پھر لکھا ہے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی اس کا اجتہاد درست ہوتا ہے
اجتہاد درست ہو تو دو اجر ملتے ہیں درست نہ ہو تو ایک اجر ملتا ہے۔
(ایضاً نبراس)

اصول کافی میں ہے کہ ابوجعفر نے شیعوں سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا
کہ ہماری بیان کردہ حدیث وقوع میں آجائے یا وقوع میں نہ آئے تو
دونوں صورتوں میں اس کی تصدیق کرنے پر تمہیں اس کا اجر ملے گا۔
جیسا روایت ہے۔

ابو حمزہ ثمالی نے بیان کیا۔ کہ میں نے امام ابوجعفرؑ سے کہا کہ اس
امر کا (ظہور مہدی کا) وقت مقرر کیا گیا تھا۔ تو فرمایا جنہوں نے
وقت مقرر کیا تھا انہوں نے جھوٹ بولا۔ جھوٹ بولا۔ جھوٹ
بولا۔ دیکھو حضرت موسےٰ جب اللہ تعالےٰ کی طرف گئے اور اپنی
قوم سے تیس دن کا وعدہ کیا۔ تو وہاں اللہ تعالےٰ نے تیس کے

اور پھر دس اور بڑھا کر چالیس دن کر لئے تو قوم نے کہا کہ موسےٰ نے ہم سے وعدہ خلافی کی۔ پس انہوں نے کیا جو کچھ کیا۔ پس جب ہم تم سے کوئی حدیث بیان کریں۔ اور اس کے مطابق وقوع میں آ جائے تو کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا۔ اور جب ہم کوئی حدیث بیان کریں اور اس کے خلاف وقوع میں آئے تو تب بھی کہا کرو کہ اللہ نے سچ فرمایا۔ تمہیں دونوں دفعہ اجر ملیگا۔

(صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ج۳ ص۲۲)

ان تصریحات سے واضح ہے کہ ائمہ کو خدا کا الہام سمجھنے میں اجتہادی غلطی بھی لگ سکتی ہے ہاں خدا کا الہام اپنی جگہ صحیح ہوتا ہے۔ اس میں کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ صرف اس کے سمجھنے میں یا اس کے بیان کرنے میں ائمہ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔

جب موعود ظاہر ہو جائیگا تو تمام اختلافی امور میں اسی کا فیصلہ واجب القبول ہوتا ہے

(۶) چھٹا اصول یہ ہے کہ جب خود وہ موعود جس کا وعدہ دیا گیا ہو یعنی جس کی بابت پیشگوئی کی گئی ہو۔ ظاہر ہو جائے اور وعدہ کے مطابق خدا کی طرف سے ماموریت کا دعویٰ کرے تو پیشگوئیوں کے مخفی پہلوؤں اور دیگر تمام اختلافی امور میں اسی کی تشریح اور اسی کا فیصلہ واجب القبول ہوتا ہے۔ اس کے خلاف روایات اور دیگر لوگوں کی تشریحات قابل رد ہوتی ہیں۔ کیونکہ وقت کا مامور خدا کی طرف سے حکم و عدل یعنی خدائی جج کی حیثیت سے

آئندہ یہی اسی کا فیصلہ صحیح فیصلہ ہے سو صحیح طریق یہ ہے کہ سابق روایات کو
اس موعود کے مطابق پرکھنا چاہیے نہ کہ روایات کے مطابق موعود کو پرکھا جائے
اسلئے کہ موعود کو براہ راست خدا کی طرف سے تازہ ہدایت اور تازہ علم ملتا
ہے جو یقینی ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں روایات ظنی علم کا درجہ رکھتی ہیں
کیونکہ وہ انسانی واسطوں سے ہم تک پہنچی ہیں اسی لئے شیعہ وسنی محققین
ان تمام احادیث کو جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہیں ایک درجہ
کی قرار نہیں دیتے اور نہ سب کو قطعی اور یقینی علم پر مبنی قرار دیتے ہیں بلکہ ان کے
بارہ میں جرح و تعدیل اور درایۃً غور کرنے کے بعد کسی صحیح نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔
پھر جو روایات امور غیبیہ پر مشتمل ہوں اور پھر ان میں اختلافات بھی موجود ہوں
ان کے متعلق تو کوئی محقق خواہ شیعہ ہو یا سنی قطعیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔
بلکہ اسے ماننا پڑتا ہے کہ اصل علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ
واقعات اس کی آپ تعبیر کریں گے چنانچہ شیعہ محقق ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب
بحار الانوار ج ۱۳ صفحہ ۱۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں:-

وَمِنْ جُمْلَةِ هٰذِهِ الْأَحْدَاثِ مَحْتُوْمَةٌ وَمِنْهَا مَشْرُوْطَةٌ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكُوْنُ وَإِنَّمَا ذَكَرْنَاهَا عَلٰى
حَسَبِ مَا ثَبَتَ فِي الْأُصُوْلِ وَتَضَمَّنَهَا الْأَثَرُ
الْمَنْقُوْلُ وَبِاللّٰهِ نَسْتَعِيْنُ۔

یعنی ان امور (واقعات متذکرہ بالا) میں سے کچھ تو حتمی ہیں اور کچھ مشروط
ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس طرح وقوع میں آئینگے ہم نے اسکو ذکر کرکے

ہوں یا بعد از منقول کے مطابق کر دیا ہے اور ہم انشرح سے مان گئے ہیں
ان روایات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جو کچھ امام مہدی کے ایام میں وقوع
پذیر ہوگا وہی صحیح ہے اس کے خلاف روایات کا اعتبار نہ ہوگا پس یہ مسلم
ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ایام کے واقعات جن علامات کی تصدیق
کریں گے وہ درست تسلیم کی جانی چاہئیں۔ اور جن علامات کی تصدیق نہ کریں
ان کے متعلق سمجھا جائے گا کہ وہ علامات یا تو مہدی کی تعبیر ہی نہیں
یا امت میں تفرقہ کے وقت بعض خود غرض لوگوں کی دست درازی نے
مختلف روایات میں ذہنیت کی تسکین کے لئے انہیں علامات مہدی میں
شامل کر لیا تھا۔ یا یہ کہ ان کے سمجھنے میں کوئی غلطی واقع ہو گئی ہے درحقیقت
وہ تعبیر طلب تھیں۔ پس جب تک موعود کا ظہور نہ ہوتا اس وقت تک
اختلاف رائے کا موجود ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ ہر ایک فرقہ کی روایات
اور ان کی تشریحات مختلف تھیں۔ مگر جب موعود ظاہر ہو گیا تو تمام
اختلافی امور میں اس کی طرف رجوع کرنا اور اس کا فیصلہ ماننا ضروری ہے
کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے حکم و عدل کر کے بھیجا ہے اور اگر یہ طریق فیصلہ
تسلیم نہ کیا جائے تو پھر امت کا تفرقہ قیامت تک نہیں مٹ سکتا یہی
مختلف روایات کے تصفیہ کا واحد طریق ہے اور موعود کے بھیجنے میں
خدا کی بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ اختلافی امور کا فیصلہ ہو
پس مختلف فیہ احادیث قرآن مجید کی مختلف تفاسیر اور روایات کی بنا
پر شدہ امور ظاہر ہو کر جو فیصلہ دیں سے وہی صحیح فیصلہ ہے اور یہ امور ہی
حق و باطل کا معیار ہے۔

(۷) علامات کے باب میں یہ اصل بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کے زمانہ کی جو نشانیاں
بیان کی ہیں وہ فرداً فرداً مسیح و مہدی کے زمانہ کی نشانیاں نہیں ہیں
بلکہ تمام مل کر کامل طور پر کئی وجوہ سے علامت بنتی ہیں۔ کیونکہ ایک
ایک علامت اور زمانوں میں بھی پائی جا سکتی ہے مگر متعدد علامتیں
مل کر مہدی کے زمانہ کے سوا اور کسی زمانہ میں پائی نہیں جا سکتیں۔
مہدی کی علامات میں بعض ایسی علامتیں بیان کی گئی ہیں کہ سوائے
مہدی کے زمانہ کے اور کسی زمانہ میں ظاہر نہیں ہو سکتیں۔ اور جب
زمین و آسمان کے بہت سے تغیرات جن کا پیدا کرنا انسان کے اختیار
میں نہیں اور وہ بطور علامات مہدی کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہو جائیں
تو اس وقت کو مہدی و مسیح کا زمانہ سمجھ لینے میں ہمارے لئے کوئی مشکل
نہیں۔

دن سے مراد سال بھی ہوتے ہیں

(۸) آٹھواں اصول یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں دن سے مراد سال بھی ہوتے ہیں
چنانچہ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ میرا ایک دن تمہارے شمار کے
مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ سورہ سجدہ میں ہے۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ
يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔ (سورہ سجدہ ع)

یعنی اللہ تعالے آسمان سے زمین کی طرف تدبیر امر یعنی شریعت کا نزول و نفاذ کرے گا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد خدا کی طرف یہ امر چڑھ جائیگا ایک ایسے دن میں کہ تمہارے شمار کے مطابق اس کی مقدار ایک ہزار سال ہے اسی طرح ایک دن کے متعلق فرمایا مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ۔ یعنی وہ ایک دن تمہارے شمار کے مطابق پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

یہ اصول شیعہ کی معتبر کتاب بحار الانوار میں بھی درج ہے۔ لکھا ہے۔

"کعب احبار سے ہے کہ خلفاء موسوی کے بارہ میں ہے کہ وہ بارہ تھے اسی طرح امت محمدیہ سے وعدہ ہے۔ اللہ کے نزدیک یہ مشکل نہیں ہے کہ وہ اس امت کو ایک دن اور دن کے کچھ حصے میں جمع کرے اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کو شریعت کے نزول اور نفاذ سے کچھ عرصہ بعد سے لے کر ایک ہزار سال میں آ جانا چاہیئے تھا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی خیر القرون کی تین صدیاں اگر ہزار سال میں شامل کر لی جائیں تو دن اور دن کا کچھ حصہ بن جاتا ہے۔ اور چودھویں صدی امام مہدی کے ظہور کے لئے متعین ہو جاتی ہے النجم الثاقب ج۲ کی حدیث جو پیچھے درج ہو چکی ہے یہی ظاہر کرتی ہے۔ کہ امام مہدی کو بارہ سو چالیس کے بعد کسی وقت ظاہر ہو جانا چاہیئے۔ نیز دیکھو نجم الثاقب ج۲ ص۲ جس کا حوالہ پیچھے گذر چکا ہے۔

دو شخصوں کا ایک ماں باپ قرار دینے سے ان میں کامل مشابہت ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب کوئی نبی
اپنے بعد آنے والے نبی کے متعلق
یہ ظاہر کرے کہ اس کا نام میرا نام
اس کی والدہ کا نام میری والدہ کا نام اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام
ہوگا تو اس کا مقصد آنے والے نبی کی اپنے ساتھ شدید مشابہت کو ظاہر
کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بلیغ استعارہ ہے جو الہامی کلام میں اور دنیا
کی تمام زبانوں میں بھی عام ہے مثلاً جب ایک شخص کی دوسرے شخص سے
کسی وجہ سے شدید مشابہت ظاہر کرنا ہو تو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ دونوں
ایک ہی ماں باپ کے ہیں حالانکہ واقعہ میں ان کے ماں باپ الگ الگ
ہوتے ہیں پس جب شکل و صورت یا سیرت و اخلاق میں دو شخصوں کی مشابہت
ظاہر کرنا مقصود ہو تو الہامی کلام میں انہیں ایک ہی ماں باپ کا قرار
دیا جاتا ہے جس کا مقصد ان کی شدید مشابہت ظاہر کرنا ہوتا ہے۔
اسی اصول کے تحت مہدی کی پیشگوئیوں میں کہا گیا ہے کہ مہدی کا نام محمد
کا نام اور بعض روایات میں محمد جیسا نام اور اس کی والدہ کا نام میری والدہ
کا نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ جس سے صرف یہ
ظاہر کرنا مقصود ہے کہ امام مہدی علیہ السلام سیرت، عمل اور اخلاق
کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شدید مشابہت رکھتے ہوں گے
جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المھدی اشبہ
النّاس بی خَلقاً و خُلقاً کہ مہدی مجھ سے پیدائش اور خُلق میں شدید

مشابہت رکھتا ہوگا گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں اور دوسرا پہلے کا کامل بروز ہے۔

اسی اصول کے تحت ان روایات کو سمجھنا چاہیئے جن میں مہدی کو علی کا بیٹا اور بعض روایات میں فاطمہ کا بیٹا اور بعض میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا گیا ہے جس سے مراد صرف یہ ہے کہ امام مہدی سیرت و اخلاق کے لحاظ سے ان سب بزرگواروں سے روحانی نسبت رکھتے ہونگے اگر ان روایات کے یہ تعبیری معنی نہ لئے جائیں۔ اور ان کے ظاہر پر زور دیا جائے۔ تو پھر ان روایات کو واقعات کی رُو سے رد کرنا پڑے گا۔ کیونکہ دوسری احادیث جو مہدی کے ظہور کی علامات سے تعلق رکھتی ہیں اور جو اس کے زمانۂ ظہور کی تعیین کرتی ہیں پوری ہو چکی ہیں ان کے پورا ہو جانے پر بہرحال چودھویں صدی پر کسی مہدی کا ظہور ضروری تھا۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے سوا ہندوستان میں کسی شخص نے چودھویں صدی میں آپ سے پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ روایات جن کا بیان اوپر آ چکا ہے کہ مہدی کا ظہور ہندوستان میں ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے زمانہ میں چاند سورج کو مقررہ تاریخوں پہ گرہن لگنا تھا اس کو دشمنانِ اسلام کا ہندوستان میں ظاہر ہو کر مقابلہ کرنا تھا۔ یہ سب باتیں وقوع میں آ چکیں۔ پس حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی ہیں۔ اور ان کے بعد کسی اور مہدی کا انتظار از روئے احادیث نبویہ و آیات قرآنیہ درست نہیں۔

امام مہدی کی علامات کا ظہور

ظہور مہدی کی مشہور علامات میں سے جو شیعہ و سنی کتب دونوں میں درج ہیں یہ ہیں۔ خروج دجال، یاجوج و ماجوج، دابۃ الارض، اور مغرب سے طلوع آفتاب چنانچہ ابی الجارود نے ابی جعفر سے روایت کی ہے:۔

عن ابی جعفر فی قولہ ان	اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اللہ تعالیٰ
اللہ قادر علی ان ینزل	نشان نازل کرنے پر قادر ہے ابی جعفرؑ
آیۃ وسیریک فی آخر	نے فرمایا کہ عنقریب آخر زمانہ میں کئی
الزمان آیات منہا دابۃ	نشانیاں ظاہر ہوں گی جن میں سے دابۃ
الارض والدجال ونزول	الارض اور دجال اور نزول عیسیٰ بن مریم
عیسیٰ ابن مریم و طلوع	اور مغرب سے طلوع شمس کی نشانیاں
الشمس من مغربہا	ہیں اور اسی راوی نے ابوجعفر سے
وعنہ عن ابی جعفرؑ فی	روایت کی ہے کہ اس ارشاد باری میں
قولہ قل ھو القادر	کہ اے محمدؐ! کہدے کہ اللہ اس بات
علی ان یبعث علیکم عذابا	پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے
من فوقکم قال ھو الدجال	عذاب بھیجے، فرمایا۔ وہ دجال اور
والصیحۃ او من تحت	چیختا ہے یا تم پر تمہارے پیروں کی طرف

أَرْجُلِكُمْ وَهُوَ الخسف أو يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَهُوَ اختلاف في الدين وطعن بعضكم على بعض ويذيق بعضكم بأس بعض وهو أن يقتل بعضكم بعضا وكل هذا في أهل القبلة۔

عذاب بھیج دے اور وہ بھونچال ہے یا تم کو گروہ بنا دے اور وہ دین میں اختلاف اور تمہارا ایک دوسرے پر طعن کرنا ہے اور تم کو ایک دوسرے کا مزہ چکھائے اور وہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے لڑو اور یہ اہل قبلہ میں ہوگا۔

(کتاب الانوار نعمانیہ آخر ظہور صلوات اللہ علیہ)

دجال کا ظہور

شیعہ روایات میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ ظہور مہدی سے پہلے خروج دجال اور یاجوج و ماجوج ضروری ہے اور سنی روایات اس کی مصدق ہیں[1] چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں امام باقر سے روایت ہے جسے تفسیر عمدۃ البیان اردو میں بھی ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔

"ظہور امام مہدی کا بعد خروج دجال اور بعد خروج یاجوج و ماجوج کے ہے۔" (تفسیر عمدۃ البیان ص ۹)

خروج دجال سے کیا مراد ہے شیعہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے نصاریٰ کا خروج مراد ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ پہلے نصاریٰ کا خروج ہوگا یعنی وہ دنیا پر غالب آئیں گے پھر اس کے بعد امام مہدی ظاہر ہوں گے چنانچہ سورۂ کہف کی فضیلت میں تفسیر مجمع البیان میں

---

[1] دیکھو کنز العمال ج [illegible] کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پہلے دجال ظاہر ہوگا پھر مسیح۔

ذیل کی حدیث درج کی گئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ سورۂ کہف کا تعلق دجال اور یاجوج و ماجوج سے ہے اور اس میں فتنۂ نصاریٰ کا ذکر ہے۔

عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدَبٍ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قَالَ مَنْ قَرَءَ عَشْرَ آیَاتٍ مِنْ سُوْرَةِ الْکَهْفِ حِفْظًا لَمْ یَضُرُّهُ فِتْنَةُ الدَّجَّالِ۔ (تفسیر مجمع البیان ج ۳ ص ۴۵۳)

سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورۂ کہف کی دس آیات حفظاً پڑھیگا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (سنی روایات بھی اس حدیث کی مصدق ہیں، (دیکھو مسلم واحمد وابوداؤد ونسائی)

[illegible]

واضح رہے کہ قرآن مجید کوئی جنتر منتر کی کتاب نہیں کہ یہ آیات پڑھنے ہی سے انسان دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ بلکہ حفظاً پڑھنے سے مراد یہاں ان آیات کو خوب سمجھکر پڑھنا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو ان آیات کو خوب سمجھکر پڑھے گا اور آگاہ رہے گا۔ کہ اس میں نصاریٰ کے گمراہ کن مشرکانہ عقائد کا رد کیا گیا ہے تو وہ فتنۂ دجال یعنی فتنۂ نصاریٰ سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ کہف میں عیسائی فتنہ کا رد چنانچہ جب ہم سورۂ کہف کے مضمون کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی ابتداء میں نصاریٰ کے گمراہ کن مذہبی فتنہ کا رد کیا گیا ہے اور اس کی آخری آیات میں ان کے سیاسی غلبہ اور دنیوی ترقی کا ذکر ہے اور حضرت علیؑ سے جو روایات منقول ہیں وہ بھی یہی بتاتی ہیں کہ

[illegible]

لہ دیکھو حدیث جسکو جو سورۂ کہف کی آخری دس آیات پڑھیگا فتنۂ دجال سے محفوظ رہیگا۔

اس سورۃ میں اہل کتاب نصاریٰ کے فتنہ کا ذکر ہے۔ اب ہم پہلے سورۃ کہف کی آیات درج کرتے ہیں جن میں نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد اور دنیوی ترقی کا ذکر ہے اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تشریح بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا وَّ یُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔ (سورۃ کہف ع)

ترجمہ:۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی اور اس میں کجی نہ رکھی۔ سیدھا راہ بتانے والی ہے تاکہ اپنے پاس سے سخت عذاب سے ڈراوے اور ان مومنوں کو خوشخبری سنادے جو عمل صالح کرتے ہیں کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان لوگوں کو ڈراوے جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا انہیں اس کا کوئی علم نہیں اور ان کے آباء کو۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے اور سوائے جھوٹ کے اور وہ کچھ نہیں کہتے۔

ظاہر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کو تنبیہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ جھوٹی قوم ہے۔ اور خدا کا بیٹا بنانے والی قوم مسیحی قوم ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جو سورۂ کہف کی ان آیات کو خوب سمجھکر پڑھے گا وہ فتنہ دجّال سے محفوظ رہے گا یہی مطلب رکھتا تھا کہ خدا کا بیٹا بنانے والی مسیحی قوم ہی سے دجال کا تعلق ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ یعنی اے اللہ! میں مسیح الدجال کے فتنہ سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اس دعا میں الدّجال کے ساتھ "مسیح" کا لفظ صاف بتلاتا ہے کہ یہ دجال ساری دنیا میں سیاحت کرے گا۔ اور مسیحی قوم کی یہی حالت ہے کہ وہ ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔

پس حدیث بتاتی ہے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں دجالی فتنہ کا ذکر ہے اور ان آیات میں نصاریٰ کے فتنہ کا رد کیا گیا ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دجال کا فتنہ آخر زمانہ میں عیسائیت کے فروغ اور غلبہ سے تعلق رکھتا تھا۔

یاجوج ماجوج انگلستان اور روس ہیں سورۂ کہف میں یاجوج ماجوج کے فساد کا بھی ذکر آیا ہے اور فرمایا ہے:۔

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ

یعنی ضرور ہے کہ یاجوج ماجوج دنیا میں فساد کرنے والے ہوں گے اس کے بعد اگلی آیت میں ان کے آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور لڑائیاں کرنے کا بھی ذکر کیا ہے اور سورۂ کہف کی آخری آیات میں یاجوج ماجوج کا اپنی صنعتی ترقی پر فخر کرنے کا بیان بھی ہے جس سے ان قوموں کی دنیوی ترقی اور سیاسی غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اپنا معاملہ کھول دیا ہے۔ کہ عیسائی قوم اور اشتراکی روس کی قوم ہی کو یاجوج ماجوج کہا گیا ہے جیسا بائیبل میں بھی ہے۔ جہاں یاجوج انگلستان کو اور ماجوج روس کو قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھو حزقیل باب ۳۸)

چنانچہ سورۂ کہف میں یاجوج ماجوج کے فساد کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:-

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا (سورۂ کہف ع)	اور ہم اس دن انہیں (یاجوج و ماجوج کو) ایک دوسرے کے خلاف حملے کرنے کے لئے چھوڑ دینگے اور صور پھونکا جائے گا پس ان سب کو ایک جگہ جمع کریں گے۔

گویا یاجوج ماجوج آخر زمانہ میں ایک دوسرے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور لڑائیاں کریں گے یہی معنی تفسیر صافی میں بھی کئے گئے ہیں کہ یاجوج ماجوج ایک دوسرے کے خلاف پوری طاقت سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور ملکوں میں لڑائیاں لڑیں گے۔[1]

---

[1] حاشیہ تفسیر صافی ص۱۲

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ہے:۔

وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا	اور ہلاک شدہ بستی پر حرام ہے
اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ حَتّٰی اِذَا	کہ وہ رجوع کریں۔ یہاں تک کہ جب
فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ	یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ	اور وہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے
یَّنْسِلُوْنَ (سورۂ انبیاء ع ۶)	ہوئے آئیں گے

تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ سے یاجوج ماجوج کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے۔۔۔۔۔ ہر ایک جنگی اسلحہ کی حامل ہوگی۔۔۔۔۔ وہ مشرقی ملکوں کی نہریں پی جائیں گے ۔۔۔۔۔ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینک دیں گے جو خون آلود کی صورت میں واپس آئیں گے پس وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں پر تسلط جمایا اور آسمان والوں تک چڑھ گئے ہیں[۱]

قتادہ ابن مسعود جبائی اور ابی مسلم نے کہا ہے کہ یاجوج و ماجوج زمین پر پھیل جائیں گے اور کوئی بلندی ایسی نہیں ہوگی جہاں سے وہ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے نہ آئیں[۲]

ان آیات میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس سے بخوبی واضح ہے کہ یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں۔ ایک اور مقام پر انہی قوموں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے:۔

---

[۱] حاشیہ تفسیر صافی ص۱۳ [۲] مجمع البیان ج۳ ص۱۳

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا۔ (سورۂ کہف ع ۱۲)

اے محمدؐ! کہہ کہ کیا میں تمہیں اعمال کے لحاظ سے بہت خسارہ پانے والوں کی خبر دوں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں اکارت جائیں گی اور وہ خیال کرتے ہوں گے کہ وہ بہت اچھے صناع ہیں۔

اس آیت میں ایسی قوم کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی کوششوں اور حسن صنعت پر فخر کرتے ہوں گے مگر ان کی تمام کوششیں ضائع ہو جائیں گی۔ اور وہ شدید خسارہ میں مبتلا ہوں گی۔ حسن صنعت کے الفاظ سے گویا ان قوموں کی صنعتی اور دنیوی ترقی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ان آیات سے واضح ہے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات میں نصاریٰ کے مذہبی فتنہ (مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے کے فتنہ) کا رد ہے اور آخری آیات میں یاجوج ماجوج کے نام سے ان کی دنیوی ترقی کا ذکر کیا گیا ہے گویا دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی قوم کے دو مختلف نام ہیں جو ان کی مذہبی گمراہی اور سیاسی غلبہ کی دو حیثیتوں کے پیش نظر دیئے گئے ہیں۔[1]

---

[1] انجیل میں بھی آخری زمانہ کی کاریگر قوم کی تباہی کا ذکر ہے جو مسیح کے زمانہ میں ہو گی چنانچہ لکھا ہے "خداوند کا دن چور کی طرح آ جائے گا اس میں افلاک بڑے شور و غل کے ساتھ زائل ہو جائیں گے اور عناصر جل کر گداز ہو جائیں گے اور زمین ان کاریگریوں سمیت جو اس پر ہیں جل جائے گی" (۲ پطرس باب ۳ آیت ۱۰)

حضرت علیؑ کا ارشاد کہ سورۂ کہف کی آیات میں فتنۂ نصاریٰ کا ذکر ہے

اب ہم حضرت علیؑ کی وہ روایت درج کرتے ہیں جس میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ سورۂ کہف کی آیت وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا میں نصاریٰ اہل کتاب کا ذکر ہے چنانچہ لکھا ہے۔

وَرَوَی الْعَیَّاشِیُّ بِاِسْنَادِہٖ قَالَ قَامَ ابْنُ الْکَوَّی اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهٗ مَنْ اَهْلُ هٰذِهِ الْاٰیَةِ فَقَالَ اُولٰٓئِکَ اَهْلُ الْکِتَابِ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَابْتَدَعُوْا فِیْ دِیْنِهِمْ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (تفسیر مجمع البیان ص۹۱ ج۳)

یعنی عیاشی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ابن کوّی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف کھڑے ہوئے اور ان سے پوچھا کہ اس آیت میں کن لوگوں کا ذکر ہے تو آپ نے فرمایا۔ یہ اہلِ کتاب ہیں جنہوں نے اپنے رب کی ناشکری کی۔ اور اپنے دین میں بدعتیں جاری کیں پس انکے اعمال اکارت جا چکے

تفسیر صافی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کی آیت میں عیسائیوں اور ان کے پادریوں اور مسلمانوں میں شبہات و خواہشات کی پیروی کرنے والوں اور بدعتیوں کا ذکر ہے چنانچہ لکھا ہے۔

وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ وہ

وَالْقِسِّيْسُوْنَ وَالرُّهْبَانُ	(جن کا آیت میں ذکر ہے) نصاریٰ اور
وَاَهْلَ الشُّبُهَاتِ وَالْاَهْوَاءِ	پادری اور اہل قبلہ سے شبہات و خواہشات
مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَاَهْلِ	کی پیروی کرنے والے اور بدعتی لوگ
الْبِدَعِ وَفِي الْاِحْتِجَاجِ	ہیں اور احتجاج میں امیرالمؤمنین علیہ
عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهُ	السلام سے مروی ہے کہ آپ سے
سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ	اس آیت کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے
فَقَالَ كَفَرَةُ اَهْلِ الْكِتَابِ	فرمایا کہ اس آیت میں یہود و نصاریٰ
الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَقَدْ	کے کفار کا ذکر ہے۔ وہ پہلے حق پر
كَانُوْا عَلَى الْحَقِّ فَابْتَدَعُوْا	تھے انہوں نے اپنے دینوں میں
فِيْ اَدْيَانِهِمْ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ	بدعتیں جاری کیں اور وہ سمجھتے ہیں
اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔	کہ ہم اچھے کام (اچھی صناعی) کر رہے
(تفسیر صافی زیر آیت مذکور صلہ)	ہیں۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عیسائیوں اور ان کے پادریوں اور مسلمانوں میں سے ان کو جو نصاریٰ کے پھیلائے ہوئے شبہات اور خواہشات کی پیروی کرنے والے اور بدعتی ہیں سب کو نصاریٰ کی قوم میں شامل کر دیا ہے۔ گویا یہ سب مل کر یاجوج ماجوج اور الدجال ہیں۔ اور بدعتی مسلمانوں کا دجال قوم میں شامل کرنا قابل تعجب نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم میں سے ہے۔

دجال اور یاجوج ماجوج کی لغوی تحقیق

لغت میں دجال کے کئی معنی ہیں۔ ایک معنی الکذاب یعنی بہت بڑے جھوٹے کے ہیں۔ دوسرے معنے ڈھانپ لینے والی چیز کے ہیں۔ تاج العروس میں ہے کہ دجال زمین کو اس طرح ڈھانپ لے گا جس طرح حنا سارے بدن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ایک معنی دجال کے زمین میں سیر و سیاحت کرنے کے ہیں۔ دجال کے ایک معنے بڑے مالدار اور خزانوں والے کے ہیں۔ کیونکہ سونے کو بھی دجال کہتے ہیں دجال بڑے گروہ کو بھی کہتے ہیں۔ جو زمین کو اپنی کثرت سے ڈھانپ لے دجال اس گروہ کو بھی کہتے ہیں اَلَّتِیْ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَةِ جو تجارت کے لئے اموال اٹھائے پھرے (ان معنوں کے لئے دیکھو تاج العروس وغیرہ)

اب الفاظ یاجوج ماجوج کو لیجئے شیعہ کی لغت مجمع البحار ج ۱ ص ۱۲ پر ہے کہ یہ دونوں لفظ "اجیج" سے ماخوذ ہیں جن کے معنے آگ کے شعلے کے ہیں جب وہ جلائی جاتی ہے مجمع البحرین میں ہے کہ یہ نام اس قوم کی کثرت اور شدت کی وجہ سے انہیں دیا گیا ہے۔ حاشیہ صافی ص ۱ پر بھی لکھا گیا ہے کہ یہ دونوں لفظ آجج سے ہیں جس کے معنی سرعت کے ہیں۔ "آجج" دراصل عربی میں وہی لفظ ہے جسے ہم اردو اور پنجابی میں "اگ" اور "آگ" کہتے ہیں "گ" کی جگہ عربی میں "ج" بولی جاتی ہے۔ پس آگ یا اگ ہی کو آجج کہا گیا ہے جس سے مراد یہ تھی کہ یہ قوم اپنے کاموں میں آگ

بہت زیادہ کام لینے والی ہوگی۔ نیز لڑائیوں کی آگ دنیا میں بھڑکائیگی اور آتشی اسلحہ استعمال کرے گی۔

حضرت مرزا غلام احمد مہدی علیہ السلام نے اپنی مختلف کتب میں وضاحت سے اس پر روشنی ڈالی ہے اور فرمایا ہے کہ دجال مسیحی پادری اور فلاسفر ہیں اور یاجوج ماجوج یورپین قومیں ہیں انہی کو قرآن کی سورۂ فاتحہ میں ضالّین اور آخری سورۃ میں اَلنَّاس کہا ہے۔ اور دجال کا گدھا ریل گاڑی ہے جس پر وہ مشرق و مغرب میں سیر کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ازاں جملہ اس عاجز کے مسیح موعود ہونے پر یہ نشان ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کی خصوصیت کے ساتھ یہ علامت ہے کہ دجال معہود کے خروج کے بعد نازل ہو کیونکہ یہ امر مسلّم ہے کہ دجال معہود کے خروج کے بعد آنیوالا وہی سچا مسیح ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے جس کا مسلم کی حدیث میں وجہ تسمیہ ہونے کا یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ مومنوں کی شدت محنت اور ابتلا کا غبار جو دجال کی وجہ سے ان کے طاری حال ہوگا۔ ان کے

؎ ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ ضالّین اور غیر المغضوب علیہم سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں نیز جو امام کو نہیں پہچانیں گے اور اس میں شک کریں گے وہ بھی ضالّین ہیں (تفسیر قمی ص۲۹) انجیل میں بھی مسیح کے مخالف کو دجال کا ردّ دجال، ہلاکت اور گناہ کا فرزند کہا گیا ہے (تسالونیکیوں ۲ باب۲ آیت ۳ تا ۱۲)

چہروں سے پونچھ دے گا یعنی دلیل اور حجت سے ان کو غالب کر دکھائیگا
سو اس لئے وہ مسیح کہلائے گا کیونکہ مسح پونچھنے کو کہتے ہیں جو مسیح سے
مشتق ہے۔ اور ضرور ہے کہ وہ دجال معہود کے بعد نازل ہو سو یہ عاجز
دجال معہود کے خروج کے بعد آیا ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں
کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دجال معہود یہی پادریوں اور عیسائی متکلمین
کا گروہ ہے۔ جس نے زمین کو اپنے ساحرانہ کاموں سے تہ و بالا کر دیا ہے
اور جو ٹھیک ٹھیک اس وقت سے زور کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور جو
اعداد آیت اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ سے سمجھا جاتا ہے
یعنی ۱۸۵۷ء کا زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت
ہو جائے گا۔ اور ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں۔ کہ عیسائی واعظوں کا گروہ یہی
دجال معہود ہے۔ اگرچہ حدیثوں کے ظاہر الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ
دجال ایک خاص آدمی ہے۔ جو ایک آنکھ سے کانا اور دوسری بھی عیبدار
ہے۔ لیکن یہ حدیثیں جو پیشگوئیوں کے قسم سے ہیں مکاشفات کے نوع میں
سے ہیں جن پر موافق سنت اللہ کے استعارہ اور مجاز غالب ہوتا ہے۔
جیسا کہ ملا علی قاری نے بھی لکھا ہے۔ اور جن کے معنی سلف صالح ہمیشہ
استعارہ کے طور پر لیتے ہیں اس لئے بوجہ قرائن قویہ دجال کے لفظ سے
صرف ایک ہی شخص مراد نہیں لے سکتے۔ رؤیا اور مکاشفہ میں اسی طرح
سنت اللہ واقع ہے۔ کہ بعض اوقات ایک شخص نظر آتا ہے اور اس سے
مراد ایک گروہ ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک

میں ایک شخص نے ایک عرب کے بادشاہ کو خواب میں دیکھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس سے مراد ملک عرب ہے۔ جو ایک گروہ ہے اور اس سے ہمارے بیان پر یہ قرینہ شاہد ناطق ہے۔ کہ دجال درحقیقت لغت کی رو سے اسم جنس ہے جس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کذاب ہوں چنانچہ قاموس میں یہی معنے لکھے ہیں کہ دجال اس گروہ کو کہتے ہیں کہ جو باطل کو حق کے ساتھ ملانے والا اور زمین کو نجس کرنے والا ہو اور مشکوٰۃ کتاب الفتن میں مسلم کی ایک حدیث لکھی ہے جس میں دجال کے ایک گروہ ہونے کی طرف صریح اشارہ کیا گیا ہے۔ .... ازانجملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے۔ اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے۔ اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام و مقتدا یہی دجالی گروہ ہے اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔"[1]

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۹۴-۲۹۵-۲۹۸)

---

[1] صاحب بحار الانوار نے بھی دجال کے گدھے کی جو نشانیاں لکھی ہیں وہ اسی ریل گاڑی پر صادق آتی ہیں مثلاً حضرت امیر المومنین رضؓ سے ایک ایسی روایت میں لکھا ہے کہ دجال کے ماتحت رات کو روشنی دینے والا گدھا ہوگا رات کو گاڑی میں بجلی کی روشنی کی طرف اشارہ ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

پس نصاریٰ کا فتنہ مسیح و مہدی کے ظہور کی ایک زبردست علامت تھی سو یہ علامت ظاہر ہو چکی اور مسیح و مہدی بھی عین فتنہ دجال کے غلبہ کے وقت ظاہر ہو چکا اور جیسا کہ اس کا کام یکسر الصلیب کے الفاظ میں صلیب یعنی عیسائی مذہب کا بطلان ظاہر کرنا بتایا گیا تھا اس نے اس کام کی بنیاد رکھدی اور صلیبی غلبہ بھی عروج کے بعد اب ٹوٹ رہا ہے۔ تو اب کسی اور مسیح و مہدی کا انتظار کرنے والوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ کہ آنے والا اپنے وقت پر آچکا کیوں اُسے قبول نہیں کرتے۔ اور اب وہ وقت بھی گذر چکا ہے لہٰذا اس کا مزید انتظار بے فائدہ ہے صلیبی غلبہ کا ظہور ظہور مہدی کی ایک ایسی زبردست علامت ہے کہ صرف یہی ایک علامت اس کی شناخت کے لئے کافی ہے مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

اک نشان کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

دابۃ الارض کا ظہور

امام مہدی کے ظہور کی ایک اور علامت دابۃ الارض کا خروج بتائی گئی ہے دابۃ الارض

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲ ۔ جس کا ایک ایک قدم میل میل ہوا کریگا (جو اس کی تیز رفتاری کے لئے استعارہ ہے) وہ ایک اونچی چیخ مارا کرے گا جس کو سب سن لیا کرینگے۔ (چلنے کے وقت گاڑی کی وِسل کی طرف اشارہ ہے) اس آواز سے وہ لوگوں کو اپنی طرف بلایا کریگا (دیکھو علامات ظہور علیہ السلام صفحہ ۱۵۳) گویا اس آواز سے وہ لوگوں کو بزبان حال یہ کہیگا اِلَیَّ اَوْلِیَائِیْ : مجھ سے مدد کے طالبو! میری طرف آؤ۔ گویا وہ ایک تیز رفتار سواری ہوگی جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے سنیوں کی کتاب کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲

کے معنی ہیں زمین کا کیڑا۔ اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مہدی کے ظہور کے وقت ایک نشان دابۃ الارض کا خروج ہے[1] امام ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ دابۃ الارض عذاب ہے[2] مصنف بحار الانوار نے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ آیت اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (نمل ع ۶) میں تُكَلِّمُهُمْ بھی پڑھا گیا ہے تکلیم کا لفظ کلام اور کلم دونوں سے ماخوذ ہوتا ہے اگر اس آیت میں یکلم کا لفظ کلم سے ماخوذ ہو جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں تو پھر آیت کا مفہوم یہ بن جاتا ہے کہ دابۃ الارض لوگوں کو زخمی کرے گا۔ غالباً انہی معنوں میں حضرت امام صاحب نے دابۃ الارض کو عذاب قرار دیا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نزدیک اس کی تشریح یہ ہے کہ دابۃ الارض سے مراد طاعون کا کیڑا ہے جو پہلے چوہوں کو ہوتی ہے جو بلوں میں رہتے ہیں جب چوہے مرتے ہیں تو طاعون کے جراثیم پھیل کر انسانوں کو زخمی کرتے ہیں اور طاعون پھیل جاتی ہے اس آیت میں آخری زمانہ میں جب قوموں پر عذاب کا فرد جرم لگ جانے والا تھا طاعون کے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ بخاری اور مسلم کی احادیث میں دابۃ الارض کو قرب قیامت کی علامت بتایا گیا ہے جو مومنوں اور کافروں میں امتیاز پیدا کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ طاعون امام مہدی کے ظہور

---

[1] بحار الانوار باب علامات ظہورہ علیہ السلام ص ۱۵۴ - [2] ایضاً ص ۲۲۹

کی نشانی ہے۔[1] ایک دوسری حدیث میں مہدی کے زمانہ میں "موت ابیض" پھیلنے کا ذکر ہے جس کی تشریح بحارالانوار[2] میں یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد طاعون ہے۔ پس طاعون کا پڑنا امام مہدی کے زمانہ کی خاص علامت ہے جو دوسری علامتوں سے مل کر امام مہدی کے ظہور کی روشن دلیل ہے جب حضرت امام مہدی علیہ السلام نے چودھویں صدی کے سر پر احادیث نبویہ اور بزرگوں کے کشوف و رؤیا کے مطابق دعویٰ کیا تو آپ نے خبر دی کہ اب طاعون پڑے گی۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ پنجاب کی سرزمین میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے تھے۔ میں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ طاعون کے پودے ہیں جو عنقریب ملک میں پھوٹے گی۔ چنانچہ آپ کے دعویٰ کے بعد آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی اور حدیث نبوی کے مطابق اس نے یہ گواہی دے دی کہ آپ ہی مہدی برحق ہیں اور اس زمانہ میں کسی اور مہدی کا انتظار درست نہیں۔ ہزارہا لوگوں نے یہ نشان دیکھ کر آپ کو قبول کیا۔ اور ان میں سے بہت لوگ ابتک زندہ موجود ہیں۔

مغرب سے طلوع آفتاب کا ظہور امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت مغرب سے طلوع آفتاب کا ظہور بیان کی گئی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ امام مہدی ہی وہ آفتاب ہے جو مغرب سے طلوع کریگا

---

[1] بحار الانوار ج۱۳ صفحہ۱۵۸۔

[2] ایضاً صفحہ۱۵۸ وَالْمَوْتُ الْاَبْیَضُ الطَّاعُوْنُ۔ موت ابیض طاعون ہے

اور زمین کو پاک کرے گا۔[1] پس اس کے معنی یہ ہیں کہ امام مہدی کو مغرب میں خوب قبول کیا جائے گا۔ اور ان ملکوں میں جہاں صلیبی غلبہ کی وجہ سے زمین ناپاک ہو گئی ہے وہاں اس کے ذریعہ اسلام کا سورج طلوع کرے گا۔ اور مغربی ملکوں کے لوگ بکثرت اسلام اور احمدیت کو قبول کریں گے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کو ایک کشف میں دکھایا گیا ہے کہ وہ مغرب میں انگریزی میں لیکچر دے رہے ہیں اور وہاں کے خوبصورت پرندوں کو پکڑ رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس کی تعبیر یہی کی ہے کہ میری تعلیم جو اسلام کی تعلیم ہے مغربی ملکوں میں پھیل جائے گی اور پرندوں کے پکڑنے سے مراد عیسائیوں کو اسلام کا شکار کرنا اور اسلام میں داخل کرنا ہے۔ جو میری جماعت کے ذریعہ سے ہو گا۔

پس دیکھو یہ نشان بھی کس شان سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ ہی کے مبلغ مغربی ملکوں میں اس وقت جان و مال کی قربانیاں دے کر اسلام کو پھیلا رہے ہیں اور وہاں اسی جماعت کے ذریعے مسجدیں قائم ہو گئی ہیں اور تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں۔ لندن، امریکہ، جرمنی، افریقہ اور ہالینڈ وغیرہ میں ہزارہا عیسائی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور

---

[1] وھو (ای المھدی) الشمس الطالعۃ من مغربھا ..... ویطھر الارض ویضع میزان العدل (بحار الانوار۔ ج ۱۳ ص ۱۵۳)

دن بدن اسلام ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور وہ دن قریب ہیں کہ جب اسلام کا سورج مغرب کی طرف سے امام مہدی کی روشنی لئے ہوئے طلوع کرے گا۔ اور دنیا دیکھ لے گی۔ کہ کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو گئی۔ کہ مغرب کی طرف سے سورج طلوع کرے گا۔ اور کس طرح قرآن کی پیشگوئی لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یعنی اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے گا پوری شان سے پوری ہو جائے گی جیسا کہ تمام سابق مفسرین و محدثین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اسلام کا یہ غلبہ امام مہدی کے ہاتھ سے مقدر ہے چنانچہ جیسا مقدر تھا ایسا ہی وقوع میں آ رہا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

سورج چاند گرہن کے عظیم الشان نشان کا ظہور

امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت یہ بتائی گئی تھی۔ کہ سورج اور چاند دونوں کو رمضان کے مہینہ میں ان تاریخوں پر گرہن لگے گا جو ان کے گرہن کے لئے مقرر ہیں۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ	یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور امور کے وقت ظاہر نہیں ہوئے

وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ (بحار الانوار ج۱۳ ص۱۵۸ واکمال الدین ص۳۶۲ و دارقطنی ج ص۱۸۱)

ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو اسکے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔

اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چاند کے گرہن کے لئے خدا کے قانون میں تیرھویں یا چودھویں اور پندرھویں تاریخ مقرر ہے۔ اور سورج گرہن کے لئے ستائیس، اٹھائیس اور انتیس کی تاریخیں مقرر ہیں۔ پس چاند گرہن کی پہلی تاریخ سے مراد تیرھویں رمضان اور سورج گرہن کی درمیانی تاریخ سے مراد اٹھائیسویں رمضان کی تاریخ تھی۔ اور جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ایسا ہی رمضان کے مہینہ میں تیرھویں تاریخ کو چاند گرہن لگا اور اس مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو سورج گرہن لگا اور اس وقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی بھی موجود تھے یعنی انہوں نے خدا کے الہام سے مسیحیت و مہدویت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس نشان کے ظہور سے پہلے لوگ حضرت مرزا صاحب سے یہ نشان مانگتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جب تک سورج و چاند گرہن کا نشان رمضان میں پورا نہ ہوگا۔ ہم کیسے آپ کو مسیح و مہدی مان لیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں یہ نشانی آسمان پر ظاہر فرما دی اور اس طرح

آسمان نے بھی گواہی دے دی۔ کہ مدعی اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔

قرآن مجید میں قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ اور خود حضرت مسیح کی آمد بھی قیامت کے نزدیک بتائی گئی ہے۔ اس لئے اوپر کے مضمون حدیث کی قرآن سے مزید تائید ہوتی ہے چنانچہ فرمایا وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورۂ قیامۃ) یعنی قیامت کے قریب سورج اور چاند جمع کئے جائیں گے۔ چاند اور سورج کا جمع ہونا قانونِ قدرت کے منافی ہے۔ پس دونوں کا کسی وصف میں جمع ہونا مراد ہے۔ اور وہ حدیث کے مطابق گرہن ہی ہے۔

مسیح کی آمد ثانی کی یہ علامت نہ صرف شیعہ و سنی کتب میں درج ہے بلکہ انجیل میں بھی مسیح کی آمد ثانی کی یہ علامت قرار دی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے (مسیح کی آمد ثانی کے وقت) "سورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا" (متی باب ۲۴ آیت ۳۰) گویا سورج اور چاند کو اس کے زمانے میں گرہن لگے گا۔

پہلے علماء بھی حدیث کا یہی مطلب بیان کرتے آئے ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

"اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن سورج گرہن کے مقابل آنے سے ایک عام حالت میں سوائے تیرھویں، چودھویں اور

پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے
ستائیسویں۔ اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخوں کے کبھی
نہیں لگتا۔" (حجج الکرامہ ص۳۴۴)
مولوی حافظ لکھوکے والے بھی چاند سورج گرہن کے اسی اصول
کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎
تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ اک روایت والے
(احوال الآخرۃ ص۲۳)
یہاں حافظ صاحب نے غلطی سے ستائیسویں تاریخ لکھی ہے بجائے
ستائیسویں کے اٹھائیسویں تاریخ درست ہے مگر اصول وہی تسلیم
کیا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔
بعض سابق صاحب کشف بزرگوں نے تو سن بھی سورج چاند گرہن
کا بتلا دیا ہے ؎
در سنِ غاشی ہجری دو قِراں خواہد بود
از پئے مہدی و دجال دو نشاں خواہد بود
یعنی ۱۳۱۱ھ ہجری میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا جو مہدی اور
دجال کے لئے دو نشان ہوں گے۔
یہ دونوں آسمانی نشان نہایت اہمیت رکھتے ہیں زمین پر تو انسان
کوئی کرشمہ دکھا سکتا ہے مگر کسی انسان کا آسمان پر کوئی تصرف نہیں۔

اس لئے مہدی معہود کے لئے خدا تعالےٰ نے آسمان پر یہ دو نشان مقرر فرمائے تا اہل زمین کو یقین پیدا ہو۔ کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے ان نشانوں کے ظاہر ہونے پر حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں انہیں اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمایا

سورج چاند گرہن بطور نشان مہدی کے سوا کسی کیلئے ظاہر نہیں ہوا

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ دار قطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے۔ کہ خدا اس کے لئے اس کے زمانہ میں یہ نشانی ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کے لئے خدا نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں یعنی تیرہویں چودھویں۔ پندرھویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا۔ اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے (جو اس کے کسوف کے لئے خدا تعالےٰ نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا۔ اور یہ دونوں خسوف کسوف رمضان میں ہوں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے چنانچہ یہ دونوں مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے ایک مرتبہ ہمارے اس ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں

کسوف وخسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک
کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے
نسل انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف وکسوف
صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے
کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا۔ کہ ایک طرف تو اس نے مہدی
موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعویٰ کے
بعد رمضان کے مہینے میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف کسوف
بھی واقع ہو گیا ہو۔ اور اس نے اس خسوف کسوف کو اپنے
لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو۔ اور دارقطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں
نہیں ہے کہ پہلے کبھی خسوف وکسوف نہیں ہوا۔ ہاں بتصریح
یہ الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر پہلے کبھی خسوف و
کسوف نہیں ہوا۔ کیونکہ لَمْ تَکُوْنَا کا لفظ مؤنث کے صیغہ
کے ساتھ دارقطنی میں ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نشان
کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف وخسوف
پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ تو لفظ لَمْ یَکُوْنَا مذکر کے
صیغہ کے ساتھ چاہیئے تھا۔ نہ کہ لَمْ تَکُوْنَا کہ جو مؤنث کا صیغہ
ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آیتین ہے
یعنی دو نشان۔ کیونکہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے پس جو شخص خیال
کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے

ذمے یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف وخسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیئے اور یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف وکسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے غرض صرف کسوف وخسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں، نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی کے وقت اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ میں اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں لکھا ہے کہ

ستارہ دنبالہ دار یعنی ذوالسنین مہدی معہود کے ظہور کے وقت میں نمودار ہوگا چنانچہ وہ ستارہ ۱۸۸۲ء میں نکلا اور انگریزی اخباروں نے اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا کہ یہ وہ ستارہ ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں نکلا تھا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۹۴)

مذہبی اخلاقی و تمدنی بگاڑ کی علامات کا ظہور

اور ان نشانات کے ظہور کا بیان ہو چکا جو سر اسے

سچے مہدی کے ادر کسی کے زمانہ میں مجموعی حیثیت سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ اور ان میں سے ہر علامت خود اپنی جگہ اتنی کامل اور واضح ہے۔ کہ سچے مسیح و مہدی کو شناخت کرنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ بشرطیکہ انسان خود اپنی بصیرت سے محروم نہ ہو۔ اب ہم ذیل میں چند ایسی علامات درج کرتے ہیں جو ظہور مسیح و مہدی کے وقت مسلمانوں کی مذہبی۔ اخلاقی اور تمدنی حالت کی انتہائی بگاڑ کو ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ یَکُنْ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ شَیْءٌ اِلَّا وَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلُہٗ حَتّٰی الْخَسْفُ وَالْمَسْخُ وَالْقَذْفُ وَقَالَ حُذَیْفَۃُ وَاللّٰہِ مَا اَبْعَدَ اَنْ یَمْسَخَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کَثِیْرًا مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قِرَدَۃً وَّ خَنَازِیْرَ (بحار الانوار ص۲۲ باب ۱)[1]

یعنی کوئی ایسی بات بنی اسرائیل میں نہیں ہوئی جو اسی طرح میری امت میں نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین کا دھنسایا جانا اور روحانی صورتوں کا بگڑنا اور جھوٹی تہمتیں لگانا۔ حذیفہ نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ بات بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالے اس امت میں سے بہت لوگوں کو بندر اور خنازیر بنادے گا (یعنی اخلاق کے لحاظ سے)۔

اسی طرح امام ابی جعفرؑ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب ہمارا مہدی کھڑا ہوگا۔ تو وہ لوگوں کو ایک نئی بات کی دعوت دیگا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تھی اور اسلام غربت میں شروع ہوا اور عنقریب غربت کی طرف رجوع کریگا جیسا شروع ہوا تھا۔ پس غریبوں کو خوشخبری ہو۔[2]

---

[1] ...

[2] بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۹۴)

نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد
اور تعریف کی پھر تین دفعہ فرمایا۔ کہ مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ میں تم میں موجود نہ
ہوں پس صعصعہ بن صوحان نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! دجال کب
نکلے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے آپ کی کلام سن لی بیٹھ جائیے۔ میں آپ سے زیادہ کچھ نہیں
جانتا مگر اس کے لئے کچھ علامات ہیں اور ایسے حالات ہیں کہ مسلسل ایک دوسرے
کے ساتھ ہونگے جیسا نعل نعل کے ساتھ۔ آپ چاہیں تو بتا دوں؟ اس نے کہا۔ ہاں!
تو حضرت علیؓ نے فرمایا خوب یاد رکھو اسکی علامت یہ ہے کہ لوگ نمازوں کو مار دینگے
امانتوں کو ضائع کرینگے، جھوٹ کو حلال سمجھیں گے اور سود کو کھایا کریں گے
اور رشوت لے لیا کرینگے اور بڑے بڑے محل بنوائیں گے اور دین کو دنیا کے بدلے
بیچ ڈالیں گے اور بیوقوفوں کو حاکم بنائیں گے عورتوں سے مشورہ کرینگے رشتہ داروں
سے قطع تعلق کرینگے اور خواہشات کی پیروی کرینگے اور خون کرنے کو معمولی جانیں گے
اور نرمی کرنا کمزوری اور ظلم کرنا فخر سمجھیں گے۔ امراء فاجر ہوں گے وزراء
ظالم ہوں گے اور امین خائن ہوں گے۔ قاری فاسق ہوں گے۔ جھوٹی
شہادتیں ظاہر ہوں گی، اور فجور اور بہتان اور گناہ اور سرکشی علانیہ

---

[1] اس حدیث میں دجال کی جو علامات بیان کی گئی ہیں اس میں بعض باتیں بطور اشارہ کے
بیان ہوئی ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دجال کے کئی مظاہر ہیں جن میں سے ایک خراسان
یا اصفہان سے ظاہر ہو نیوالی بہائی تحریک ہے جنہوں نے اسلام کے نکاح میں یہودیت کا طریق اختیار
کیا ہے۔ باقی مظاہر عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ذکر قبل ازیں دوسری حدیثوں میں آچکا
ہے اور اس حدیث میں صرف انکی بعض علامات مثلاً از قسم حمار (قمر یعنی ریل گاڑی یا دخانی
جہاز وں) کا ذکر ہے کیونکہ دجال کے تیز رفتار سفر کا بھی اس حدیث میں ذکر ہے۔

ہوں گے۔ قرآن پر خوبصورت غلاف چڑھائیں گے اور مساجد کو مزین کریں گے اور منار لمبے لمبے ہوں گے۔ شریر لوگوں کی عزت ہوگی۔ اور خواہشات مختلف ہوں گی۔ اور معاہدات کو توڑا جائے گا اور جس کا وعدہ دیا گیا ہے (یعنی مہدی) قریب ہوگا اور عورتیں خاوندوں کی تجارت و کاروبار میں شریک ہوں گی تاکہ زیادہ سے زیادہ دنیا کمائیں اور فاسق لوگوں کی آوازیں بلند ہوں گی اور انہی کی سنی جائے گی۔ اور قوم کے لیڈر ذلیل ترین لوگ ہوں گے اور فاجروں کے شر سے نیک لوگ خطرہ میں رہیں گے۔ اور جھوٹے لوگوں کی تصدیق کی جائے گی اور خائنوں کو امین سمجھا جائے گا۔ اور عورتیں گانا بجانا کریں گی۔ اور اس امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعنت کریں گے۔ عورتیں سواریاں کریں گی اور عورتیں مردوں اور مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کریں گے۔ اور گواہی دینے والے بغیر بلائے شہادت دیں گے۔ اور بعض بغیر حق پہچانے گواہی دیں گے۔ اور صرف دنیا طلب کریں گے نہ آخرت۔ اور بھیڑیوں جیسے دلوں (ریاکاروں) پر بھیڑ کا لباس پہنیں گے۔ ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے اور صبر سے زیادہ کڑوے۔

پھر اصبغ بن نباتہ کھڑے ہوئے اور پوچھا۔ اے امیرالمؤمنین! دجال کون ہے؟ فرمایا خبردار رہو دجال زبردست شکار کرنے اور دجال پھیلانے والا ہے جو اس کی تصدیق کرے وہ بدبخت ہے اور جو اس کی تکذیب کرے وہ نیک بخت ہے وہ ایک بستی سے نکلیگا جس کا نام اصبہان ہوگا۔ یہودیہ سے

پہچانا جائے گا۔ اس کی داہنی آنکھ مٹی ہوئی ہے اور دوسری اس کی پیشانی پر چمکتی ہے جیسا کہ صبح کا تارا۔ اس میں ایسا کٹا ہوا نشان ہے کہ گویا وہ خون سے جمی ہوئی ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ جسے ہر اُمی اور پڑھا ہوا پڑھے گا۔ وہ دریاؤں میں غوطے مارے گا۔ اس کے ساتھ سورج (بجلی کی روشنی) ہوگا۔ اس کے سامنے دھوئیں کا پہاڑ ہوگا اور اس کے پیچھے سفید پہاڑ لوگ دیکھیں گے کہ وہ خوراک ہے قحط شدید میں نکلے گا۔ اس کے ماتحت ایک روشنی والا گدھا (ریل گاڑی) ہوگا۔ میل میل تک اس کا ایک ایک قدم ہوگا۔ وہ لپٹے ہوئے زمین کو لپیٹتا جائے گا (یعنی تیز رفتار ہوگا) بلند آواز سے پکارا کرے گا جسے سب لوگ سن لیا کریں گے۔ کہ "او میری طرف جلدی کرو۔ میں ہی ہوں جس نے پیدا کیا اور درست اندازہ کیا اور راہ دکھائی۔ میں ہی تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔ اور خدا کا دشمن جھوٹ بولے گا۔ وہ کانا ہوگا۔ کھانا کھائے گا اور بازاروں میں چلے گا۔ مگر تمہارا رب کانا نہیں ہے اور نہ کھاتا ہے اور نہ بازاروں میں چلتا ہے اس دن اس کے اکثر مددگار اولاد الزنا ہونگے اور سبز چادریں پہننے والے۔[۱]

اس روایت میں آگے مہدی کے ہاتھ سے قتل دجال اور خروج

---

[۱] بحار الانوار - ج ۵۲ ص ۱۹۳ - نور الانوار ص ۱۳۴۔

دابۃ الارض اور مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب کا ذکر ہے جن کا بیان[1]
پیچھے گذر چکا ہے۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ علامات اس زمانہ میں
ایک ایک کرکے پوری نہیں ہوئیں۔ ایک طرف سے تو دجال کے فتنے نے
مسلمانوں کو گھیر لیا۔ اور دوسری طرف سے خود ان کے اندر اخلاقی اور
مذہبی اور تمدنی حالت کا انتہائی فساد ظاہر ہوا۔ تو کیا ضروری نہ تھا کہ
اس دجالی فتنہ کو قلع قمع کرنے اور مسلمانوں کی ہدایت کے لئے خدا کا
مسیح و مہدی آجاتا۔ ہر متقی اور عقلمند کبھی بھی جائز نہ رکھے گا کہ جب
اللہ تعالیٰ کے بندوں میں انتہائی بگاڑ پیدا ہو تو وہ اس کا علاج نہ کرے
جبکہ اس کی قدیم سنت اور ہمیشہ کی عادت ہے کہ وہ ایسے موقعہ پر اپنا
مامور و مصلح بھیج دیتا ہے۔ تو کیا وہ خدا جس کا ارشاد ہے اِنَّ عَلَیْنَا
لَلْھُدٰی کہ ہدایت دینا ہمارا کام ہے اس وعدہ کو اس زمانہ میں پورا
نہ کرتا؟ ضرور تھا کہ وہ اس وعدہ کو اپنے وقت پر پورا کرتا۔ سو اس نے
یہ وعدہ اپنے وقت پر پورا کر دیا۔

اہل مشرق و مغرب میں تعلقات قائم ہو جائیں گے

روایات میں ظہور مہدی کی یہ علامت بھی لکھی ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں اس کے ماننے والے مشرق میں ہوں گے مگر وہ مغرب والوں کو دیکھیں گے

---

[1] صاحب نور الانوار نے لکھا ہے کہ اب ۱۲۷۷ ہجری ہے کہ یہ تمام نشانیاں بالکل پوری ہو چکی ہیں بلکہ کئی درجہ زیادہ۔ (نور الانوار ص ۱۳۹)

اور جو مغرب میں ہوں گے وہ مشرق والوں کو دیکھیں گے۔ چنانچہ صاحب
نجم الثاقب لکھتے ہیں :۔

"و شیخ جلیل فضل بن شاذان در غیبت خود روایت کردہ از آنجناب
کہ فرمود بدرستیکہ مومن در زمان قائم علیہ السلام در مشرقست
ہر آئینہ می بیند برادر خود را کہ در مغرب است و ہمچنین آنکہ در
مغرب است می بیند برادر خود را کہ در مشرقست"

(نجم الثاقب صفحہ ۶۱)

یعنی "شیخ جلیل فضل بن شاذان نے اپنی غیبت میں امام صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ فرمایا ضرور ہے کہ مومن امام مہدی علیہ السلام
کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا۔ وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب
میں ہوگا۔ اور اسی طرح جو مغرب میں ہے وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ
لیگا جو مشرق میں ہے"

اب دیکھئے حضرت احمد مہدی کے زمانہ میں آپ کے مومن مشرق
سے مغرب میں جا پہنچے مغربی ملکوں میں تبلیغی مشن قائم کر دیئے گئے
اور وہاں مسجدیں قائم کر دی گئیں اور پھر ہر سال جلسہ سالانہ کے موقعہ
پر اور دیگر اوقات میں قادیان اور ربوہ میں جو جماعت احمدیہ کے
دو مرکز مشرقی ملکوں میں ہیں مغرب کے لوگ آکر آپس میں ملاقات
کرتے ہیں اور اپنے احمدی بھائیوں سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔
یہی نہیں بلکہ اہل مشرق اور اہل مغرب کے احمدیوں میں آپس میں

رشتہ داریاں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ مغربی ملکوں کی احمدی عورتیں مشرق میں رہنے والے بعض احمدی مردوں سے بیاہی ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح مشرق کی بعض احمدی لڑکیاں مغربی ملکوں کے احمدی بھائیوں سے بیاہی ہوئی ہیں اور اس زمانہ میں آمد و رفت کے ایسے ذرائع پیدا ہو گئے ہیں کہ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ اور مشرق کی آواز مغرب میں اور مغرب کی آواز مشرق میں چند سیکنڈوں میں پہنچ جاتی ہے۔ بذریعہ ٹیلیفون، کیبل گرام وغیرہ اور اب ٹیلی ویژن کا انتظام بھی بعض ممالک میں ہو گیا ہے اور انشاء اللہ پاکستان میں بھی ہو جائے گا جس کے ذریعہ مشرقی گھر بیٹھے مغربی بھائی کی شکل دیکھ لے گا۔ اور مغربی بھائی مشرقی بھائی کی۔ یہ انتظام تو ہو چکا ہوا ہے کہ مشرقی کی تصویر چند سیکنڈ میں مغرب میں جا سکتی ہے۔ اور مغربی کی مشرق میں آ سکتی ہے

ایک نئی سواری نکل آئیگی

ایک علامت یہ لکھی ہے کہ اس وقت ایسی سواریاں نکل آئیں گی کہ لوگ پرانی سواریاں چھوڑ دینگے۔ اور نئی سواریاں استعمال کرینگے خشکی اور پانی دونوں پر نئی قسم کی سواریاں چلیں گی۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا (صحیح مسلم کتاب الایمان) اس زمانے میں سواری کی اونٹنیاں اس طرح ترک کر دی جائیں گی کہ ان سے تیز رفتاری کا کام نہیں لیا جائے گا چنانچہ

تیز رفتاری کے لئے اب موٹر کاریں، بسیں، ہوائی جہاز اور سمندر میں سفر کے لئے بادبانی کشتیوں کی بجائے دخانی جہاز نکل آئے ہیں "آثار قیامت" جو شیعہ کی ایک کتاب ہے لکھا ہے کہ اس وقت ممالک اسلامیہ میں وسعت پیدا ہوگی۔ اور باہم تمام ممالک میں راہ آہن لوہے کی پٹڑی بچھ جائے گی۔ وائرلیس اور ٹیلی ویژن اور ٹیلیگرافات وغیرہ جاری ہوں گے۔ (دیکھو آثار قیامت در ظہور حجت صفحہ) یہ سب علامات پوری ہو چکی ہیں۔

عربوں کی عادات بگڑ جائیں گی زمانہ مہدی کی ایک علامت یہ لکھی ہے کہ عربوں کے دل عجمیوں کی طرح ہو جائیں گے چنانچہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اس وقت لوگوں کے دل اعاجم کی طرح ہوں گے۔ اور زبان عربوں کی طرح (حج الکرامہ فی آثار القیامہ) یعنی عربی بولیں گے لیکن دین عربی کا ان کے دل پر اثر نہ ہوگا۔

یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ عام عربوں میں دین سے ناواقفیت پیدا ہو گئی اور وہ اسی طرح قرآنی حقائق و معارف اور علم سے بے بہرہ اور ناواقف ہیں جس طرح عوام عجمی۔

شراب پی جائے گی انسؓ بن مالک سے مسلم میں روایت ہے۔ يُشْرَبُ الْخَمْرُ یعنی شراب کثرت سے پی جائے گی۔ اور ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت

کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اشراط ساعت میں سے ایک یہ بھی شرط بیان فرمائی ہے۔ کہ اس وقت راستوں میں شراب پی جائے گی" سو اس زمانہ میں یورپ اور دیگر ملکوں میں شراب جس کثرت سے پی جاتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ راستہ میں شراب پی جانے کی علامت اس زمانہ کو پہلے زمانوں سے ممتاز کرتی ہے۔ کیونکہ اب تو سڑکوں پر ایسی دکانیں جگہ جگہ موجود ہیں کہ جہاں پینے والوں کو شراب بآسانی مل جاتی ہے۔

جوا عام ہو جائیگا دیلمی میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ جوا کثرت سے کھیلا جائے گا۔ یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے کیونکہ جوا لوگوں کا ایک عام مشغلہ اور زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ اور شرفاء بھی اسے برج وغیرہ کی صورت میں کھیلنے لگے ہیں اور بیمہ کی وہ صورتیں جن میں جوئے اور سود کا عنصر شامل ہے پیدا ہو چکی ہیں۔

ناک کی بیماری پھیل جائیگی ایک علامت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اس وقت ایک بیماری ہو گی جو ناک سے تعلق رکھے گی جس سے کثرت سے لوگ مر جائیں گے۔ یہ بیماری جسے طبی اصطلاح میں انفلوئنزا کہتے ہیں بھی پیدا ہو چکی ہے۔ انفلوئنزا دراصل انفٖ اعزہ

جس کے معنی بکری کی طرح ناک بہنا ہے۔ اس بیماری سے ۱۹۱۸ء میں ڈیڑھ کروڑ آدمی دنیا بھر میں مر گئے۔ اور اب بھی یہ بیماری دنیا میں کبھی کبھی وبائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ناگہانی موت ظاہر ہوگی

ایک علامت لکھی ہے کہ اس وقت لوگ مفاجات یعنی ناگہانی موت ظاہر ہوگی (ابن ابی شیبہ عن مجاہد حجج الکرامہ) یعنی کثرت سے ناگہانی موت ہونے لگے گی۔ سو اس زمانہ میں یہ علامت پائی جاتی ہے۔ کہ لوگ دل کی حرکت بند ہونے سے اچانک مر جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ کثرت شراب اور اعصابی کمزوری ہے۔ چنانچہ ہر سال سینکڑوں آدمی کھڑے کھڑے۔ بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے مر جاتے ہیں۔

ٹڈی دل پھیل جائینگے

زمانہ مہدی کی ایک علامت لکھی ہے کہ ٹڈی دل کثرت سے پھیل جائیں گے (نور الانوار ص۱۸۱ و آثار قیامت ص۱۴۲) یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔ خود صاحب نور الانوار نے لکھا ہے۔ کہ کربلا اور اس کے آس پاس کثرت سے ٹڈیوں کے لشکر آئے کہ سوائے ٹڈیوں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور لوگوں کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوئے (ایضاً ص۱۸۲) ٹڈی دل پاکستان و ہندوستان میں بھی آئے دن فصلوں کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور دنیا کی کئی حکومتیں بھی ان سے پریشان ہوتی رہتی ہیں۔

مزدوروں کی طاقت بڑھ جائے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کی علامت یہ بھی ہے کہ غریب و برہنہ لوگ بادشاہ ہو جائیں گے۔ گویا مزدوروں کی طاقت بڑھ جائے گی۔ جیسا حذیفہ بن الیمان کی روایت میں ہے جو ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کی ہے۔ برہنہ سے نسبتی طور پر مراد غریب لوگ ہیں یعنی امراء کے مقابلہ میں وہ ایسے ہوں گے جیسے ننگے۔ یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ روس اور سوئٹزرلینڈ میں مزدور جماعتوں کی حکومت قائم ہے اور دوسرے ملکوں میں بھی عوام کی طاقت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور جمہوری نظام کو فروغ حاصل ہے۔

زلزلے آئیں گے ایک علامت یہ بھی حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ علامات پوری ہو جائیں تو تم بلاؤں کے منتظر رہو جن میں سے آپ نے ایک خسف کی علامت بیان فرمائی خسف جیسا کہ علم طبعیات سے ثابت ہے کہ زلزلہ کے سبب سے ہوتا ہے پس خسف سے مراد زلزلوں کا کثرت سے آنا ہے۔ چنانچہ گذشتہ میں اس کثرت سے ملکوں میں زلزلے آئے ہیں کہ اس سے پہلے تین سو سال میں بھی اس کثرت سے زلزلے نہیں آئے۔ اور عرب و عجم میں ان زلزلوں سے بہت موتیں واقع ہوئیں۔ اور زمین پھٹ گئی۔

تجارت اور چھاپے خانوں کی کثرت ہوگی ایک نشانی زمانہ مہدی کی

کی یہ لکھی ہے کہ قلم اور تحریر اور چھاپہ خانوں اور تجارت کا کام وسعت پکڑے گا۔ چنانچہ اقتراب الساعۃ میں نواب صدیق حسن خاں نے اکیسویں علامت یہ لکھی ہے کہ :-

"خاص لوگوں پر سلام کرنا۔ تجارت کا رواج ہونا۔ بی بی میاں کو تجارت کرنے میں مدد دے گی۔ قلم ظاہر ہوگا یعنی خوشنویس بہت ہوں گے۔ چھاپے خانوں کی کثرت اس کا مصداق ہے عالم کم ہوں گے۔ جھوٹی گواہی ظاہر ہوگی۔ سچی گواہی چھپی رہے گی" (اقتراب الساعۃ فی آثار القیامہ ص۲)

یہ علامات بھی پوری ہو چکی ہیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں تجارت کا کاروبار پہلے زمانوں سے وسیع ہو گیا ہے یہاں تک کہ عورتیں بھی مردوں کے کاروبار تجارت وغیرہ میں شریک ہو چکی ہیں اور قلم اور تحریروں اور کتابوں کی اشاعت اور خوشنویسوں اور چھاپہ خانوں کی کثرت ہو چکی ہے۔ جہل اور جاہل بھی کثرت سے ہیں عالم کم ہیں جھوٹی گواہیاں دی جاتی ہیں۔ سچی گواہیاں چھپائی جاتی ہیں۔

نفس زکیہ مارا جائیگا ایک علامت یہ لکھی ہے کہ اس وقت نفس زکیہ مارا جائے گا۔ نعیم بن حماد عن عمار بن یاسر (حجج الکرامہ) اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں نے لکھا ہے کہ "جب نفس زکیہ مارا جائے گا تو آسمان و زمین والے ان پر ناراض ہو جائیں گے۔ پس لوگ مہدی کے پاس آئیں گے" (رواہ ابن ابی شیبہ)

عمار بن یاسر نے کہا جب نفس زکیہ اور اس کا بھائی مارا جائے گا۔ تو ایک ندا دینے والا آواز دے گا۔ کہ تمہارا امیر فلاں ہے اور وہ مہدی ہے۔ (رواہ نعیم بن حماد۔ اقتراب الساعۃ ص۹۵) اس کے بعد نواب صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ نفس زکیہ اور ہے۔ وہ نفس زکیہ جو زمانۂ خلیفہ منصور عباسی میں قتل کیا گیا تھا۔ اور ہے۔ ان کا نام نفس زکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن سبط تھا۔ ان سے اہل مدینہ نے بیعت خلافت کی تھی۔ لوگ اس وقت کہتے تھے یہی مہدی ہیں۔ یہ مدینہ میں مارے گئے پس وہ نفس زکیہ جو زمانہ مہدی سے تعلق رکھتا ہے اور ہے۔

"نفس زکیہ" کے معنی ہیں "پاک نفس" جو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت پاک نفس انسان کا ملنا مشکل ہو جائے گا۔ اور خبیث نفس انسان عام ہو جائیں گے۔ ان معنی کے لحاظ سے بھی یہ علامت پوری ہو چکی ہے کہ پاک نفس اور باخدا اور متقی انسان کا ملنا مشکل ہو گیا ہے۔ مگر خبیث نفس مکار، خود غرض اور بُرے لوگ عام ہو چکے ہیں۔ گویا پاک نفس مارا گیا۔ اور نفس امّارہ زندہ کیا گیا ہے۔

ظاہری معنوں کے لحاظ سے بھی یہ علامت پوری ہو چکی ہے کہ ایک پاک نفس انسان حضرت عبداللطیف شہید اور ان کے رفیق کو کابل کی حکومت نے نہایت بیدردی اور ظلم سے بے گناہ قتل کرا دیا۔ صرف اس بناء پر کہ وہ امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔ ان معنوں

کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو صاحب نور الانوار نے اپنی کتاب میں
درج کی ہے کہ

"حدیثی وارد شدہ است کہ ہمیں نفس زکیہ از اصحاب حضرت
قائم است" (نور الانوار صفحہ ۹۵)

یعنی ایک حدیث میں وارد ہے کہ "نفس زکیہ حضرت امام مہدی علیہ السلام
کے صحابہ میں سے ہوگا" حضرت عبد اللطیف شہید رحمۃ اللہ حضرت
امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ جو احمد مہدی کی بیعت میں
داخل ہوئے اور انہوں نے بڑا صدق دکھلایا۔ وہ کابل میں بڑا اثر
رسوخ رکھتے تھے۔ اور آپ کے ہزار ہا مرید تھے۔ جب وہ احمد مہدی
کی بیعت کر کے کابل پہنچے تو کابل کے علماء اور گورنمنٹ نے مل کر ان سے
احمد مہدی کی بیعت توڑنے کو کہا۔ انہوں نے نہ مانا جس پر ان پر قتل
کا فتویٰ دیا گیا۔ اور پھر اس پاک نفس انسان کو نہایت ظلم اور بے دردی
سے سنگسار کر کے قتل کر دیا گیا۔ ان سے پہلے ان کے ایک اور شاگرد
رشید اور مذہبی بھائی مولوی عبد الرحمن شہید جو مہدی علیہ السلام کے
صحابہ میں سے تھے بھی گلا گھونٹ کر شہید کئے گئے۔ خود حضرت امام
مہدی علیہ السلام کو بھی ان واقعات سے قبل الہام ہوا تھا شَاتَانِ
تُذْبَحَانِ یعنی دو مینڈھے ذبح کئے جائیں گے۔ سو اس طرح حدیثوں
کی پیشگوئی اور یہ الہام دونوں پورے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان
شہیدوں پر رحمت بھیجے۔

ماں باپ سے بدسلوکی کی جائیگی ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ اس وقت لڑکا اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا اور اپنے دوست سے احسان کرے گا یہ نشانی بھی پوری ہو چکی ہے آجکل مغربی تمدن کے اثر سے لڑکے اپنے باپ اور بزرگوں کو کم عقل سمجھتے ہیں۔ اور ان کی صحبت سے احتراز کرتے ہیں۔ اور اپنے ہمخیال نوجوانوں کی جیا سوز مجالس میں اپنے عزیز اوقات ضائع کرتے ہیں۔

ایک دوسرے پر لعنت کیجائیگی امام احمد بن حنبل معاذ بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ اس وقت امت کی خرابی اور بربادی کے زمانہ کی (اور یہی زمانہ مسیح موعود ہے) ایک علامت یہ ہوگی کہ لوگ آپس میں ملتے ہوئے ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ شارحین حدیث اس کے یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ اس وقت کمینہ لوگوں کا ملتے وقت آپس میں گالی گلوچ کرنا مراد ہے یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ لوگوں میں السّلام علیکم کہنے کا رواج نہ رہے گا۔ بلکہ ایسے الفاظ ملتے وقت کہے جائیں گے جن سے وہ لعنت کے مستحق ہوں گے۔ چنانچہ ہندوستان میں بڑے لوگ بھی آپس میں سلام کہنا ہتک خیال کرتے ہیں اور اس کی جگہ آداب و تسلیمات یا بندگی کہدیتے ہیں۔ بندگی کہنے کے معنی ہیں۔ کہ میں آپ کے سامنے عبودیت کا اظہار کرتا ہوں۔ حالانکہ عبودیت

کا اظہار سوائے خدا کے اور کسی کے سامنے جائز نہیں۔ سوا ایسا کہنا
ایک دوسرے پر لعنت کرنا ہی ہے۔ گویا ان شرکیہ کلمات سے وہ
لعنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

دمشق کے شرقی منارہ کے پاس اترے گا

ایک حدیث میں ہے کہ انبیو المسیح دمشق کے مشرق کی طرف ایک سفید منارہ کے پاس اترے گا۔ حدیث یہ ہے یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲ صحیح مسلم) یعنی عیسے ابن مریم دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارہ کے پاس اترے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کوہ افیق پر اترے گا۔ جیسا لکھا ہے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلٰی ذِرْوَةِ اَفِیْقَ بِیَدِہٖ حَرْبَةٌ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ رواہ ابن عساکر (کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۱ نیز نور الانوار ص ۱۳۱) یعنی قیامت سے پہلے عیسی ابن مریم ضرور کوہ افیق کی چوٹی پر اتریں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہے وہ دجال کو قتل کریں گے۔ ایک اور حدیث ہے کہ دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارہ کے نیچے اترے گا۔ چنانچہ نواس بن سمعان کی حدیث ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ مَرْیَمَ یَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ۔ (مکاشفات ص [illegible])

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ابن مریم کو دیکھا کہ دمشق
کے مشرق کی طرف سفید منارہ کے نیچے سے نکل آیا۔

لوگوں کا یہ مشہور خیال باطل ہے کہ عیسیٰ دمشق کی طرف سفید منارہ
کے اوپر اترے گا۔ اور سیڑھی لگا کر اسے اتاریں گے کیونکہ دوسری حدیث
بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کو عالم کشف
میں منارہ کے نیچے سے نکلتے دیکھا ہے۔ جس پر رأیت یعنی
دیکھا کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ رؤیا تھی اور یہ مسلم ہے کہ رؤیا
تعبیر طلب ہوتی ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ ظاہری طور پر بھی مسیح موعود
دمشق کے کسی منارہ کے نیچے سے نکلے بلکہ اس کی وہ تعبیر لینی پڑے گی
جو مسیح موعود کے ظہور پر واقعات کے مطابق ثابت ہو۔ پس ضروری
نہیں کہ مسیح موعود کا ظہور دمشق ہی میں ہو۔ خود حدیث کے الفاظ بھی
بتاتے ہیں کہ دمشق کے مشرق میں ظہور کا ذکر ہے۔ پس عین دمشق میں
مسیح کا ظہور مراد لینا ضروری نہیں وہ بستی جس میں مسیح کا ظہور ہو اگر
دمشق سے مشرق میں واقع ہو۔ تو حدیث کی منشاء اس سے پوری ہو جاتی
ہے۔ چنانچہ قادیان دمشق سے مشرق میں واقع ہے جہاں سے
مسیح موعود کا ظہور ہوا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ مراد بھی لی جا سکتی
ہے کہ مسیح موعود کی تعلیم دمشق میں بھی پہنچے گی۔ اور شام کے ملک میں
ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اس مہدی معہود پر ایمان لائیں گے جس کا
ظہور منارۃ البیضاء یعنی ایک نورانی مقام سے ہوا ہے۔ منارہ اسم ظرف

ہے جس کے معنے نورانی مقام کے ہیں۔ پس اس منارۃ البیضاء سے مراد مسجد اقصیٰ قادیان بھی ہو سکتی ہے۔ جہاں سے مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی دنیا میں پھیل رہی ہے۔

ماسوا اس کے یہ حدیثیں ایک طرح سے اپنے ظاہری لفظوں میں بھی پوری ہو چکی ہیں چنانچہ ۱۹۲۴ء میں مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جنہیں آپ کے بعض الہامات میں مثیل نفس قرار دے کر ایک رنگ میں مسیح قرار دیا ہے (دیکھو پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) وہ منارۃ البیضاء کے پاس دمشق میں اس ہوٹل میں اترے جو منارۃ البیضاء کے نیچے واقع تھا۔ اس کے بعد فرانس کی لڑائی میں منارۃ البیضاء کو فرانسیسی توپوں کے گولوں نے پیوند زمین کر دیا۔ کیونکہ نشان پورا ہو چکا تھا۔ خود حضرت احمد مہدی علیہ السلام نے منارۃ البیضاء والی حدیث کی تشریح میں لکھا تھا۔

ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِيْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِهٖ اِلٰى اَرْضِ دِمَشْقَ۔

کہ پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔ (دیکھو حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷) چنانچہ اس کے مطابق

ہے تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو منارِ دین و دیانت کہا گیا ہے (دیکھو اس کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۲۹۰) پس مہدی کی بستی میں نیکوکار دیندار لوگوں کا جمع ہو جانا بھی منارۃ البیضاء کی تعبیر ہو سکتی ہے۔

سنہ ۱۹۴۴ء میں خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے پیشگوئی
ظاہری لفظوں میں بھی پوری ہو چکی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔
رہی ذروۃ الفیق والی حدیث تو اس میں مسیح کے جس حربہ کے ساتھ
دجال کو قتل کرنے کا ذکر ہے وہ حربہ سماوی ہے نہ کہ زمینی ہتھیار کیونکہ
بخاری کی حدیث میں ہے یَضَعُ الْحَرْبَ کہ مسیح لڑائی کو روک
دے گا۔ (دیکھو بخاری مجتبائی باب نزول عیسیٰ) نیز ایک دوسری
حدیث میں لکھا ہے ذَابَ کَمَا ذَابَ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ کہ
دجال اس طرح پگھل جائے گا کہ جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے
پانی سے مراد دنیاوی سامان ہیں جن پر اسے ناز ہو گا۔ اور وہی سامان
اسے پگھلا کر رکھ دیں گے۔ پس مسیح موعود کا حربہ زمینی نہیں ہو سکتا۔
بلکہ سماوی ہے جس کا تعلق مسیح موعود کی دعاؤں اور قرآنی دلائل
سے ہے جو اپنی بلندی و مضبوطی میں ذروۃ الفیق سے تشبیہ دیئے
جا سکتے ہیں۔ اور یکسر الصلیب والی حدیث اور حربہ سے دجال
کو قتل کرنے والی حدیث ایک ہی مضمون کو بیان کرتی ہیں یعنی یہ کہ
نصرانیت کا اس طرح ابطال ہو گا کہ گویا وہ دلائل کی تلوار سے قتل
کر دیا گیا ہے۔ بموجب آیت لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ
وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ کہ ہلاک ہو گیا وہ جو دلائل سے
ہلاک ہوا اور زندہ ہو گیا وہ جو دلائل سے زندہ ہو گیا۔ پس قرآنی دلائل
میں کفر کو مارنے اور ایمان کو زندہ کرنے کی قوت موجود ہے۔ پس

ذروۃ افیق والی حدیث سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود دلائل کے لحاظ سے ایسی بلند چوٹی پر ہوگا کہ دجّال کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا ایک اور حدیث میں مسیح کے دجال کا باب لُد پر قتل کرنے کا ذکر ہے یہ حدیث اپنے ظاہری الفاظ میں "ذروۃ افیق" والی حدیث سے متعارض دکھتی ہے۔ پس اس کی بھی تعبیر کرنا پڑے گی۔ تا دونوں حدیثیں مطابق ہو جائیں۔ اور مراد اس سے یہ ہوگی کہ بحث میں دجال کا گروہ شکست کھائے گا۔ لُدّ کے معنی جھگڑنے کے ہیں۔ چنانچہ عیسائیوں سے حضرت امام مہدی کا پندرہ دن جو مباحثہ امرتسر میں ہوا جو جنگِ مقدس کے نام سے شائع ہوا ہے وہ بھی اس کی تعبیر ہے اور اس کے علاوہ وہ تمام لٹریچر بھی جو موجودہ عیسائیت کے خلاف آپ نے اسلام کی تائید میں لکھا ہے۔

امیر کے پیچھے نماز پڑھیگا

مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ جب مسیح موعود نازل ہوں گے تو امیر کے پیچھے نماز پڑھیں گے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ۔ یعنی جب حضرت عیسیٰ اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر کہیگا آئیے نماز پڑھائیے تو وہ کہیگا کہ نہیں تم خود ایک دوسرے کے امیر ہو۔ اللہ نے یہ عزت اس امت کو دی ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث لا المھدی الا عیسیٰ اور مسلم کی دوسری حدیث فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ اور مسند احمد بن حنبل کی حدیث یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا ۔ نہایت وضاحت سے بتاتی ہیں کہ ابن مریم اور امام مہدی ایک ہی وجود ہے دو شخص نہیں پس یہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کشف ہے جو تعبیر طلب ہے نیز اس حدیث میں ابن مریم کے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں بلکہ اس جگہ امیر کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر ہے اگر امیر سے مراد امام مہدی لیا جائے تو چونکہ دوسری حدیثوں سے مسیح و مہدی کا ایک شخص ہونا ظاہر ہے اس لئے اس حدیث کی یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ امام موعود کا منصب مسیحیت اس کے منصب مہدویت کے تابع ہوگا۔ آپ کے منصب مسیحیت کا تعلق صرف عیسائیوں کی اصلاح سے ہے اور منصب مہدویت کا تعلق ساری دنیا کی اصلاح سے ہے کیونکہ امام موعود کی دو حیثیتیں ہیں ایک مسیحیت کی دوسری مہدویت کی۔ مسیحیت کے لحاظ سے آپ عیسیٰ علیہ السلام کے کامل بروز ہیں۔ اور مہدویت کے لحاظ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل بروز ہیں اور مہدویت کے منصب کو اس حدیث میں امت محمدیہ کے اعزاز کی خاطر امتیاز دیا گیا ہے۔

دوسری توجیہہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسیح کے مہدی کے پیچھے اقتداء

کرنے سے مراد مسیحی قوم کا مہدی کو قبول کرنا ہو۔ جس کا نمائندہ مسیح تھا اور امیر سے مراد امتِ محمدیہ ہو جس کا نمائندہ خلیفۂ وقت ہوتا ہے۔ گویا بالآخر مسیحیوں کو مسلمانوں کی اقتداء کرنی پڑے گی۔

اور اگر روایت کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے۔ تو مراد یہ ہے کہ مسیح موعود امتِ محمدیہ میں سے ایک شخص کو اپنا امام الصلوٰۃ بنائے گا۔ اور غرض اس سے یہ ہے کہ امتِ محمدیہ کے خاص آدمیوں کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ ایک مامور من اللہ کے امام الصلوٰۃ ہو سکتے ہیں۔ مسیح موعود علیہ السلام کے امام الصلوٰۃ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہوا کرتے تھے جن کے متعلق احمد مہدیؑ کا ایک الہام ہے "مسلمانوں کا لیڈر"۔ پس اس لحاظ سے "امامت" والی مسلم کی اوپر والی حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہو سکتی ہے۔

دو آسمانی اور زمینی آوازیں ہونگی | امام ابی جعفر الباقرؑ سے روایت ہے۔ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنَّ الْحَقَّ فِي اٰلِ مُحَمَّدٍ وَيُنَادِي مُنَادٍ مِّنَ الْاَرْضِ اَلَا اَنَّ الْحَقَّ فِي اٰلِ عِيْسٰى اَوْ قَالَ الْعَبَّاسِ فَشَكَّ فِيْهِ وَاِنَّمَا الْاَسْفَلُ كَلِمَةُ الشَّيْطَانِ وَالصَّوْتُ الْاَعْلٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ الْعُلْيَا رَوَاهُ نُعَيْمٌ۔

(اقتراب الساعۃ ص۱۰۱)

یعنی امام ابی جعفر باقر علیہ السلام نے فرمایا ایک منادی آسمان سے

آواز دے گا۔ کہ حق آلِ محمد یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
متبعین میں ہے۔ اور ایک منادی زمین سے آواز دے گا۔ سنو!
حق آلِ عیسیٰ یعنی عیسائیوں میں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہمیں اس میں
شک کیا اور وہ نچلی آواز شیطانی کلمہ کی ہوگی اور اوپر کی آواز
خدا کے بلند کلمہ کی۔ اسے ابو نعیم نے روایت کیا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مہدی علیہ السلام کے زمانے میں عیسائیوں
اور امام مہدی کے درمیان ایک زبردست مقابلہ ہوگا۔ جس میں آسمانی
آواز یعنی الہام الٰہی یہ بتائے گا کہ حق امام مہدی کے ساتھ ہے۔
اور مسلمانوں کو عیسائیوں پر فتح ہوئی ہے لیکن عیسائی یہ شور مچائیں گے
کہ ہمیں فتح ہوئی ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت احمد
مہدی علیہ السلام کا پندرہ دن تک امرتسر میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم
سے ایک زبردست تحریری مباحثہ عمل میں آیا جو جنگِ مقدس
کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس کے آخر میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم کے
متعلق احمد مہدی علیہ السلام کی یہ الہامی پیشگوئی درج تھی کہ جو فریق
سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ اس
مباحثہ کے لحاظ سے پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائیگا بشرطیکہ
حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ عبد اللہ آتھم نے حق کی طرف رجوع
کر لیا۔ اور پندرہ ماہ کے اندر اسلام کے خلاف کوئی کلمہ نہ لکھا اور
اس پیشگوئی سے نہایت خائف رہا۔ اور اس پر ایک جنون کی سی

حالت طاری رہی۔ مسیح موعود علیہ السّلام کو اس کے دوران میں الہام ہوا۔ اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ کہ خدا تعالےٰ نے اس کے ہم اور غم پر اطلاع پائی ہے۔ گویا آسمانی آواز نے بتایا کہ وہ اپنے عقیدہ سے جو الوہیت مسیح کے متعلق رکھتا تھا اپنے دل میں تائب ہو چکا ہے۔ اور اس نے اس عقیدہ سے رجوع کر لیا ہے۔ چنانچہ اس الہام کے مطابق وہ رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھا کر پندرہ ماہ کے اندر ہلاک نہ ہوا۔ تو اس آسمانی آواز کے خلاف آلِ عیسےٰ[1] نے زمین سے یہ آواز دی۔ کہ عبد اللہ آتھم کا موت سے بچ جانا عیسائیت کی سچائی کی دلیل ہے۔ مگر آسمانی آواز بتاتی تھی کہ فتح اسلام اور مسلمانوں کی ہوئی ہے۔ کیونکہ آتھم رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھا کر بچ گیا ہے۔ میعاد گذر جانے پر عبد اللہ آتھم سے عیسائیوں نے زور دے کر کہلایا کہ میں نے رجوع نہیں کیا اس پر حضرت احمد مہدی علیہ السّلام نے عبد اللہ آتھم کو ایک ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار دیا۔ کہ اگر وہ قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ اس نے رجوع نہیں کیا تھا۔ تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا

---

[1] جس طرح آلِ عیسیٰ سے مراد یہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جسمانی اولاد نہیں بلکہ عیسائی مراد ہیں اسی طرح آلِ محمد سے مراد یہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی اولاد ہی نہیں بلکہ آپ کے متبعین مراد ہیں آلِ محمد کے متعلق ایک مفصل مضمون اس کتاب میں درج ہو چکا ہے۔

پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کھانے کے بعد بچ گیا تو میں جھوٹا ٹھہرونگا
مگر وہ قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوا۔ پھر دوسرا اشتہار مباہلہ دو ہزار
روپیہ انعام کے ساتھ شائع کیا گیا۔ پھر تیسرا اشتہار تین ہزار روپیہ
انعام کے وعدہ کے ساتھ شائع کیا گیا۔ مگر وہ مؤکد بعذاب قسم
کھانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس پر آپ نے چوتھا اشتہار جو
آخری اشتہار تھا چار ہزار روپیہ انعام کے وعدہ کے ساتھ دیا اور
اس میں پیشگوئی کی کہ اگر وہ قسم کھا جائے تو عذاب کا وعدہ ایک سال
کے لئے ہے اور اگر قسم نہ کھائے تو چونکہ حق اس سے مشتبہ ہوتا ہے
اس لئے خدا اسے بے سزا نہیں چھوڑے گا اور وہ دن نزدیک ہیں
دور نہیں۔

اس اعلان پر بھی وہ مؤکد بعذاب قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوا۔ اور
پیشگوئی کے مطابق سات ماہ کے اندر ہلاک ہو کر عیسائیت کے بطلان
اور اسلام کے برحق ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ اور آسمانی آواز
سچی نکلی کہ مسلمان غالب ہیں۔ اور عیسائیوں کی آواز جھوٹی ہو گئی جو یہ
کہتے تھے کہ عیسائیت غالب آئی۔

خروج سفیانی ایک علامت ظہور مہدی کی خروج سفیانی ہے۔
جس کا ذکر اکثر شیعہ روایات میں آیا ہے سفیانی
کون ہے اس کے متعلق بشر بن غالب سے مروی ہے۔ قَالَ یُقْبِلُ
السُّفْیَانِیُّ مِنْ بِلَادِ الرُّوْمِ مُتَنَصِّرًا فِیْ عُنُقِہٖ صَلِیْبٌ

وَهُوَ صَاحِبُ الْقَوْمِ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۵۹) یعنی کہا کہ سفیانی روم کے علاقے سے آئیگا۔ اس حالت میں کہ وہ عیسائی بنا ہوا ہوگا۔ اس کی گردن میں صلیب ہوگی اور وہ قوم والا ہوگا" اسی طرح ابوجعفرؑ سے مختلف علامات کے تسلسل میں مروی ہے۔ کہ وَتَخْتَلِفُ اَمْرُهُمْ حَتّٰى يَخْرُجَ عَلَيْهِمُ الْخُرَاسَانِيُّ وَالسُّفْيَانِيُّ هٰذَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَهٰذَا مِنَ الْمَغْرِبِ (ایضاً ص ۱۶۳) یعنی مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہوگا یہاں تک کہ ان پر خراسانی اور سفیانی خروج کرینگے۔ یہ مشرق سے اور یہ مغرب سے

ان روایات سے ظاہر ہے کہ سفیانی کا تعلق عیسائیوں سے ہوگا۔ نیز دوسری روایات کے مطابق پتہ چلتا ہے۔ کہ مہدی کے وقت خراسانی اور سفیانی دو فتنے ہوں گے۔ ایک مشرق سے دوسرا مغرب سے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشرق کے خراسانی فتنے بابی اور بہائی تحریک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جنہوں نے قرآن کو منسوخ کر دیا ہے اور نئی شریعت پیش کی جس سے ایران میں فتنہ پیدا ہوا۔ اور مغرب کے سفیانی فتنہ سے اوپر کی حدیث کے مطابق عیسائیت کا خروج مراد ہے۔ جس کا ظہور مغرب سے ہوا۔ بہرحال جو بھی تاویل کی جائے۔ ضرور ہے کہ دونوں کا خروج امام مہدی کے زمانہ میں ہے۔ شیعہ کی کتاب تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنینؑ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سفیانی سے مراد سفیانی صفت لوگ ہیں جو امام مہدی کے مخالفین ہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آل محمدؐ اور آل سفیانی دو خاندان ہیں ہمارے

درمیان خدا کے لئے عداوت ہے سفیانی قائم آلِ محمدؐ کے ساتھ لڑائی کرے گا۔ (کتاب مذکور ج۲ صفحہ ۱۹۵)

اس روایت سے پایا جاتا ہے کہ سفیانی کی تعبیر امام مہدی کے مخالفین سے ہے۔ یعنی سفیانی صفت لوگ۔ صاحب نورالانوار نے صفحہ ۱۱۱ پر اور دیگر شیعہ محققین نے سفیانی کی ایسی صفات بیان کی ہیں جن میں سے اکثر صفات روایات میں دجال کی آئی ہیں۔ مثلاً کانا ہونا نیلی آنکھوں والا ہونا۔ ناپاک اور خدا کی بندگی سے دور ہونا وغیرہ سو سفیانی سے مراد سفیانی صفت لوگ ہیں جو دجال کے ساتھی ہونگے اور امام مہدی کے مخالف۔ کیونکہ اوپر کی حدیث میں اسے صلیب کی علامت رکھنے والا نصرانی قرار دیا ہے۔

پس یہ علامت پوری ہو چکی ہے کیونکہ جب احمد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا تو بہائیوں عیسائیوں اور دوسرے مخالفین نے ان کی مخالفت کی یہاں تک کہ بعض نے ان کے قتل کی سازشیں کیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مہدی کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اور آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ۔

مشرق و مغرب والوں و مسلمانوں میں اختلاف ہوگا | ابی جعفر علیہ السلام سے روایت ہے۔

لہ علامہ علی اصغر شیعہ محقق نے اپنی کتاب نورالانوار میں بھی بابیوں کو علامات ظہور مہدی میں شمار کیا ہے۔ (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۱۴۲)

کہ بنو امیہ کی حکومت میں اختلاف پڑے گا۔ اور پھر ان سے بادشاہت
چھن جائے گی اس کے بعد بنو عباس کی حکومت ہوگی۔ اور وہ خوب عروج
حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کریں گے۔ یہاں تک کہ ان میں بھی آپس
میں اختلاف رونما ہوگا اور پھر ان سے بھی حکومت چھن جائے گی۔ پھر لکھا ہے
وَ يَخْتَلِفُ اَهْلُ الْمَشْرِقِ وَ اَهْلُ الْمَغْرِبِ نَعَمْ وَ اَهْلُ الْقِبْلَةِ
وَ يَلْقَى النَّاسَ جَهْدٌ شَدِيْدٌ مِمَّا يَمُرُّ بِهِمْ مِنَ الْخَوْفِ
فَلَا يَزَالُوْنَ بِتِلْكَ الْحَالِ حَتّٰى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ
اَلنَّفْرَ النَّفْرَ۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۶۳)

یعنی مشرق والے اور مغرب والے اختلاف کریں گے۔ ہاں! اہل قبلہ
بھی (یعنی مسلمانوں میں فرقہ بندی ہوگی) اور لوگوں کو سخت تکلیف پہنچے گی
کیونکہ بڑے خوف کے ادوار ان پر گذریں گے۔ اور عرصہ تک مسلمان
اسی حالت میں رہیں گے۔ یہاں تک کہ ایک آواز دینے والا آسمان سے
آواز دے گا کہ آؤ میری طرف آؤ۔

یہ روایت بتاتی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک امور من اللہ کا ظہور ہوگا
جو آسمانی آواز دے گا اور اس کی بناء پر ایک جماعت کی بنیاد رکھے گا۔
اس لئے اسے علامات مہدی میں سے قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی
آیت مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ میں منادی رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کو کہا گیا ہے۔ یعنی یہ آواز دینے والا کہ آؤ ایمان کی طرف آؤ۔
قرآن شریف میں بھی آخری زمانہ سے متعلق بہت سی خبریں دی گئی تھیں۔

آخری زمانہ میں مغرب والوں کے خلاف مشرق والوں کے غصہ کی آگ کا ذکر قرآن شریف میں

نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ اب دوسرے محققین بھی یہ بات مانتے ہیں کہ قرآن مجید میں آخری زمانہ سے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں

چنانچہ خواجہ حسن نظامی دبیر حلقہ نظام المشائخ دہلی نے ایک رسالہ امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض" نامی لکھا ہے اس میں انہوں نے بہت سی آیات نقل کی ہیں جن میں کہ آخری زمانہ کے تغیرات اور مشرق و مغرب کے مابین اختلافات اور تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔ مختصراً یہ آیات جو انہوں نے آخر زمانہ سے متعلق نقل کی ہیں یہ ہیں۔

(۱) وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ (سورہ شوریٰ پارہ ۲۵ ربع)

(۲) وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓىِٕكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ (زخرف ع)

(۳) وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً (حٰم سجدہ ع)

(۴) یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا۔ (سورۃ طور ع)

(۵) اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ (سورۃ مرسلات پارہ ۲۹)

خواجہ حسن نظامی شیخ سنوسی سے ان آیات کی تفسیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"ان آیات کی تلاوت کے بعد شیخ سنوسی نے فرمایا کہ یہ تو صرف بطور اشارات چند آیتیں آئی ہیں ورنہ سارا قرآن اس قسم کی خبروں سے بھرا پڑا ہے اگر تم سورۂ کورت اور انفطرت اور زلزال وغیرہ سورتوں کو غور و تدبر سے پڑھو گے تو اس سے بڑھکر باتیں معلوم ہوں گی جن کا ذکر میں نے کیا۔ پھر فرمایا سورۂ ہمزہ جو تیسویں پارہ میں ہے اہل مشرق کے اس اشتعال عام کی خبر دیتی ہے۔ جو اہل مغرب کے خلاف برپا ہوگا۔ (سورہ ہمزہ کا ترجمہ دینے کے بعد لکھا ہے) شیخ نے فرمایا اہل مغرب مشرق والوں کو نظر حقارت سے دیکھتے اور ان کی عیب چینی کرتے ہیں اور اپنی محفلوں میں ان پر آوازہ کشی کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا دارو مدار روپیہ پیدا کرنے پر ہے اس کو گن گن کر جمع کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ دولت ہمیشہ رہے گی اور ہم عیش کرتے رہیں گے۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ عیب چینی مشرق والوں کے دلوں میں آتش غیظ و غضب بھڑکا دے گی۔ اور وہ اشتعال عام سے اہل مغرب کو گھیر لیں گے۔"

(رسالہ مذکور صفحہ ۳۲)

مشرق سے ظاہر ہو کر مغرب میں پھیل جائے گا

اصبغ بن نباتہ کی ایک لمبی روایت حضرت علیؓ سے ہے جس میں یہ بھی لکھا ہے رَجُلٌ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ يَظْهَرُ بِالْمَشْرِقِ وَتُوجَدُ رِيحُهَا بِالْمَغْرِبِ كَالْمِسْكِ يَسِيرُ الرُّعْبُ أَمَامَهَا بِشَهْرٍ۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۶۳)

یعنی آل محمدؐ سے ایک مرد مشرق سے ظاہر ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح مغرب میں پھیل جائے گی۔ اور ایک ماہ اس کے آگے رعب چلتا ہوگا (یعنی اس کی دعوت جلد مغرب میں پہنچے گی اور اس کے دلائل کا رعب زبردست ہوگا)

اب دیکھو کس طرح دنیا دیکھ رہی ہے کہ حضرت احمد مہدی علیہ السلام ہی مشرق سے مبعوث ہوئے جن کی دعوت مغرب میں سرعت سے پھیل رہی ہے۔ اور عیسائی ان سے مرعوب ہیں اور اس تحریک کو اپنے مذہب کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔

جمعہ کے دن نکلے گا

ابی عبداللہ سے روایت ہے۔ قَالَ يَخْرُجُ قَائِمُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۶۳) کہ ہمارا مہدی جمعہ کے دن نکلے گا۔ یہ علامت بھی صفائی سے پوری ہو گئی ہے۔ کیونکہ جمعہ ہفتہ کا ساتواں دن ہے۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ مہدی کا ظہور آدمؑ سے ہزارہ ہفتم میں ہوگا۔ اور ایک دن خدا کے نزدیک ایک ہزار سال کے برابر

ہوتا ہے چنانچہ امام مہدی کا ظہور ہزار ہفتم ہی میں ہوا ہے۔ اور یہ
حسن اتفاق ہے کہ آپ کی پیدائش بھی جمعہ کے دن ہوئی۔

صاحب الدار ہوگا صاحب نجم الثاقب حسین الطبرسی نے امام مہدی کے القابات کی فہرست میں آپ کا ایک لقب "صاحب الدار" بھی لکھا ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے۔ علمائے رجال تصریح کردند کہ از القاب خاصۂ آنحضرت است و بیاید در ضمن حکایات باب ہفتم کہ فرمود انا صاحب الدار۔ (نجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۲۸) یعنی علمائے رجال نے تصریح کی ہے کہ "صاحب الدار" حضرت (مہدی) کے خاص القابات میں سے ہے۔ اور ساتویں باب کی حکایات کے ضمن میں آئے گا کہ فرمایا۔ میں صاحب الدار ہوں۔

چنانچہ جب احمد مہدی علیہ السلام نے پنجاب میں الہام الٰہی کے مطابق طاعون پھیلنے کی پیشگوئی کی تھی۔ تو ساتھ ہی آپ نے پیشگوئی بھی کی تھی کہ خدا نے مجھے بتایا ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِکْبَارٍ یعنی جو تیرے گھر میں ہوگا اسے میں طاعون سے بچاؤں گا سوائے ان لوگوں کے جو تکبر سے سرکشی کریں۔ (نزول المسیح صفحہ ۲۳)

یوں تو ہر شخص صاحب الدار ہو سکتا ہے مگر امام مہدی کو خاص کر صاحب الدار اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس کا گھر خود نشان ہوگا۔ اور آسمانی پیشگوئی کا مصداق۔ چنانچہ "دار المسیح" آپ کی پیشگوئی

کے مطابق طاعون سے محفوظ رہا۔ اور ایک متنفس بھی اس "دار" کے بسنے والوں میں سے جو اسی افراد کے قریب تھے طاعون سے ہلاک نہیں ہوا۔ حالانکہ طاعون قادیان میں بھی آئی اور طاعون کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر ہزارہا لوگ آپ کی بیعت میں داخل ہو گئے اور "دار" کے نشان سے سلسلہ احمدیہ کو ترقی ملی۔

عین اللہ ہوگا صاحب نجم الثاقب نے باز سے نمبر ۱ مہدی علیہ السلام کا ایک لقب عین لکھا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے "یعنی عین اللہ" چنانچہ در زیارت آنجناب ارت رایضاً ص ۲۹ ج ۲) کہ عین سے مراد خدا کا عین ہے جیسا زیارت آنجناب (مہدی) میں ہے۔

اب دیکھئے کہ یہ علامت بھی احمد مہدی کے وجود میں ایک کشف کے ذریعے پوری ہو گئی ہے آپ فرماتے ہیں۔ رَأَيْتُنِي فِي الْمَنَامِ عَيْنَ اللّٰهِ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴) میں نے کشف میں اپنے آپ کو عین اللہ پایا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں ہی عین اللہ ہوں۔ پس یہ کشف قابل اعتراض نہیں بلکہ دلیل صداقت ہے کہ جیسے پیشگوئیوں میں آپ کے القابات میں سے ایک لقب عین اللہ بتایا گیا تھا ایسے ہی آپ کا یہ کشف آپ کو اس لقب کا صحیح مصداق بناتا ہے۔ سو اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر اعتراض کرے۔ رہا یہ کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ سو واضح رہے کہ یہ ایک کشف ہے

اور کشف تعبیر طلب ہوتے ہیں جیسے خواب تعبیر طلب ہوتے ہیں پس خواب میں اپنے آپ کو خدا کا عین دیکھنا یہ تعبیر رکھتا ہے کہ وہ ہدایت کی منزل مقصود تک پہنچیگا۔ (دیکھو تعطیر الانام فی تعبیر المنام صفحہ ۱)

اس کے پاس ایک کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ صحابہ کے نام معہ پتہ چھپے ہوئے ہونگے نہ کہ قلم سے لکھے ہوئے

ابی جعفر ثانی اپنے باپ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

وَلَهُ كُنُوزٌ لَا ذَهَبٌ وَلَا فِضَّةٌ إِلَّا خُيُولٌ مُطَهَّمَةٌ وَرِجَالٌ مُسَوَّمَةٌ يَجْمَعُ اللّٰهُ لَهُ مِنْ أَقَاصِي الْبِلَادِ عَلَى عِدَّةِ أَهْلِ بَدْرٍ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَعَهُ صَحِيفَةٌ مَخْتُومَةٌ فِيهَا عَدَدُ أَصْحَابِهِ بِأَسْمَائِهِمْ وَبُلْدَانِهِمْ وَطِبَاعِهِمْ وَحِلَاهُمْ وَكُنَاهُمْ كَدَّادُونَ مُجِدُّونَ فِي طَاعَتِهِ (بحار الانوار ج ۱۳ صفحہ ۱۸۰)

یعنی اس کے پاس (مہدی کے پاس) خزانے ہیں جو نہ سونے کے ہیں نہ چاندی کے مگر وہ کامل لوگوں کے گروہ ہونگے اور وہ نشان زدہ (برگزیدہ) انسان ہیں جن کو اللہ دور ملکوں اور شہروں سے اس کے پاس جمع کرے گا وہ اہل بدر کے شمار کے مطابق تین سو تیرہ انسان ہوں گے۔ اس کے پاس ایک مطبوعہ یعنی چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں

آپ کے صحابہ کا شمار کیا گیا ہوگا۔ اور ان کے نام اور ان کے شہروں کے نام اور ان کی سیرت اور ان کے حالات بھی اس میں درج ہونگے وہ مہدی کی فرمانبرداری میں جد و جہد کرنے والے اور دوڑنے والے ہوں گے۔

چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مطبوعہ کتاب انجام آتھم میں آپ کے تین سو تیرہ ابتدائی بیعت کنندگان کے نام مطبوعہ صورت میں درج ہیں یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے جو اس روایت میں ایسے زمانہ میں مروی ہوا جبکہ چھاپہ خانہ کا رواج نہیں تھا۔ اس میں امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ کو متعین کر دیا گیا ہے کہ وہ چھاپہ خانوں کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس سے پہلے ظاہر نہیں ہوگا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہ کہ امام مہدی علیہ السلام ایسے زمانہ میں ظاہر ہوئے جب چھاپہ خانوں کا رواج عام ہو چکا تھا۔ اور خود امام مہدی کو بھی چھاپہ خانہ میسر تھا۔ اور اس کے ساتھ جب دیگر علامات مثلاً چاند و سورج کا گرہن جو ۱۳۱۱ھ میں ہوا۔ ملالی جائیں تو امام مہدی کا زمانہ چودھویں صدی کا آغاز ٹھیک طور پر متعین ہو جاتا ہے۔

صادقوں کو جمع کریگا صاحب نجم الثاقب نے امام مہدی کا ایک نام جمعہ بھی لکھا ہے اور پھر لکھا ہے کہ یا یہ آپ کا نام ہے یا آپ کی ذات سے کنایہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کو ایک دین پر جمع کرے گا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

جمعہ از اسامی مبارک حضرت صاحب الامر علیہ السلام است
یا کنایہ است از آن شخص شریف یا بسبب نامیدہ شدن
جمعہ است جمعہ چنانچہ صدوق در خصال از صقر بن ابی دلف
روایت کردہ کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام فرمودہ
روز ہا ئیم تا آنکہ فرمود و جمعہ جمعہ پسر ہشت و بسوی او جمع
مے شوند اہل حق و صدوق۔ فرمودہ ایام ائمہ علیہم السلام
نیست ولکن کنایہ است از ایشان یا آنکہ نفہمے معنی آن
را غیر از اہل حق " (پھر آگے چل کر لکھا ہے) جمع میکند
کلمہ را یعنی ہمہ دینہا یکدین میشود و تمام میکند باو نعمت را
و خدا وند حق را باو ثابت و ظاہر میکند و باطل را محو میکند
و او مہدی منتظر شما است " (نجم الثاقب ج ص ۳۲۸)
یعنی جمعہ مہدی علیہ السلام کے مبارک ناموں میں سے ہے۔ یا آپ
کی ذات شریف سے کنایہ ہے یا اس نام سے موسوم ہونگیا وجہ یہ کہ لوگوں کو
جمع کرتا ہے جیسا کہ صدوق نے خصال میں صقر بن ابی دلف سے
روایت کی ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا۔ دن ہم ہیں
یہاں تک کہ فرمایا۔ جمعہ میرا بیٹا ہے (یعنی روحانی بیٹا) اور اسی
کی طرف اہل حق و صادق لوگ جمع ہوں گے اور فرمایا کہ ایام خود ائمہ
علیہم السلام نہیں لیکن صرف ائمہ سے کنایہ ہیں (یعنی دنوں سے
روحانی معنی مراد ہیں) یہاں تک کہ ان معنوں کو سوائے اہل حق کے

کوئی نہیں سمجھ سکے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ تمام دینوں کو ایک دین پر جمع کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر اتمام نعمت کرے گا اور حق کو اس کے ذریعہ ظاہر و ثابت اور باطل کو محو کرے گا۔ اور وہ مہدی ہے جس کی تمہیں انتظار ہے۔

یہ علامت بھی احمد مہدی کی ذات شریف میں پوری ہو چکی ہے کیونکہ دنیا کے مذاہب اور مختلف فرقوں میں سے انہوں نے شرفاء اور صادقوں کو ایک ہی دین اسلام پر جمع کیا ہے اور آپ کو جمعہ سے ایک خاص تعلق ہے اس کی تشریح مختصر کو لڑ دیتے ہیں یعنی کہ آدمؑ کی پیدائش بھی جمعہ کو ہوئی تھی۔ اور آپ کی پیدائش بھی جمعہ کو ہوئی۔ صاحب نجم الثاقب نے اسی صفحہ مذکور پر لکھا ہے کہ امام مہدی کی پیدائش جمعہ کے روز ہوگی اور اس میں صادقوں کو جمع کر کے ایک نئے سلسلہ کی بنیاد ڈالنے کی طرف اشارہ تھا یعنی کہ آدمؑ ایک نئے سلسلہ کا بانی ہوا۔ اسی طرح مہدی کے لئے بھی مقدر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حج کعبہ عارضی طور پر روک دیا جائیگا۔

مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کے زمانہ میں عارضی طور پر حج بند ہوگا۔ چنانچہ منتخب کنز العمال میں ہے۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ۔ (منتخب کنز العمال ج ۶ ص ۱۳)

یعنی قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ کعبہ کا حج نہیں کیا جائے گا۔
اب دیکھئے مسیح و مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں یہ نشانی پوری ہوچکی۔ آپ خود حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں :۔
" بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کسی مدت تک روک دیا جائے گا چنانچہ میرے زمانہ میں ایک دفعہ سخت بیماری پڑنے کی وجہ سے ایک سال ۱۸۹۹ء ۱۹۰۰ء کے لئے روک دیا گیا تھا وغیرہ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۸)

لوگوں کی غفلت کیوقت اچانک ظاہر ہوگا

یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدیؑ کا ظہور لوگوں کی غفلت کے وقت اچانک ہو جائے گا جیسا روایت ہے کہ :۔

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یَخْرُجُ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَۃٍ مِّنَ النَّاسِ وَاِمَاتَۃٍ مِنَ الْحَقِّ وَاِظْهَارٍ مِّنَ الْجَوْرِ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۳۰)

یعنی امیر المؤمنین (حضرت علیؓ) نے فرمایا۔ کہ (امام مہدی) لوگوں کی غفلت کے وقت ظاہر ہوگا جبکہ حق مٹ گیا ہوگا اور ظلم کا غلبہ ہوگا
اس روایت سے ظاہر ہے کہ مہدی کا ظہور ایسے طریق پہ ہوگا۔ کہ لوگ اس کے ظہور سے غافل ہوں گے یعنی لوگوں کے خیالات اس کے ظہور کے متعلق اور طرح کے ہوں گے۔ اور وہ کسی اور رنگ میں ظاہر ہوگا مامورین کا ظہور اسی طریق پہ ہوا کرتا ہے کہ لوگ ان کی طرف سے

قائل ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔ (بقرہ)

یعنی کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول آیا۔ جو تمہاری خواہشوں کے خلاف باتیں لایا۔ تو تم نے تکبر کیا اور نبیوں کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ مامورین لوگوں کی خواہشات اور توقعات کے خلاف آتے ہیں اس وجہ سے لوگ ان کا انکار کر دیتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر بھی ایسا ہی وقوع میں آیا کہ لوگوں کی خواہشات اور توقعات کچھ اور تھیں اور اس کا ظہور اور رنگ میں ہوا۔ لوگ اس زمانہ میں یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ جب امام مہدی آئے گا۔ تو وہ آتے ہی تلوار چلائے گا۔ اور کافروں کے گھر لوٹ کر مسلمانوں کے گھر مال غنیمت سے بھر دے گا۔ چونکہ اس کے برخلاف امام مہدی کا ظہور ایسے رنگ میں ہوا کہ بجائے تلوار کے وہ قلم سے کام لے رہا ہے اور بجائے قہر کے محبت اور آشتی اور امن و صلح سے اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچا رہا ہے۔ اور لوگوں سے مالی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے اس لئے لوگوں نے اس کا انکار کر دیا لیکن خدا نے اسے الہاماً فرمایا ہے۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

پس مامور من اللہ کا انکار ہونا اور اس کی شدید مخالفت ہونا خود اس کی سچائی کی علامت ہوتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی مامور آیا ہو اور لوگوں نے آتے ہی اسے سر آنکھوں پر جگہ دی ہو۔ پس امام مہدی کے متعلق یہ خیال کہ اس کے آتے ہی سارے مسلمان اُسے قبول کر لیں گے۔ ایک امید موہوم اور خیالِ باطل تھا۔

علماء زمانہ مہدی کو کافر و گمراہ ٹھہرائیں گے

ایک علامت یہ ہے کہ امام مہدی کے ظہور پر علماء اس کی مخالفت کریں گے اور اس کو کافر و گمراہ ٹھہرائیں گے۔ اور اس کے اجتہادات کو ان کا ماخذ دقیق ہونے کی وجہ سے قرآن و سنت کے مخالف جانیں گے۔ اور کہیں گے کہ اس شخص نے ہمارے دین و ملت کو برباد کر دیا چنانچہ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں۔

چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیائے سنت و اماتت بدعت فرماید علمائے وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و مشائخ و آباؤ خود باشند گویند ایں مرد خانہ بر انداز دین و ملت ما است و بمخالفت برخیزند وحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند" (حجج الکرامہ ص ۳۶۳)

یعنی جب امام مہدی علیہ السلام سنت کو زندہ کرنے کے لئے اور بدعت کو مٹانے کے لئے جدوجہد کریں گے تو علماء وقت جو فقہاء اور مشائخ اور آباؤ کی تقلید کے عادی ہوں گے کہیں گے کہ یہ شخص ہمارے دین و مذہب کا گھر برباد کرنے والا ہے۔ اور مخالفت میں اٹھ کھڑے ہونگے

اور اپنی عادت کے مطابق اسے کافر اور گمراہ ٹھہرائیں گے

حضرت امام محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں :-

وَاِذَا خَرَجَ هٰذَا الْاِمَامُ الْمَهْدِیُّ فَلَیْسَ لَهٗ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اِلَّا الْفُقَهَاءُ خَاصَّةً فَاِنَّهٗ لَا یَبْقٰی لَهُمْ رِیَاسَةٌ وَلَا تَمْیِیْزٌ عَنِ الْعَامَّةِ۔ (فتوحات مکیہ ج ۳ ص۳۳۶)

یعنی جب امام مہدی ظاہر ہونگے تو اس کے سب سے زیادہ شدید دشمن اس زمانہ کے علماء اور فقہاء ہوں گے کیونکہ اگر وہ مہدی کو مان لیں تو انہیں عوام پر سرداری اور امتیاز باقی نہ رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

علماء ظواہر مجتہدات اور اعلیٰ نبینا و علیہ السلام از کمال وقت و غموض مأخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔ (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ ص۱۰۷ مکتوب ۵۵)

یعنی علماء ظواہر حضرت مسیح موعود کے اجتہادات کا انکار کرینگے۔ اور ان کو قرآن مجید اور سنت نبوی کے خلاف قرار دیں گے۔ کیونکہ وہ باعث کمال دقیق ہونے اور ان کے ماخذ کے مخفی ہونے کے ان کی سمجھ سے بالا ہوں گے۔

شیعہ روایات بھی بتاتی ہیں کہ امام مہدی کا انکار کیا جائے گا اور اس پر فتویٰ کفر لگایا جائے گا۔ چنانچہ حال ہی میں ایک رسالہ "آثار قیامت و ظہور حجت" کے نام سے ایک شیعہ عالم سید محمد عباس زیدی

الواسطی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ

"پہلے تو فقہاء عالم ہی بربنائے عدم معرفت اس جناب کے (مہدی کے) قتل کا فتوٰی دیں گے" (کتاب مذکور حصہ ۲ ص۹۵)

یہ علامت اس طرح پوری ہو گئی کہ دو سو علماء زمانہ نے آپ پر کفر کا فتوٰی لگایا اور اسے ملک بہ ملک اور جگہ جگہ مشتہر کیا گیا۔

صاحب نجم الثاقب لکھتے ہیں کہ مہدی اپنے احکام و فیصلوں میں علماء زمانہ کے خیالات کی مخالفت کرے گا جس سے وہ ناراض ہونگے۔ (ایضاً ص۳۷ جلد ۱)

امام مہدی کو کہا جائیگا تو آل محمد سے نہیں

روایات میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ امام مہدی کہے گا کہ میں آل محمد سے ہوں۔ مگر مخالفین کہیں گے کہ تو آل محمد سے نہیں ہے۔

چنانچہ ابی جعفرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے ظہور مہدی کی علامات میں فرمایا۔ یَقُوْلُ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ لَیْسَ ھٰذَا مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ (بحار الانوار ص۱۹۲ ج ۱۳) یعنی جب مہدی ظاہر ہونگے تو بہت سے لوگ کہیں گے کہ یہ آل محمد سے نہیں ہے۔

ابی عبداللہؑ سے ایک اور روایت ہے کہ آپ نے آیت وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کی تفسیر میں فرمایا۔

اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یَعْنِیْ تَکْذِیْبُهٗ بِقَائِمِ اٰلِ مُحَمَّدٍ کہ اساطیر الاولین سے مراد امام مہدی کو جھٹلانا ہے جب اس کو کہیگے

إِذْ يَقُولُ لَهُ لَسْنَا نَعْرِفُكَ وَلَسْتَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ كَمَا قَالَ الْمُشْرِكُونَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ (بحار الانوار ج۱۳ ص۱۳۱)

(کہ ہم تجھے نہیں پہچانتے تو تو فاطمہ کی اولاد سے نہیں ہے یعنی فاطمہ کی اولاد سے نہ ہونے کے باوجود تو کس طرح مہدی بن گیا، جیسا کہ مشرکوں نے محمدؐ کو کہا تھا کہ ہم تجھے نہیں مانتے)

ان روایات سے ظاہر ہے کہ مہدی کا انکار اس وجہ سے ہوگا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ مہدی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی آل سے ہونا چاہیئے۔ اور بنی فاطمہ سے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی والدہ محترمہ یا والد ماجد سادات میں سے نہیں اس لئے آپ کے آل محمد ہونے سے بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔ مہدی کے متعلق جو آل محمد سے ہونے کی روایات ہیں وہ درحقیقت آپ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روحانی فرزندی کے رشتہ کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔ اگر جسمانی رشتہ ہی مراد ہوتا۔ اور امام مہدی ایسا جسمانی رشتہ کامل طور پر رکھتے یعنی ان کے والدین سادات میں سے ہوتے تو پھر اس بناء پر کسی کے لئے آپ کے انکار کی گنجائش نہ ہوتی۔ ویسے حضرت احمد مہدی علیہ السلام کو آپ کی بعض دادیوں کی طرف سے جو سادات خاندان میں سے تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جسمانی لحاظ سے بھی جزئی رشتہ حاصل ہے۔

شیعہ گمراہ کئے جائیں گے

صلات کے باب میں لکھا ہے۔ کہ

امام حسن عسکری ابا ہاشم کو خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ مہدی کے زمانہ میں علماء گمراہ کرنے والے ہوں گے اور زمین پر سب سے زیادہ علماء شریر ہوں گے کیونکہ وہ فلسفہ اور تصوف کی جانب مائل ہو جائیں گے۔ اس لئے جب تو اس زمانہ کو پائے تو ان سے پرہیز کرنا اور بچنا کیونکہ اس زمانہ میں ہمارے مخالفین کی معیت ہوگی اور ہمارے شیعہ گمراہ کئے جائینگے

(کتاب ذخیرۃ العباد بحوالہ آثار قیامت و ظہور حجت ص۶۸ و ۶۹)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں شیعہ اپنے علماء کے تابع ہو کر اس مذہب سے دور جا پڑیں گے جو ائمہ اہل بیت نے انہیں سکھایا تھا اور اس وجہ سے امام مہدی کی شناخت ان کے لئے مشکل ہوگی اور جب تک وہ اپنے علماء کا تتبع چھوڑ کر اصل حقیقت پر غور نہیں کریں گے امام مہدی کو نہیں پہچان سکیں گے اور اس گمراہی میں پڑے رہیں گے جس میں انہیں ان کے علماء نے مبتلا کر رکھا ہوگا

ایک رات میں سنوارا جائیگا

بعض احادیث میں ہے کہ امام مہدی کو ایک رات میں سنوارا جائے گا چنانچہ مسند احمد بن حنبل اور ابن ماجہ اور شیعہ کی کتاب بحار الانوار میں ہے

مُحَمَّدُ بنِ حنفیہ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِیُّ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ یُصْلِحُهُ اللّٰہُ فِیْ لَیْلَةٍ۔

(مسند احمد بن حنبل ص۲۳۵ ج۱ و ابن ماجہ و بحار الانوار ج۱۳ ص۲۱)

یعنی محمد بن حنفیہ نے اپنے باپ سے اور اس نے حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی ہم میں سے ہمارے اہل بیت سے ہے اللہ تعالےٰ اسے ایک رات میں سنوار دے گا۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ اللہ اس کا کام ایک رات میں سنوار دے گا۔"

مسند احمد بن حنبل میں اس کی شرح میں لکھا ہے یُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ فِیْ شَرْحِ السُّدِّیِّ عَنْ ابْنِ کَثِیْرٍ اَیْ یَتُوْبُ عَلَیْهِ وَیُوَفِّقُهُ وَیُلْهِمُهُ رُشْدَهُ بَعْدَ اَنْ لَمْ تَکُنْ کَذَالِكَ۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۳۵)

یعنی ایک رات میں سنوارنے کا مطلب یہ ہے جیسا کہ شرح سدی میں ابن کثیر سے مروی ہے کہ اللہ اس پر رجوع برحمت ہوگا اور اسے توفیق دے گا اور اس کی ہدایت اس پر الہام کرے گا۔ اس کے بعد کہ وہ پہلے ایسا نہ تھا۔

یہ نشانی بھی مرزا غلام احمد قادیانی مہدی علیہ السلام کے وجود میں اس طرح پوری ہو چکی ہے کہ فروری ۱۸۸۶ء سے کچھ عرصہ قبل ایک سفر میں آپ گورداسپور میں تھے۔ تو ایک رات گذار کر جب آپ صبح اٹھے تو آپ نے محسوس کیا کہ ایک آسمانی کشش آپ میں کام کر رہی ہے یہاں تک کہ الہام الٰہی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس خاص روحانی انقلاب کی رات کا ذکر کرتے ہوئے آپ خود لکھتے ہیں :۔

"وہی ایک رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام و کمال میری
اصلاح کردی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو گئی۔
جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں
ہو سکتی تھی" (نزول المسیح ص۲۳۳)

ایک اور انقلابی رات بھی آپ پر آئی ہے جس میں آپ کو عربی
زبان کے چالیس ہزار مادے سکھا دیئے گئے جس پر آپ نے عربی
زبان میں کتابیں لکھ کر عرب و عجم پر حجت قائم کر دی اور ہزاروں روپیہ
کے انعامات کے ساتھ شائع کیں۔ مگر کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔

کسی کی بیعت میں نہ ہوگا

ایک روایت میں ہے کہ جب امام مہدی
ظاہر ہوں گے تو اس کی گردن کسی کی
بیعت میں نہ ہوگی۔ چنانچہ روایت ہے:۔

عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... قَالَ اِنَّ الْقَائِمَ
مِنَّا اِذَا قَامَ لَمْ یَکُنْ لِاَحَدٍ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ

(بحار الانوار ج۱۳ ص۳۳)

یعنی حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا کہ ہم سے
مہدی جب کھڑا ہوگا تو اس کی گردن کسی کی بیعت میں نہ ہوگی۔
اس پیشگوئی کے مطابق جب حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود
علیہ السلام ظاہر ہوئے تو آپ کسی کی بیعت میں نہ تھے اور یہ حدیث
بھی آپ کے وجود میں پوری ہو چکی۔

مشرق سے آگ ظاہر ہوگی

ایک علامت ظہور مہدی کی یہ لکھی ہے کہ مشرق سے آگ نمودار ہوگی اور یہ نشانی بھی پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں

"مشرق کی طرف سے ایک بڑی آگ ظاہر ہوگی۔ تین رات یا سات رات رہے گی۔ جاوا کی آگ بھی گویا اسی کا نمونہ ہے جو اس سنہ ۱۳۰۰ھ میں ظاہر ہوئی"۔ (اقتراب الساعۃ ص ۱۴۶)

بحار الانوار میں علامات کے باب میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۵۱)

امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ۔ ایک اور روایت ہے کہ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى یعنی قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی۔ اور یہ کہ قیامت نہیں تب قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے آگ نہ نکلے جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

یہ آخری دونوں حدیثیں نقل کرکے خواجہ حسن نظامی مشہور صوفی دبیر حلقہ نظام المشائخ دہلی نے اپنے رسالہ کتاب الامر یعنی

امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض" نامی میں لکھا ہے۔
"ان دونوں حدیثوں کے مطلب میں مختلف قیاسات و رائیں
ہیں بعض جدت پسند لوگوں کے عقیدے میں وہ آگ ریل ہے
جو لوگوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر کھینچ کر لے جاتی
ہے۔ ارض حجاز میں اس آگ کے ظاہر ہونے کی خبر گویا
حضورؐ کا ایک معجزہ ہے کہ آپؐ نے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا
تھا کہ عرب میں ریل چلے گی۔ چنانچہ بصریٰ کے اونٹوں کا
ذکر فرمایا ہے اس نے اور بھی مطلب صاف کر دیا کیونکہ
بصریٰ دمشق کے قریب ایک مقام کا نام ہے اور حجاز ریلوے
دمشق سے شروع ہوتی ہے۔ پس دنیا میں ریل کا جاری ہونا
خاص کر عرب میں اس کا بننا قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے
ریل کو آگ کے لفظ سے تعبیر کرنا بالکل درست ہے کیونکہ
ریل کے چلنے کا دار و مدار آگ پر ہے۔ آگ ہی کے ذریعے
پانی کھولتا ہے اور بھاپ بن کر انجن کو چلاتا ہے ......
دوسری روایت کو لیا جائے جہاں قعر عدن سے آگ نکلنے
کا ارشاد ہے تو ظاہر ہوگا کہ عدن سے ریلوے شاخ نکل کر
ملک شام کو جائے گی کیونکہ دیگر احادیث کے اعتبار سے
محشر یعنی میدان حشر ملک شام میں ہوگا پس اس آگ کا
لوگوں کو میدان حشر میں ہانک کر لے جانا علامت ہے کہ

ریل لے جائیگی مگر آگ کو ریل سے تعبیر کرنا ایک قیاسی اور
ظنی بات ہے۔ دوسرا خیال اس کے متعلق اور بھی ہو سکتا ہے
کہ آگ سے مراد وہ جوش و خروش ہے جو مسلمانوں میں پیدا
ہوگا۔ اور اس کی راہنمائی سے وہ ایک مرکز پہ جمع ہو جائینگے
اور اس حرارت کا مخرج یمن یا عدن ہوگا"

(رسالہ مذکور صـ۹۶ مطبوعہ ۱۹۱۳ء)

ان توجیہات میں سے بعض توجیہات کی رُو سے مشرق سے آگ
نکلنے والی علامت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ گویا یہ علامت بھی وقوع میں
آچکی اور اس کے بعد احمد مہدی علیہ السلام نے سات مارچ ۱۹۰۷ء
کو پیشگوئی کی تھی کہ پچیس دن تک کوئی نیا نشان ظاہر ہوگا۔ سو پچیس دن
جس تاریخ کو ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ
اٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً ساٹھ
سو میل کے فاصلہ تک یا اس سے بھی زیادہ جا بجا زمین پر گرتا دیکھا
گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوق خدا اس نظارہ سے
حیران ہوئی۔ اور بعض بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اسی طرح جگہ جگہ
آگ کے گولے آسمان سے گرتے رہے اور اس طرح یہ علامت بھی پوری
ہوگئی اور آپ کی صداقت پر گواہ بن گئی۔

دمدار تارے ظاہر ہونگے

یہ بھی لکھا تھا کہ ظہور مہدی کے وقت دمدار
تارے ظاہر ہونگے۔ یہ نشان بھی پوری ہوگئی

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:۔

"اشاعہ میں کہا ہے تارے ومدار سُرخی وسیاہی تو ہو چکی انتہی
میں کہتا ہوں اگرچہ ہو چکی مگر اب پھر ہوتی ہے گویا یہی کثرت
دلیل ہے قرب ظہور پر" (اقتراب الساعۃ ص۱۶۹)

نواب صاحب موصوف کی کتاب ۱۳۰۱ھ ہجری میں شائع ہوئی پس
جب وہ ایک طرف سے نشانیوں کے پورا ہونے کی فہرست شائع کر رہے
تھے کہ ومدار تارے سرخی وسیاہی کی کثرت مہدی کے عنقریب ظاہر ہونیکی
دلیل ہے تو دوسری طرف سے احمد مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر
ہو چکے تھے۔

پیغمبروں سے بڑھکر دیا جائیگا	صاحب نجم الثاقب لکھتے ہیں:۔ "در غیبت نعمانی مرویست از کعب الاحبار

کہ گفت خدا تعالٰے مہدی را آنچناں آنچہ را کہ بہ پیغمبراں دادہ و
زیادہ را و مہدی بدہد و باور التفضیل مہدی ہم بدہد" (نجم الثاقب ج۱ ص۵)
یعنی غیبت نعمانی میں مروی ہے کہ کعب الاحبار نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنا
کو (مہدی کو) وہ کچھ دے گا جو اس نے پیغمبروں کو دیا ہے (یعنی امور
غیبیہ آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ
رَّسُوْلٍ۔ الخ) اور اس سے بھی اُسے زیادہ دے گا اور اسے فضیلت دیگا"

چونکہ امام مہدی علیہ السلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی
فرزند ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ جامع جمیع کمالات انبیاء تھے

اس لئے آپ کے اس روحانی فرزند امام مہدی کو بھی آپ کے علوم کا وارث ہونے کی وجہ سے اور اخبار غیبیہ پر بکثرت اطلاع دیئے جانے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی انبیاء پر اس شیعہ روایت کی رُو سے جزوی فضیلت حاصل ہے۔ قرین قیاس ہے کہ آپ کا الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی اس مضمون کا حامل ہو۔ محی الدین ابن عربی کے ایک قول کی تشریح میں شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے اِنَّ المھدی الذی یخرج فی اٰخر الزمان تکون جمیع الانبیاء تابعین لہ فی العلوم والمعارف لان قلبہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ مہدی جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا۔ اور تمام انبیاء علوم اور معارف میں اس کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ اس کا دل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ہے۔ یعنی وہ بروزی طور پر محمد ہے صلعم۔

اُسے رعب دیا جائیگا نور الانوار میں ہے کہ مہدی علیہ السلام کو رعب دیا جائے گا۔ کہ جس طرف جائیں گے۔ لوگوں پر ان کا رعب چھاتا چلا جائے گا۔ اور یہ آپ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے " (نور الانوار صفحہ ۲۲۳)

اب دیکھو مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ یعنی میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں یہ چیز مشاہدہ ہو رہی ہے کہ آپ کے قائم کردہ دلائل دیا بین اور آپ کے علم کلام سے تمام مذاہب مرعوب

ہیں۔ احمد مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

بعض احکام کو ملتوی کردیگا

علامہ علی اصغر البروجردی نے اپنی کتاب نور الانوار میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام بعض احکام شریعت محمدیہ کو اقتضاء زمانہ کے تحت ملتوی کرے گا چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"ولکن در زمان حضرت مہدی آل محمد کہ زمان بروز و ظہور باطن است پارہ احکام دیگر کہ آن زمان زمانِ اقتضاء اوست بیان می‌فرماید زیرا کہ آن زمان زمانِ ظہور نور ولایت حقہ است کہ او باطن و روح نبوت آنحضرت است .... پس آنچہ آنجناب اظہار احکام نماید کہ بنظر مردم عجیبہ و غریبہ و متجددہ نماید ہمہ ہمان احکام حقیقیہ حضرت رب العالمین است کہ رسول امین خود ایشان را برای فرستادہ است ولیکن زمانِ عمل بہ آنہا را زمانِ ظہور دولت حقہ آل محمد قرار دادہ است و اگر آنحضرت بعضے از احکام ظاہرہ را تغییر بدہد بواسطہ این است کہ زمانِ عمل باین احکام از زمانِ نزول آنہا است تا زمانیکہ آنحضرت او را تغییر بدہد و تغییر دادن آنحضرت ہمان انقضاء زمانِ عمل با آنہا است و حکمے را کہ پیغمبر او بیان فرماید اول زمانِ عمل ہمان وقت است تا آن قدر کہ

خدا از برائے او زبان قرار دادہ باشد چنانچہ در زمان حضرت رسولؐ
بعضے از احکام را برقرار فرمود چند وقتے با و رفتار نمودند و بعد
او را خداوند عالمیان نسخ فرمود و حکم جدیدی برقرار داشت خصوص
نمودہ خواہ آں حکم اول جاری در اُمم سابقہ یا پیغمبر امتی بودہ است
و حضرت ہم بہماں طریق رفتار نمودہ است تا آنکہ حکم او نسخ شد
با آنکہ اوّل آیۂ را خداوند مخصوص حکم نازل نمود و بعد از آں
آیۂ دیگر کہ ناسخ آیۂ اولی است نازل فرمود مثل نماز نمودن رو بہ
بیت المقدس کہ جاری و ساری در دین یہود بود و حضرت رسولؐ ہم
چندے رو بہ آنجا نماز میکرد تا آنکہ یہود تعبیر نمودہ طعنہ یا زدند
کہ دین ما را او عادہ میکند و رو بہ قبلہ ما نماز میکند کہ ناگاہ جبرئیل
در میان نماز آنحضرت نازل شد و شانہ مبارک آنحضرتؐ گرفتہ
رُوئے او را بطرف کعبہ معظمہ گردانید" (نور الانوار صفحہ ۲۰۹)

یعنی لیکن حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں جبکہ پورا امر نور کے
ظہور کا زمانہ ہے بعض دوسرے احکام جن کی کہ اس وقت زمانہ کے تقاضا کے
کے مطابق ضرورت ہوگی۔ بیان کرینگے۔ اس واسطے کہ وہ زمانہ ولایت مطلقہ
کے نور کے ظہور کا زمانہ ہے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار نبوت کا
باطن ہے . . . . . . پس حضرت امامؑ جن احکام کو جاری فرمائینگے جو کہ لوگوں
کی نظروں میں عجیب و غریب اور نئے دکھائی دینگے۔ وہی پاسنے احکام رب
العالمین ہیں جو کہ اس سے پہلے رسول امین صلے اللہ علیہ وسلم پر اس سے پہلے

گئے تھے۔ لیکن ان پر عمل کرنے کا زمانہ اس نے حضرت امام مہدی کے بعد کے ظہور کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اور اگر حضرت امامؑ بعض ظاہر احکام میں کچھ تغیر (ملتوی) کر دیں وہ صرف اس واسطے ہے کہ ان احکام پر عمل کرنے کا زمانہ ان کے نزول کے وقت سے اسی زمانہ تک تھا کہ جب حضرت امام نے ان کو ملتوی کر دیا۔ اور حضرت امامؑ کا ان احکام کو ملتوی کرنا یہ مطلب رکھتا ہے کہ ان احکام کا زمانہ عمل گذر گیا۔ اور بجائے سابق حکم کے جس حکم کو حضرت امامؑ ظاہر فرمائیں گے ان پر عمل کرنے کا زمانہ وہی ہوگا۔ اس وقت تک کہ جس زمانہ تک خدا تعالےٰ نے اس کا زمانہ قرار دیا ہو۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض احکام کو برقرار رکھا تھا۔ اور ایک وقت ان پر عمل ہوتا رہا۔ مگر بعد میں اللہ تعالےٰ نے ان کو منسوخ کر دیا۔ اور نیا حکم اس کی جگہ مخصوص کر دیا۔ اگرچہ وہ حکم اول امم سابقہ یا گذشتہ پیغمبر کے ہاں جاری تھا۔ اور آپ نے اسی طریق پر جاری رکھا یہاں تک کہ اس کا حکم منسوخ ہوا۔ باوجودیکہ پہلی آیت کو خدا نے خصوصی حکم میں نازل فرمایا تھا۔ اور اس کے بعد دوسری آیت کو جو کہ پہلی آیت کی ناسخ تھی نازل فرمایا۔ اور مثلاً بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا جو کہ یہودیوں کے دین کے مطابق تھا۔ اور آپ نے کچھ عرصہ تک اسی کی طرف نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ جب یہود نے اس کا طعنہ آنحضرتؐ کو دیا۔ کہ دین جدید کا دعویٰ کرتا ہے مگر نماز ہمارے قبلہ کی طرف پڑھتا ہے، اچانک جبریلؑ آپؐ کی نماز میں ہی نازل ہوئے۔ اور آپؐ کے منہ کو آپؐ کے شانہ مبارک کو پکڑ کر کعبہ معظمہ کی طرف پھیر دیا۔

اس پیشگوئی میں دراصل انہی حدیثوں کا مضمون ہے جن کا ذکر شیعہ سُنّی دونوں فرقوں کی کتب میں آیا ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ یعنی مہدی موعود لڑائی کو روک دیگا اور جزیہ کو ملتوی کر دے گا چنانچہ مہدی موعود پیشگوئیوں کے مطابق ایسے زمانہ میں آئے جو نصاریٰ کے غلبہ کا زمانہ تھا۔ اور آپ تقاضائے زمانہ کے مطابق اس پوزیشن میں نہیں تھے۔ کہ لڑائی کا حکم دیتے یا جزیہ لگاتے۔ پس آپ نے واضح الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ یہ زمانہ لڑائی کرنے اور جزیہ لگانے کا زمانہ نہیں۔ بلکہ دلائل و براہین سے اسلام کا غلبہ ثابت کرنے کا زمانہ ہے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور فرمایا۔ ؏

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

اس طرح یہ پیشگوئی بھی آپ کے ذریعہ پوری ہو گئی۔ ان پیشگوئیوں کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ اعتراض کرے کہ حضرت مرزا صاحب نے دینی لڑائی کو کیوں ملتوی کر دیا؟ بر عکس اس کے یہ آپ کی صداقت کی بین دلیل قرار پاتی ہے۔ ہاں اگر آپ ایسا نہ کرتے تو سچے مہدی نہ ٹھہرتے۔ کیونکہ حدیثوں کی ان پیشگوئیوں کے خلاف ہوتا۔

<u>مہدی کی سلطنت ظاہری نہ ہوگی</u> صاحب النجم الثاقب نے امام مہدی کی خصوصیات پر ایک باب قائم کیا ہے اس میں وہ اٹھائیسویں خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

درکافی حدیث از عبدالملک بن اعین گفت برخاستم در نزد

الی جعفر علیہ السلام پس تکیہ کردم بدوستم پس گریستم وگفتم
آرزو داشتم کہ من درک نمایم این امر را یعنی سلطنت ظاہرہ
ائمہ علیہم السلام را ودر من قوتی باشد پس فرمود آیا راضی نیستند
کہ دشمنان شما بکشند بعضی بعضی را وشما در خانہائے خود آرمیدہ
باشید بدرستیکہ اگر امر چنان شد یعنی فرج عظیم آمد دادہ
میشود بہر مردی از شما قوت چہل مرد وگرداندہ میشود دلہائے
شما مانند پارۂ آہن اگر خواہید بآن قوت کوہ را بر کنید بر کنید
کنید وشمائید قوام زمین وخزان او انتہیٰ (کذا فی ثاقب مناقب باب فضائل نص
استجاب علیہ السلام)

یعنی کافی میں مروی ہے کہ عبدالملک بن اعین نے کہا کہ میں اٹھا اور ابی جعفر
علیہ السلام کے پاس گیا۔ میں نے اپنے ہاتھ پر ٹیک لگائی اور میں رو دیا۔
اور میں نے عرض کی کہ میں اس بات کی آرزو رکھتا ہوں کہ میں ائمہ علیہم السلام
کی ظاہری سلطنت کے امر کو پالوں ۔ اور مجھ میں قوت بھی ہو۔ آپ نے
فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے دشمن ایک دوسرے کو
ماریں ۔ اور تم اپنے گھروں میں امن اور آرام کے ساتھ ہو۔ ہاں ضرور ہے
کہ اگر عظیم کشادگی کا وقت آیا تو ہر مرد کو تم میں سے چالیس مردوں کی قوت
دی جائے گی۔ اور تمہارے دلوں کو لوہے کی طرح ایسا مضبوط کیا جائیگا
کہ اگر اس قوت کے ساتھ پہاڑ کو اکھیڑنا چاہو تو اکھیڑ سکو گے اور تم ہی
جو زمین کے نگہبان ہونگے اور اس کے خزانوں کے مالک بھی ۔

اس روایت کا مہدی کی خصوصیات میں لانا بتاتا ہے کہ اس میں مہدی کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ ظاہری سلطنت لے کر نہیں آئیگا کیونکہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی اور اس کی جماعت پرامن زندگی بسر کریگے اور مخالفین میں لڑائیاں اور خونریزیاں ہوں گی۔ ائمہ علیہم السلام کی سلطنت ظاہری سلطنت نہیں ہوتی بلکہ ان کی سلطنت روحانی سلطنت ہوتی ہے یعنی ان کی حکومت دلوں پر قائم ہوتی ہے۔ نیز مہدی کے مخالفین میں تو خونریزی اور قتل ہوتے رہیں گے۔ مگر مہدی کے ماننے والے اس کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے ہوں گے اور جب وحشت کا زمانہ آئیگا تو مہدی کے ماننے والوں کے دل لوہے کی طرح مضبوط ہوں گے۔

اسی طرح لکھا ہے کہ روایات میں جو وارد ہے کہ مہدی کے زمانہ میں زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی جس سے مراد یہ ہے کہ مہدی کے زمانہ میں زمین روشن ہوگی کیونکہ مہدی ہی مربی زمین ہے اور امام زمین مربی زمین ہوتا ہے۔ صاحب نجم الثاقب نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ نور معنوی مراد ہو نہ نور ظاہری۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"ممکن بود کہ گفتہ شود مراد نور معنویست کہ نور علم و حکمت و عدل باشد" (نجم الثاقب ج ۱ ص ۲۴)

یعنی اس کی تشریح میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مراد مہدی کا نور معنوی ہے جو علم و حکمت اور عدل کا نور ہے۔

ٰ صاحب نجم الثاقب نے امام کیلئے قوت و شوکت ضروری نہ ہونے پر تفصیل سے دلائل دیکر لکھا ہے "پس عیاں است [illegible] تسلط و حکومت شرط خلافت و امامت نیست [illegible]

سے احمد مہدی علیہ السلام کو یہی معنوی نور جو علم و حکمت اور دلائل کا نور ہے دیا گیا تھا جس کی وجہ سے زمین والے روشن اور منور ہو گئے ہیں۔ اور مشرق و مغرب میں آپ کی جماعت کے ذریعے قرآن و اسلام کے حقائق و معارف اور مضبوط دلائل کا نور پھیل رہا ہے۔

مہدی اور اس کی جماعت کے ساتھ آسمانی تلواریں ہوں گی

بعض روایات میں لکھا ہے کہ مہدی تلوار چلائے گا۔ مگر دوسری روایات میں لکھا ہے کہ وہ آسمانی تلوار ہوگی نہ ظاہری۔ چنانچہ صاحب نجم الثاقب لکھتے ہیں:

"سی و نہم آوردن شمشیر ہائے آسمانی برائے انصار و اصحاب آنحضرت چنانچہ نعمانی در غیبت خود روایت کردہ از جناب صادق علیہ السلام کہ فرمود ہرگاہ خروج کند حضرت قائم علیہ السلام فرود می آید شمشیر ہائے قتال" (نجم الثاقب ج ۱ ص ۹۵)

یعنی مہدی کی انتالیسویں خصوصیت آسمانی تلواروں کا لانا ہے جو وہ اپنے صحابہ اور انصار کے لئے لائے گا۔ چنانچہ نعمانی نے اپنی غیبت میں روایت کیا ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مہدی علیہ السلام نکلیں گے تو لڑائی کے لئے تلواریں نازل ہوں گی۔

یاد رہے کہ ان آسمانی تلواروں سے یہ سمجھنا کہ کوئی ظاہری اور مادی تلواریں آسمان سے گریں گی خلاف عقل اور محال ہے۔ آسمانی تلواروں سے مراد وہ مضبوط دلائل اور نشانات ہیں جو ہر ایک مرد کو

دیئے جاتے ہیں جس سے وہ مخالفین پر اتمام حجت کر کے انہیں خاموش کر دیتے ہیں۔ پس مراد یہ ہے کہ مہدی کے انفاس قدسیہ و آسمانی دلائل ہی وہ کام کریں گے جو کام تلوار کیا کرتی ہے۔ جن کو مہدی کے مرید اپنے ہاتھ میں لے کر کفر کے میدانوں میں اسلام کے لئے فتح حاصل کریں گے۔ اس حدیث نے مسیح کے ہاتھ میں حربہ والی حدیث کے مضمون پر بھی روشنی ڈال دی ہے۔ کہ وہ حربہ آسمانی ہوگا نہ کہ زمینی۔ جیسا گذر چکا۔ احمد مہدی علیہ السلام نے ایک کشف میں دیکھا کہ انہیں ایک تلوار دی گئی ہے جس سے وہ مخالفین پر دائیں اور بائیں وار کرتے ہیں۔ اور دشمن قتل ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی تعبیر یہی تھی کہ آپ کو ایسے دلائل و براہین کی تلوار دی جائے گی۔ جس سے اسلام کے لئے دلوں پر فتح حاصل ہوتی چلی جائے گی۔ سو یہ فتح مہدی کی جماعت کے ذریعے کفر کے میدانوں میں حاصل ہو رہی ہے اور کشف یا خواب میں تلوار ملنا یہی تعبیر رکھتا ہے۔

مہدی صاحب عفو و کرم اور امن و امان قائم کرنیوالے ہیں

اسی طرح نواب صدیق حسن خان نے "اقتراب الساعۃ فی آثار القیامۃ" میں ایسی روایات بھی نقل کی ہیں۔ جن سے خونی مہدی کے خیال کی تردید ہوتی ہے۔ چنانچہ مہدی کے مقامات بیان کرتے ہوئے وہ دوسرے مقام میں لکھتے ہیں کہ

"برتاؤ ان کا یہ ہوگا کہ عمل کریں گے سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر

نہ کسی سوتے کو جگاویں گے نہ کسی کا خون بہاویں گے"
(کتاب مذکور ص۹۵)

"مہدی کے حکم میں نہ کوئی ظلم ہوگا نہ کوئی عیب" (ایضاً ص۹۵)
"زمین صلح سے بھر جائے گی لڑائی گم ہو جائیگی" ص۱۵۱ ایضاً)
"زمانہ ان کا موصوف بہ برکت و امن ہوگا۔ وہ زمین کو عدل
سے بھر دیں گے" (ایضاً ص۹۳)

صاحب دُر الانوار لکھتے ہیں:-
"چناں بساط امن و امان در این جہان گسترده شود کہ ہیچ کس
بہ ہیچ کس خیال بد نکند" (کتاب مذکور ص۲۳)

یعنی اس طرح (مہدی کے وقت) امن و امان کی بساط بچھائی جائیگی
کہ کوئی بھی کسی دوسرے پر خیال بد نہ کرے گا۔

مہدی کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ ایک خونخوار انسان ہوگا اور
وہ آتے ہی تلوار ہاتھ میں لے کر قاتلانِ حسین سے انتقام لے گا۔
اور تمام مخالفین کو قتل کر دے گا۔ قطعاً ایک غیر معقول خیال ہے
خدا کے نبی اور مامور تو صاحب رحم اور صاحب عفو و کرم ہوتے ہیں
نہ خونخوار و غضبناک۔ دیکھو ابن ملجم جو حضرت علیؓ کا قاتل تھا کے
متعلق حضرت علیؓ نے شہادت سے قبل خاص طور پر یہ ہدایت کی تھی
کہ اسے قتل نہ کرنا بلکہ اس سے نرمی و عفو کا سلوک کرنا اور فرمایا "ہم
اہل بیت صاحب کرم و عفو ہیں" (دیکھو تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین ج۲ ص۲۲۲)

پس اگر حضرت علیؓ میں کرم و عفو کا یہ وصف موجود تھا۔ تو امام مہدی میں یہ وصف بطریق اَولیٰ پایا جانا چاہیئے کیونکہ وہ اُمتِ محمدیہ کے بہت بڑے عظیم الشان خلیفہ ہیں اور ان کا عفو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عفو کی طرح ہونا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن کفار سے فرمایا۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہ آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔ ایسا ہی مہدی علیہ السلام کی سیرت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز ہیں۔

کسی دین کا غلبہ صرف دلائل کی بنا پر ہوتا ہے نہ جبر اور تلوار کی بنا پر

واضح رہے کہ کسی دین کا غلبہ صرف اس کے دلائل پر موقوف ہے اگر کسی دین کے دلائل و براہین محکم اور روشن ہیں تو وہ آج نہیں تو کل ضرور دنیا پر غالب ہوگا۔ چنانچہ صاحب تفسیر جامع البیان نے آیت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے تحت لکھا ہے۔

مَعْنَاهُ لِيُعْلِيَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ بِالْحُجَّةِ۔ (جامع البیان جز تفسیر سورۃ توبہ)

یعنی آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ دین کو تمام دینوں پر حجت سے غالب اور بلند کرے۔ واضح رہے کہ یہ آیت مہدی سے متعلق تسلیم کی گئی ہے اس کے علاوہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ ہم نے تمام انبیاء کو بَيِّنَات (روشن دلائل) دے کر بھیجا۔ اس کی وجہ یہ بیان

وان لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (انفال ۴۲) یعنی ہم نے (انبیاء کو دلائل دے کر اس لئے بھیجا) کہ تا ہلاک ہو وہ جو دلیل سے ہلاک ہو اور زندہ ہو وہ جو دلیل سے زندہ ہو۔ چنانچہ صاحب بشارت الظہور لکھتے ہیں:۔

"کتاب اثر میں روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؓ منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا جس میں یہ فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَانَ فِیْ اَوَّلِیَّتِهٖ وَحْدَانِیًّا فِیْ اَزَلِیَّتِهٖ ...... احتجب بنوره وسما فی علوه واستتر عن خلقه وبعث الیهم شهیدا علیهم وابتعث فیهم النبیین مبشرین ومنذرین لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ" (بشارت الظہور علیہ ہم لحات ۴ و صفحہ ۲۲)

یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ازل سے ایسا ہے جو اپنے نور کے ساتھ محجوب ہے اور اپنی بلندی میں اونچا ہے۔ اور مخلوق سے پوشیدہ ہے۔ اور اس نے ان کی طرف گواہ بھیجے اور ان میں نبیوں کو بشارت دینے اور ڈرانے کے لئے بھیجا۔ تاکہ ہلاک ہو وہ جو دلیل کی بناء پر ہلاک ہوا اور زندہ ہوا وہ جو دلیل سے زندہ ہوا۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کی قرآنی آیت کھول کر بتاتی ہے کہ دین

میں جبر ممنوع ہے۔ ایک اور مقام پر قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے فرمایا ہے:۔

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (یونس ۱۰) یعنی اے پیغمبر! کیا تو لوگوں پر جبر کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (شعراء ۱۶، کہف ۱۵) شاید آپ اپنے نفس کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ مومن کیوں نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا (نازعات ۲) یعنی تیرا کام تو یہ ہے کہ ان کو صرف انذار (آگاہ) کرنا ہے اور بس۔ پھر فرمایا۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ ۱) کہ اے پیغمبر! تو ان (کفار) پر داروغہ نہیں ہے۔ یعنی تیرا کام صرف تبلیغ کرنا ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

تفسیر جامع البیان میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ رسول کا کام نہیں کہ وہ کسی کو ایمان لانے پر مجبور کرے اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ انذار، تبلیغ اور دعوت الی الحق کرتا رہے۔" (تفسیر مذکور ۴۵۷)

اور پھر کئی دفعہ تاکید کرکے ہدایت کی۔ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ کہ رسول پر سوائے تبلیغ کے اور کوئی ذمہ داری نہیں (دیکھو مائدہ ۱۲ و نور ۷ و نحل ۱۱ و یٰس ۲ و تغابن و آل عمران ۲) انبیاء کے متعلق صاف فرمایا کہ ان کا کام صرف انذار و تبشیر ہوتا ہے چنانچہ سورۃ انعام ۵ میں فرمایا۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی ہم نے رسولوں کو صرف بشارت دینے اور آگاہ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس جو ایمان لائے اور اپنی اصلاح کرے تو ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اسی طرح سینکڑوں آیات ہیں جن سے اللہ تعالٰے نے واضح طور پر بتلایا ہے کہ پیغمبروں اور مامورین کے لئے کسی طرح بھی جبر جائز نہیں۔

دین میں جبر کرنا کفار کا طریق ہے بلکہ یہ بھی بیان کیا ہے کہ دین میں جبر کرنا کفار کا طریق ہے نہ مومنین کا۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کفار کے جواب میں جبکہ وہ آپ کو جبراً اپنے دین میں شامل کرنا چاہتے تھے فرمایا۔ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ (اعراف ع) یعنی اگر ہم دل سے نہ چاہتے ہوں تو کیا پھر بھی تم جبر سے ہمیں اپنے دین میں شامل کرو گے؟ اس سے ظاہر ہے کہ جبراً دین میں داخل کرنا کفار کا طریق ہے نہ مومنین و مامورین کا۔ اور یہ مسلم ہے کہ ۱۱۔ مہدی آکر قرآن پر لوگوں کو جمع کریں گے۔ پس یہ ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ان قرآنی تعلیمات کے خلاف لوگوں کو جبراً مسلمان کریں گے اور جو کلمہ طیبہ نہیں پڑھے گا اس کو قتل کریں گے۔ ایسا کرنے والا جھوٹا تو ہو سکتا ہے سچا کبھی نہیں ہو سکتا۔

بعض حدیثوں میں مسیح موعود کے متعلق یضع الجزیۃ کے الفاظ آئے ہیں اس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ مسیح موعود صرف اسلام کو قبول کرے گا۔ اور جزیہ قبول نہیں کرے گا۔ گویا وہ بزور شمشیر لوگوں کو مسلمان بنائے گا۔ حالانکہ اس حدیث میں یَضَعُ الحَرْبَ کے الفاظ بجائے یَضَعُ الجِزْیَۃ کے آئے ہیں جس سے یہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود لڑائی نہیں کرے گا۔ پس یَضَعُ الجِزْیَۃ کا مفہوم صرف یہ ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود صاحب حکومت نہیں ہوگا۔ کہ جزیہ لینے کی پوزیشن میں ہو۔ بلکہ وہ قوم کا روحانی لیڈر اور امام ہوگا پس وہ سنت انبیاء کے مطابق آکر تبلیغ کی دعوت دے گا۔ اور ہر عقلمند یہی تسلیم کرے گا کہ حضرت امام جابر ظالم اور خونی نہیں ہوگا۔ بلکہ حکماً عدلاً کی حدیث کے مطابق عادل منصف اور امن و امان پھیلانے والا ہوگا۔ اور یہی خیال قرآن و سنت اور سنت انبیاء کے مطابق ہے۔

امام مہدی کی حکومت روحانی ہوگی

اس زمانہ میں بعض دوسرے مصنفین نے بھی اس خیال کی تائید کی ہے۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی نے ایک رسالہ "شیخ سنوسی اور مہدی آخر الزمان" کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"اس رسالہ میں اخیر اس امر کی تشریح کی جائے گی کہ امام آخر الزمان دنیا کے امن و امان کو برباد کرنے نہیں آئیں گے

بلکہ ان کے وجود مبارک کا ظہور زمانہ کے تمام فتنہ و فساد اور جسمانی
و روحانی خرابیوں کو دور کر دے گا۔" (ایضاً ص۳)

پھر خواجہ صاحب موصوف ۱۹۱۱ء میں مصر میں اپنے جانے اور وہاں کے
لوگوں کے خیالات دربارہ امام موعود کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

امام آخر الزمان یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے (اہل مصر
کے) عقیدہ میں بہت جلد ہونے والا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت
امام مہدی دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنے والے ہیں دنیا
نے مادی حالت میں خوب روشنی پھیلائی ہے مگر روحانی اور
باطنی عالم میں اندھیرا چھایا ہوا ہے جو دن بدن بڑھتا جاتا
ہے حضرت امام اس ظلمت کو دور کرنے دنیا میں آتے ہیں لیکن
وہ بھی ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح ایک بشر ہیں ان
کے بھی سب کام آدمیوں کے مثل اسباب و ذرائع کے ماتحت
ہوں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ ایک پھونک مار کر سب تاریکیوں کو دور
کر دیں۔ ...... ہم پر شک شبہ کے بہتان باندھے جاتے
ہیں کہ ہم سفید رنگ قوموں کو زیر و زبر کرنے کی فکر میں لگے ہوئے
ہیں لیکن اگر سفید قوموں کو معلوم ہوتا کہ ہمارا مذہب ہم کو
فتنہ و فساد سے روکتا ہے اور خواہ مخواہ اپنے ہم جنس انسانوں
کی آزادی سے تاکید امنع کرتا ہے تو وہ کبھی ایسی بات زبان
سے نہ نکالتے۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ حضرت

مہدی موعود علیہ السلام کی اصلی شان نمایاں کرنے کے لئے
ظاہر ہوں اس وقت دنیا دیکھ لے گی کہ ہم سفاک وحشی
ناقابل جانور ہیں یا مہذب شائستہ آدمی" (رسالہ مذکور ایضاً)
"امام مہدی کے انصار" نامی رسالہ میں لکھتے ہیں :-
جناب رسالت مآب کے بعثت کی جانب سے اس غلط فہمی کی
اصلاح ضروری ہے جو یورپ کی قوموں میں پھیلی ہوئی ہے
وہ لوگ ہمارے نائب مہدی کے نام سے طرح طرح کے وہم
کرتے ہیں۔ ان کو اطمینان رکھنا چاہیئے ہمارا مہدی ان کی مملکت
میں ہاتھ نہیں ڈالے گا امن و امان کو برہم نہیں کرے گا۔
اس کا کام صرف یہ ہوگا کہ باطنی اور روحانی تسکین کے ذرائع
دنیا میں شائع کرے ...... اور لکھا جا چکا ہے کہ جس وقت
وہ دنیا میں آئے گا سب قومیں اس کے طریق روحانیت کو قبول
کرلیں گی۔ اور اس کی ہدایت پر عمل شروع کر دیں گی بس اسی کا نام مہدی
کی حکومت ہے کہ اسلامی روحانیت کل دنیا پر مسلط ہو جائے یہ
نہیں۔ کہ لوگوں کے تخت و تاج چھینے جس طرح جرمن و انگریز
روس و فرانس وغیرہ کی سلطنتیں اب قائم ہیں۔ مہدی کے وقت
بھی یہی برقرار رہیں گی۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ یہ سب ان اصول پر
اپنی زندگی شروع کر دیں گی جو مہدی مقرر کرے اس میں جھگڑا فساد اور خونریزی
مطلق نہ ہوگی لہٰذا سب لوگوں کو بے فکر رہنا چاہیئے اور خوشی خوشی سے

ہمارے نائب کے غیر مقدم کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے"

(رسالہ مذکور ص۵)

امام مہدی آلِ محمدؐ سے ہیں

اہلِ بیت کے نزدیک ہر متقی صالح آلِ محمدؐ ہے

بعض روایات میں چونکہ مہدیؑ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل سے قرار دیا گیا ہے مگر ایک دوسری روایت میں اس کی تشریح امتی کے لفظ سے کی گئی ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں یہ دونوں اس کتاب میں درج ہو چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بڑے آدمی کی آل سے مراد ہمیشہ اس کے متبعین ہوتے ہیں خواہ اس سے نسبی تعلق نہ بھی رکھتے ہوں پس مہدی کے متعلق آل کا لفظ اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبی رشتے کے لئے قطعی دلیل نہیں۔ شیعہ حضرات کی مشہور تفسیر مجمع البیان میں زیرِ آیت اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ لکھا ہے:۔

وَاِنَّمَا یُقَالُ اٰلُ فُلَانٍ لِلرَّئِیْسِ الْمُتَّبَعِ وَفِیْ مَکَّۃَ لِاَنَّہَا اُمُّ الْقُرٰی وَمِثْلُ فِرْعَوْنَ فِی الضَّلَالِ وَاِتِّبَاعِ قَوْمِہٖ لَہٗ۔ (تفسیر مجمع البیان ص۵۳)

یعنی کہا جاتا ہے "فلاں کی آل" ایک ایسے رئیس کے لیے جس کی پیروی کی جاتی ہو اور مکہ کی آل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام بستیوں کی ماں ہے اور "فرعون کی آل" بھی کہا گیا ہے کیونکہ لوگ گمراہی میں اسکے

تاجدار تھے اور اس کی قوم اس کی متبع تھی۔

پس بڑے آدمی کے متبع لوگوں کو اس کی آل کہا جاتا ہے خواہ وہ نیکی میں متبع ہوں خواہ گمراہی میں۔ ان معنوں کے لحاظ سے امت محمدیہ کے تمام متبعین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل قرار پاتے ہیں۔

رسول کا کامل متبع آپ کے صلبی بیٹے کی طرح ہے

چنانچہ ایک کتاب "سلسبیل" ہے جو میرزا ابوالحسن الاصفہانی کی تصنیف ہے اس میں "اثنا عشریہ" نامی ایک مشہور و مقبول کتاب سے نقل کیا ہے:۔

ال محمّد اھله واقاربه اما ان یکون صورۃ فقط او معنًی فقط او صورۃً و معنًی فمن صحت نسبته الی رسول اللہ صورۃ و معنًی ھو الخلیفة والامام القائم مقامه سواءً کان قبله کالانبیاء الماضین او بعدہ کالاولیاء الکاملین ——

فاعلم ان الآل عبارۃ عن الاقارب الذین یؤل الیھم امورہ مواریثه العلمیة المقامیة والحالیة ثم قال و لان رسول اللہ له صورۃ طینیة عنصریة و... له صورۃ دینیة شرعیة و نوریة روحیة و حقیقة معقولة معنویة فمن

اقام فمن اقام بصورة الدينية وصحت نسبته الی صورته النورية الروحيه وتحقق بحقيقة المعنوية ورثه علماً ومقاماً وحالاً وهوليته كالولد الصلبي حقيقة وهي هذه النسبة و القرابة تتفاوت المقامات والدرجات و فيها ترغيب اولياء وذالك اكمل واجمل وافضل " (کتاب مذکور ص۲۲۳ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ بمبئی)

یعنی آل محمدؐ جو آپؐ کے اہل اور اقارب ہیں یا تو صوری لحاظ سے ہوں گے یا معنوی لحاظ سے یا صوری اور معنوی دونوں لحاظ سے ہوں گے پس جس شخص کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صورت اور معنی دونوں لحاظ سے ہو پس وہی امام ہے۔ جو آپؐ کا قائم مقام اور خلیفہ ہے۔ خواہ وہ آپ سے پہلے گزر چکا ہو جیسا گذشتہ سارے انبیاء یا آپؐ کے بعد ہوں جیسے کامل اولیاء۔ پس جان لے کہ آل وہ اقارب ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے امور اور وراثت علمیہ اور عملیہ اور مقامیہ اور حالیہ میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ پھر صاحب اثنا عشریہؒ نے کہا۔ یہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک صورت جسمی عنصری ہے اور ایک صورت دینیؐ اور ایک صورت نوریؐ یا روحانی و معنوی ہے پس جس نے آپ کی صورت دینی کو

قائم کیا اور اس کی نسبت آپ کی صورت ذریہ و روحیہ کی طرف صحیح ہو۔ اور اس میں آپ کی حقیقت معنویہ متحقق ہو تو وہ آپ کے علم۔ مقام اور حال کا وارث ہوگا۔ اور وہ حقیقت میں آپ کے صلبی بیٹے (حقیقی بیٹے) کی مانند ہوگا۔ اور اس نسبت و قرابت کے لحاظ سے مقامات اور درجات متفاوت ہیں اور اسی نسبت کی اولیاء کرام رغبت رکھتے ہیں۔ اور یہ نسبت سب سے بہتر اور کامل اور سب سے افضل ہے"

ارشاد نبوی اور لغوی لحاظ سے ہر متقی آلِ محمد ہے

مشہور لغت کی کتاب تاج العروس میں ایک حدیث درج ہے جو یوں ہے:

قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ قَالَ كُلُّ تَقِيٍّ۔ (تاج العروس ج باب اللام ص ۲۱۷)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آلِ محمد کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہر متقی آلِ محمد ہے۔ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت شیعوں کی معتبر کتاب تفسیر صافی میں امام جعفر صادق سے بروایت عیاشی منقول ہے:

عَنِ الصَّادِقِ مَنِ اتَّقَى اللهَ مِنْكُمْ وَاَصْلَحَ فَهُوَ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ" (تفسیر صافی پارہ ۱۳ زیر آیت رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا)

یعنی امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جس نے تم میں سے اللہ کا
تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کی تو وہ ہم میں سے اہل بیت ہے۔
سنی وشیعہ کتب میں یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ کہ سلمان ہمارا
اہل بیت ہے۔ (دیکھو تفسیر مجمع البیان زیر آیت انہ لیس من اھلک)
اس کی شرح میں صاحب مجمع البیان لکھتے ہیں۔ وَاِنَّمَا اَرَادَ
عَلٰی دِیْنِنَا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے یہ
تھی کہ سلمان ہمارے دین پر ہے۔ پس ہر وہ شخص جو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے دین پر ہو اور آپ کا پورا متبع ہو۔ وہ احادیث نبویہ
اور روایات ائمہ اہل بیت کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی آل ہے۔

فتوحات مکیہ جلد ۱ صفحہ ۵۹۹ پر حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں
وَاعْلَمْ اَنَّ آلَ الرَّجُلِ فِیْ لُغَةِ الْعَرَبِ ھُمْ
خَاصَّةُ الْاَقْرَبُوْنَ اِلَیْهِ وَخَاصَّةُ الْاَنْبِیَاءِ
وَآلُھُمْ ھُمُ الصَّالِحُوْنَ الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ۔

یعنی جاننا چاہیئے کہ آدمی کی آل لغت عرب میں وہ خاص لوگ
ہیں جو اس سے زیادہ قریبی ہوں اور انبیاء کے خاص لوگ اور ان
کی آل مومنوں میں سے صالحین علماء باللہ ہیں [1]

---

[1] یہ جو روایات میں ہے کہ مہدی آل محمدؐ کی مدد کرینگے۔ اس سے مراد در اصل یہ ہے کہ

امام مہدی خونی رشتہ کے لحاظ سے بھی بنی فاطمہ ہیں

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نہ صرف روحانی لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل میں داخل ہیں۔ بلکہ وہ آپ سے خونی رشتہ بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔ پس حضرت مرزا غلام احمد صاحب مہدی موعود علیہ السلام دونوں لحاظ سے آلِ محمدؐ میں شامل ہیں۔ خدا نے آپ کے وجود میں عجیب امتزاج رکھا ہے۔ اور دونوں قسم کی حدیثیں آپ پر صادق آرہی ہیں۔ جن میں مہدی کو آل محمدؐ میں سے بھی قرار دیا گیا ہے۔ اور اہل فارس میں سے بھی۔

حضرت مرزا غلام احمد مہدی موعود علیہ السلام اس بارہ میں خود تحریر فرماتے ہیں:۔

سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسل سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گھر گئیں۔ (نزول المسیح حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۴۸)

تحفہ گولڑویہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی

اور ہیں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنیوالے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا ایک حصہ بدن کا اسرائیلی اور ایک حصہ محمدی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ جیسا آنیوالے مسیح کے منصبی کاموں میں بیرونی اور اندرونی اصلاح کی ترکیب ہے یعنی یہ کہ وہ کچھ مسیحی رنگ میں ہے۔ اور کچھ محمدی رنگ میں کام کرے گا۔ ایسا ہی اس کی سرشت میں بھی ترکیب ہے" (تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۱۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ

جس کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں:۔

"الہام الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر و النسب سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ صہر اور نسب اس الہام میں ایک ہی جعل کے نیچے رکھے گئے ہیں۔ اور ان دونوں کو قریباً ایک ہی درجہ کا امر قابل حمد ٹھیرایا گیا ہے۔ اور یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ جس طرح صہر یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے اسی طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے اور صہر کو نسب پر مقدم رکھنا اسی فرق دکھلانے

کے لئے ہے کہ صہر میں خالص فاطمیت ہے اور نسب میں اس
کی آمیزش " (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳)
اسی طرح الہام الٰہی میں آپ کو اہل فارس میں سے بھی قرار دیا گیا ہے
چنانچہ آپ کا الہام ہے :-
خُذُوا التَّوحِيدَ التَّوحِيدَ يَا أَبْنَاءَ الفَارِسِ -
یعنی توحید کو پکڑو - توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو! اور پھر
دوسری جگہ یہ الہام ہے -
إِنَّ الَّذِينَ صَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ
رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ - شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهُ -
یعنی جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے - ایک شخص فارسی اصل نے
ان کا رد لکھا خدا نے اس کی کوشش کا شکریہ کیا -
ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے :-
لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ
مِنْ فَارِسَ -
یعنی اگر ایمان ثریا پر اٹھایا جاتا اور زمین سراسر بے ایمانی سے
بھر جاتی تب بھی یہ آدمی جو فارسی الاصل ہے اس کو آسمان پر سے
لے آتا اور بنی فاطمہ ہونے پر یہ الہام ہے :-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الصِّهْرَ وَالنَّسَبَ
اُشْكُرْ نِعْمَتِي رَأَيْتَ خَدِيجَتِي - یعنی تمام حمد اور

تعریف اس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات
اور فخر علوِ نسب جو دونوں مماثل اور مشابہ ہیں عطا فرمایا
یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی اور
نیز بنی فاطمہ امہات میں سے پیدا کر کے تمہارے نسب کو
عزت بخشی اور میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ
کو پایا۔ یعنی بنی اسحاق کی وجہ سے ایک تو آبائی عزت تھی
اور دوسری بنی فاطمہ ہونے کی عزت اس کے ساتھ ملحق ہوئی
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰)

"میری خدیجہ کو پایا" پر حاشیہ میں لکھتے ہیں :-

یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اس میں بطور پیشگوئی
اشارۃً یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ تمہاری شادی جو سادات میں
مقدر ہے ضروری طور پر ہونے والی ہے۔ اور خدیجہ رضی اللہ
عنہا کی اولاد کو خدیجہ کے نام سے یاد کیا۔ یہ اس بات کی طرف
اشارہ ہے کہ وہ ایک بڑے خاندان کی ماں ہو جائے گی اس جگہ
عجیب لطیفہ ہے کہ خدا نے ابتدائی سلسلہ سادات میں سادات
کی ماں ایک فارسی عورت مقرر کی جس کا نام شہر بانو تھا اور
دوسری مرتبہ ایک فارسی خاندان کی بنیاد ڈالنے کے لئے
ایک سیدہ عورت مقرر کی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے گویا
فارسیوں کے ساتھ یہ عوض معاوضہ کیا کہ ایک بیوی فارسی الاصل

سیدہ کے گھر میں آئی۔ اور پھر آخری زمانہ میں ایک بیوی سیدہ فارسی مرد کے ساتھ بیاہی گئی۔ اور عجیب تر یہ کہ دونوں نام بھی باہم ملتے ہیں اور جس طرح سادات کا خاندان پھیلانے کے لئے وعدہ الٰہی تھا اس جگہ بھی براہین احمدیہ کے الہام میں اس خاندان کے پھیلانے کا وعدہ ہے اور وہ یہ ہے سبحان الله تبارك وتعالیٰ زاد مجدك ینقطع اٰباؤك ویبدء منك (یعنی اللہ تعالیٰ بابرکت اور بلند و پاک ہے اس نے تیری بزرگی کو بڑھایا ہے۔ تیرے آباء کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور تجھ سے شروع ہوگا) فالحمد لله علیٰ ذالك۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۰)

عیسیٰ کے بعد محمدؐ اور احمدؑ کے ظہور کی پیشگوئی

نصاریٰ نجران کے عیسائیوں کی بحث صاحب بحار الانوار نے باب المباہلہ کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے جس میں آیت مباہلہ کی تفسیر میں علامہ طبرسی کی روایت ابن عباس قتادہ اور حسن سے نقل کی ہے جو بڑے سائز کے ۲۰ صفحات پھیلی ہوئی ہے۔ اس لمبی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس دعوت مباہلہ کی تفصیلات درج ہیں جو آپ نے نصاریٰ نجران کو

دی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مباہلہ والے خط کے جواب میں نجران کے نصاریٰ کے پادری اور علماء ایک بڑی کلیسا میں جمع ہوئے اور وہاں مباہلہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور صداقت کے متعلق کئی روز تک سوال و جواب اور بحث ہوئی۔ اس سوال وجواب اور بحث کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے صاحب بحار الانوار نے بعض دلچسپ باتوں کا انکشاف کیا ہے جن پر علماء نصاریٰ کے دو گروہوں میں کئی مجلسوں میں مباحثہ ہوا۔ بحث یہ تھی کہ آیا محمدؐ ہی وہ نبی ہے جس کی ہماری کتب میں پیشگوئیاں ہیں یا وہ اس کے بعد آنے والا ہے۔ جس کا نام احمدؐ ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے دی ہے کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ قیامت تک عیسےٰؑ کے بعد دو نبی ہوں گے ایک محمدؐ اور دوسرا احمدؐ۔ دوسرا فریق کہتا تھا کہ یہ ایک ہی پیغمبر کے دو نام ہیں چنانچہ تیسری مجلس مباحثہ کی تفصیلات میں مصنف بحار الانوار لکھتے ہیں کہ ایک فریق کے عالم نے جس کا نام عاقب تھا دوسرے فریق کے عالم جس کا نام حارثہ تھا کہا۔

قال العاقب فذلك زعمتة اخا قريش فكنت بما تأثر من هذا حق خالط قال وبما الم تعرف له بنبوته ورسالته الشواهد قال العاقب بلى لعمر الله ولكنهما نبيان رسولان

يلتقيان بين مسيح الله عزّ وجلّ وبين الساعة اشتق اسم احدهما من صاحبه محمّد واحمد بشر باولهما موسى وبثانيهما عيسى .... فذالك الوعد الذى صلى به الله عزّ وجلّ على احد كما صلى به على خليله ابراهيم فى كثير مما لا احمد صلى الله عليه من البراهين والتائيد الذى خبرت به كتب الله الاولى قال حارثة فمن الامر المستقر عندك ابا واثلة فى هذين الاسمين انهما لشخصين لنبيين مرسلين فى عصرين مختلفين قال العاقب اجل قال فهل يتخالجك فى ذالك ريب او يعرض لك فيه ظن قال العاقب كلّا والمعبود ان هذا الاجلى من يوح واشار الى جرم الشمس المستديرة

(بحار الانوار ج ۶ ص ۲۹۸ باب المباہلہ)

یعنی عاقب نے کہا تو اے محمدؐ کو، قریش کا پیغمبر سمجھتا ہے پس تو نے اس سے جو تاثر لیا حق ہے جو کہ غلطی سے ملا ہوا ہے یعنی وہ صرف قریش کے نبی نہیں بلکہ ساری دنیا کے نبی ہیں، اس نے کہا کیوں؟ کیا تو اس کو (محمدؐ کی) نبوت و رسالت کی ان شہادتوں کو نہیں مانتا۔

عاقب نے کہا کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم! لیکن وہ دونوں (محمد
اور احمد) دو نبی اور دو رسول ہیں جو اللہ کے مسیح اور قیامت
کے درمیان ایک دوسرے کے بعد ہوں گے۔ ان میں سے ایک
کا نام اپنے صاحب کے نام سے نکلا ہوا ہے محمد اور احمد[۱]
ان میں سے پہلے نبی کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی
تھی اور دوسرے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ....
پس یہ وہ وعدہ ہے جس کے ذریعے اللہ عزّ وجل نے احمد پر درود
بھیجا جیسا کہ اس کے ساتھ اپنے خلیل حضرت ابراہیم پر درود
بھیجا تھا۔ اور اس درود سے مراد وہ برکات ہیں جو احمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے براہین اور تائید کی صورت میں ہیں جن کی
خبر خدا تعالےٰ کی پہلی کتابوں نے دی ہے۔ حارثہ نے کہا۔
پس یہ تیرے نزدیک اے ابو واثلہ! پکی بات ہے کہ یہ دو نام
(محمد اور احمد) دو الگ شخصیتوں کے ہیں۔ جو دونوں نبی اور
رسول ہیں۔ اور دو مختلف زمانوں میں ہوں گے۔ عاقب نے کہا
ہاں! حارثہ نے کہا۔ کہ اس میں تجھے کچھ شک یا کوئی اور خیال تو
نہیں۔ عاقب نے کہا۔ ہرگز نہیں! قسم ہے مجھے اپنے معبود کی۔
یقین جان کہ یہ دن سے بھی زیادہ روشن ہے اور پھر اس نے سورج
کی طرف اشارہ کیا۔

---

[۱] احمد نام محمد سے نکلنے سے مراد یہ ہے کہ وہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔

بعثت جاری تھی تو سید نامی ایک شخص جو ایک مناظر آدمی تھا نے کہا:۔

فقال السیّد...... وها انا ذا اکد علیك
التذکرة بذالك من مصدرٍ ثالث فانشدك
الله ما انزل الی کلمتهٖ من کلماته هل تجد
فی الزاجرة المنقوله من لسان اهل سوریا
الی لسان العرب یعنی صحیفة شمعون بن حمون
الصفا التی توارثها عنه اهل نجران قال
المسیح انه یقبل بعد بعثٍ طویل من کلام
فاذا طبقت وقطعت الارحام وعفت الاعلام
بعث الله عزّ وجلّ عبده الفارقلیطا بالرحمة
والمعدلة قالوا وما الفارقلیطا یا مسیح الله
قال احمد النبی الخاتم الوارث ذالك الذی
یصلی علیه حیًّا ویصلی علیه بعد ما یقبضه
الیه بابنه الطاهر الخاتم ینشره الله فی
اٰخر الزمان بعد ما انفصمت عری الدین
وخبت مصابیح الناموس وافلت نجومه فلا
یلبث ذالك العبد الصالح الا امدًا حتی یعود
الدین به کما بدء ویقرّ الله عزّ وجلّ سلطانه

فی عهده ثمرق الصالحین من عقبه ویشر
منه حتی یبلغ ملکه منقطع التراب قال
حارثة قد انشدتما بهذه اما ثرة لاحمد
وکررتما بها القوم وهی کما نشدتما
حتی لا وحشة مع الحق ولا انس فی غیره فمه
قال السید فان من الحق ان لاحظ فی هذه
الاکرومة الا یتر قال حارثة انه لیکن لك
البین لمحمد ولد قال السید انك ما
علمت الا لدا الم یخبرنا سفرنا و محدثنا
مجتثنا من خبره ان ولدیه بذکرین القرشیة
والقبطیة بادا یعنی هلکا۔ (بحار الانوار، ج ۲۱ ص ۳۳۵)
یعنی سید نے کہا میں ایک تیسرے ماخذ (کتاب) سے اس بات کی
تائید کرتا ہوں۔ کیا زاجرہ میں جو اہل سیریا (شام) کی زبان
سے عربی زبان میں منتقل ہوئی ہے یعنی صحیفہ شمعون بن حمون الصفا
جس کے وارث شمعون سے اہل نجران ہوئے۔ سید نے کہا کہ کیا
اس میں ایک طویل کلام کے سلسلے میں نہیں کہا ہے کہ جب شریعتیں اور ادیان
منقطع ہو جائیں گی اور بستے لوگ بگڑ جائیں گے تو اللہ تعالے اپنے بندے
فارقلیطا کو اپنی رحمت اور عدل کے ساتھ بھیج دیگا۔ عرض کی گئی
کہ فارقلیطا کون ہے؟ اس خدا کے مسیح نے فرمایا۔ احمد نبی خاتم

اور وارث ، وہی ہے جس پر اللہ اس کی زندگی میں بھی برکت اور رحمت بھیج دے گا* جو آخر زمانہ میں ہوگا ۔ اس بات کے بعد کہ دین کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہوں گی ۔ اور تارے (علماء) ڈوب گئے ہوں گے پس وہ اس وقت تک رہے گا کہ دین پھر اسی حالت میں مڑ آئے گا ۔ جس حالت میں وہ شروع ہوا تھا اور اس کی خلافت کو اللہ تعالےٰ اس کے عہد میں مضبوط کرے گا اور اس کے بعد اس کی اولاد میں اسے رکھیگا ۔ یہاں تک کہ اسے تمام خشکی پر پھیلا دے گا ۔ حارثہ نے کہا ۔ احمدؐ کے متعلق تم نے عبارات پڑھیں اور جیسا تم نے پڑھا حق ہے ۔ سید نے کہا کہ حق تو ہے مگر یہ اعزاز اس ابتر کے لئے (محمدؐ کے لئے) نہیں حارثہ نے کہا ۔ ہاں ! کیا محمدؐ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ؟ سید نے کہا ۔ کیا تمہیں اپنے آدمیوں کے ذریعے یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ اس کے دو نرینہ لڑکے مر چکے ہیں ؟

بحث جاری رکھتے ہوئے حارثہ نے کہا ۔

قال حارثة بما شهدتما له بالنبوة والامر فالاحبث جاءتنا فيه البينة من بشائر الاناجيل والكتب المثالية فقال مذ وجب هذا المحمد عليكما في طويل الكلام و قصيرة وبدئه وعوده فمن اين زعمتما

انه ليس بالوارث المباشر ولا المرسل الى كافة
البشر فالا لقد علمت وعلمنا فما نمترى بان
حجة الله عز وجل لن ينتهى امرها وانها
كلمة الله جارية فى الاعقاب ما اعتقب
الليل والنهار وما بقى من الناس الا شخصان
وقد علمنا من قبل ان محمدا ربها وانه
القايم بزمامها فلما اختصه الله عز وجل
بمهلك الذكورة من ولده علمنا انه
ليس به لان محمدا ابتر وحجة الله عز وجل
الباقيه ونبيه الخاتم بشهادة كتب الله
عز وجل المنزلة ليس بابتر فاذا هو نبى
يأتى ويخلد بعد محمد اشتق اسمه من
اسم محمد وهو احمد الذى نبا المسيح
باسمه وبنبوته ورسالته الخاتمة وبملكة
بنيه القادرة الجامعة للناس جميعا على تامور
الله عز وجل الاعظم ليس بظهورة دينه
ولكنه من ذريته وعقبه يملك قرى الارض
وما بينها من لوب وسهل وصخر وبر ملكا
مورثا موطئا وهذا نبا احاطت سفرة الانجيل

به علمًا وقد اوسعناك بهذه القيل سمعًا
وعدناك به انفة بعد سالفته فما ازالك
الى تنكرا قال حارثة قد اعلم انا وايا كما
فى رجم من القول فهذا ثلث وما ذالك الا ليذكر
الناس ويرجع فارط وتطمئن لنا الكلم وذكرتما
نبيين يبعثان يعتقبان بين مسيح الله و
عزوجل والساعة قلتما وكلاهما من بنى اسمعيل
اولهما محمد بيثرب وثانيهما احمد العاقب
واما محمد اخو قريش هذا القاطن بيثرب
فانا به حق مؤمن اجل وهو المعبود احمد
الذى بنأت به كتب الله عزوجل ودلت
عليه اياته وحجة الله عزوجل ورسوله
الخاتم الوارث حقا ولا نبوة ولا رسول الله
عزوجل ولا حجة بين ابن البتول والساعة
غيره بلى ومن كان منه - (بحار الانوار ج ۹ ص ۳۲۸)
حارثہ نے کہا کہ کس وجہ سے تم نے اس کی (محمد کی) نبوت کی شہادت
دی - ان دونوں نے جواب دیا - اس لئے کہ ہمارے پاس اس کے لئے
انجیل اور گذشتہ کتابوں کی شہادتیں پہنچ گئیں - تو اس نے کہا کہ
جب محمد کے لئے نبوت کو تم نے واجب کر لیا - پس یہ کہاں سے تم نے

جان لیا کہ وہ وارث اور حاشر تمام دنیا کے لئے رسول نہیں۔ ان
دونوں نے جواب دیا کہ تو نے بھی اور ہم نے بھی جان لیا۔ پس ہم اس
بات پر جھگڑا نہیں کرتے۔ کہ حجۃ اللہ منتہی نہیں ہو سکتا۔ اور وہ
خدا کا کلمہ ہے جو آخر تک جاری ہے جب تک دن اور رات جاری
ہیں۔ اور اب لوگوں میں سے صرف دو شخص باقی رہ گئے ہیں اور ہم
پہلے یہ سمجھتے تھے۔ کہ محمدؐ ہی وہ شخص ہے جو قائم ہے پس جب اسے
خدا نے ابتر بنایا ہے یعنی اس کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تو ہم نے
جان لیا کہ یہ وہ نہیں ہے اس واسطے کہ محمدؐ ابتر ہے اور اللہ کی
حجت اور اس کا خاتم نبی اللہ کی نازل شدہ کتابوں کی شہادتوں
کے مطابق ابتر نہیں ہے پس وہ نبی آنے والا ہے اور محمد کے
بعد رہنے والا ہے اس کا نام محمدؐ سے مشتق ہے اور وہ احمدؐ ہے
جس کے نام کی رسالت اور نبوت خاتم کی خبر مسیح علیہ السلام نے
دی ہے۔ اور اس کے ایک بیٹے کے لیے قادرانہ ملک کی جو لوگوں کو قدس
کی طرف جمع کرنے والا ہوگا۔ وہ اس کا دینی بیٹا ہی نہیں بلکہ اس کی
ذریت اور نسل ہوگا اور زمین کی بستیوں اور جو کچھ ان بستیوں کے درمیان خشکی
و تری وغیرہ ہے کا مالک اور وارث ہوگا۔ اور یہ وہ خبر ہے جو انجیل
کے صحیفوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہم نے یہ خوب کھول کر بیان کر دی
ہے اور ابھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ پس اس کے تکرار کی ضرورت
نہیں۔ حارث نے کہا میں نے جان لیا۔ اور میں ان سے میں بھی یہی

دہرا رہا ہوں تاکہ لوگ یاد رکھیں۔ اور قارط واپس آئے اور ہم
سلمنوں میں اور تم نے دو نبیوں کا ذکر کیا ہے جو خدا کے مسیح اور قیامت کے
درمیان بعد میں ایک دوسرے کے پیچھے ہیں۔ تم نے یہ بھی کہا ہے
کہ وہ دونوں بنی اسمٰعیل ہیں۔ پہلا ان میں سے محمدؐ ہے جو یثرب
میں ہے۔ اور دوسرا احمدؐ ہے جو اس کے بعد آنے والا ہے۔ اور
لیکن محمد جو قریش کا بھائی ہے۔ میں اسے مانتا ہوں اور قسم ہے
معبود کی وہ احمدؐ ہے جس کی خبر اللہ کی کتابوں نے دی ہے اور اس
کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں اور وہ اللہ کی حجت ہے اور اس کا
سچا خاتم اور وارث رسول ہے اور مریم کے بیٹے اور قیامت کے درمیان
اس کے سوا کوئی دوسرا رسول اور حجت نہیں۔ ہاں سوائے اس کے
جو ان میں سے ہو۔

ان روایات کا خلاصہ شیعہ کی ایک اور کتاب تہذیب المتین
فی تاریخ امیر المومنین ج ۱ ص ۱۸۶-۱۸۷ پر بھی درج ہے۔ صاحب
تہذیب المتین نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کی تفصیل ناسخ التواریخ میں
بھی نقل کی گئی ہے۔

نصاریٰ نجران کی بحث کا خلاصہ

ان روایات سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
نجران کے عیسائی اپنی قدیم روایات اور پیشگوئیوں کی بناء پر حضرت

عیسے علیہ السلام کے بعد قیامت تک دو نبیوں کی آمد کے منتظر تھے جن
میں سے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام جو ان کے بعد آنے والا تھا
احمد بتاتے تھے اور اس احمد نام کو محمد نام سے مشتق بھی سمجھتے تھے
گویا احمد کو محمد کا بروز خیال کرتے تھے۔ نیز یہ بھی سمجھتے تھے کہ محمد
کے متعلق پیشگوئی حضرت موسے علیہ السلام نے کی تھی اور احمد کے
متعلق پیشگوئی عیسے علیہ السلام نے کی تھی۔ علماء نجران میں سے بعض کا
یہی خیال تھا کہ موسے اور عیسے علیہم السلام نے درحقیقت ایک ہی
نبی کے آنے کی پیشگوئی کی ہے جس کا نام احمد اور محمد ہوگا پس
اس واقعہ سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ نجران کے عیسائیوں کے پاس
شمعون کی جو انجیل موجود تھی اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے
فارقلیط کے نام سے اپنے بعد ظاہر ہونے والے نبی کے متعلق جو پیشگوئی
کی تھی آپ نے اس کا نام احمد بتایا تھا۔ اور یہ قرآن مجید کے بیان
کے بھی مطابق ہے کیونکہ سورۃ صف میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی یہ
پیشگوئی درج ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ پس یہ قرین قیاس ہے کہ موسے علیہ السلام نے
اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی فرمائی جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور
عیسے علیہ السلام نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی فرمائی جس کے
مصداق احمد کے نام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت
کی صورت میں امام مہدی بھی ہیں کیونکہ اگر اصل احمد نہ ہو تو اس کا بروز

احمد نہیں ہو سکتا۔

گو یہ آخری بات یعنی احمد نام موجودہ اناجیل میں موجود نہیں اگرچہ فارقلیط کے نام سے پیشگوئی مروجہ اناجیل میں بھی موجود ہے جسے آجکل کے عیسائی مسیح علیہ السلام کے بعد شاگردوں پر روح القدس کے نزول سے تعبیر کرتے ہیں تاکہ پیغمبر اسلام کے متعلق اس پیشگوئی کو مشتبہ کیا جائے لیکن نجران کے عیسائیوں کی بحث سے صاف ثابت ہے کہ وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے شاگردوں پر روح القدس کے نزول کو فارقلیط کی آمد کا مصداق نہیں سمجھتے تھے بلکہ حضرت مسیح کے قول کے مطابق اپنے اس کی انجیل کی رُو سے احمد نام نبی کو اس کا مصداق سمجھتے تھے۔ پیشگوئیوں میں جو نام بیان کئے جاتے ہیں وہ عموماً صفاتی نام ہوتے ہیں اور احمد لاریب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام ہے جو حضرت مسیح کی زبان سے مذکور ہوا لیکن احادیث کی رُو سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ امام مہدی کا نام بھی رسول کریمؐ کا بروز ہونے کی وجہ سے احمد رکھا گیا ہے۔

پس عیسائیوں کے دونوں فریقوں کے خیالات اپنی اپنی جگہ درست معلوم ہوتے ہیں اور ان میں صرف تعبیری اور تفسیری اختلاف ہے ورنہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہماری حدیثیں بھی مہدی معہود کے ظہور کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ظہور قرار دیتی ہیں اس لحاظ سے حضرت عیسے علیہ السلام کے بعد ایک ہی نبی کا

ظاہر ہونا بھی درست ہے اور امام مہدی کے ان کے فیض سے مستفیض ہو کر مقام نبوت کو پانا دو نبیوں کی پیشگوئی کو بھی درست ثابت کرتا ہے۔ لیکن چونکہ امام مہدی کی نبوت دراصل بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ہی ایک جدید پیرایہ میں تجلی ہے اس لئے امام مہدی اس لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ نبی بھی نہیں کیونکہ امام مہدی کے نبی ہونے سے انجام کار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت دراصل محمد الرسول اللہؐ کے پاس ہی رہی۔ کیونکہ امام مہدی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر نبی نہیں ہیں اس لئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل ظل ہیں اور ظل اور اصل میں دوئی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کی حقیقت کا مصداق ہوتا ہے۔ اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر نبی نہیں بلکہ آپ کے آئینہ ظلیت میں محمدی انوار نبوت جلوہ گر ہیں۔ اور وہ ظلی طور پر نبوت کے حامل ہیں نہ براہ راست۔

آخر زمانہ میں احمد دجال سے لڑائی کریگا اور اُسے بالآخر ہلاک کر دے گا	علامہ شیخ علی اصغر البروجردی نے ایک کتاب "نور الانوار"

در آثار ظہور و رجعت ائمہ اطہار علیہم السلام کے نام سے لکھی ہے
اس میں انہوں نے کیفیت خروج دجال و زمان بروز آں بنگال
دجال کے خروج کی کیفیت اور ان بنگالوں کا زمانہ ظہور) کے
عنوان سے قائم کیا ہے۔ اس میں وہ اول ابو امامہ کی روایت سے
لکھتے ہیں کہ جو سورۂ حمد (فاتحہ) پڑھے گا دجال کی آگ اور اس
کے جادو سے محفوظ رہے گا" پھر لکھا ہے کہ عیسیٰ قلعہ سے نکل کر
دجال کو حوالی مشرق میں جا پکڑے گا۔ اور دجال کا ملا لعہ اور
لشکر قلعوں میں پناہ گزین ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
ہاتھ میں ایک اور حربہ ہوگا جس سے وہ دجالی لشکر کو شکست
دے گا۔ اور پھر لکھا ہے کہ حضرت قائم زماں (محمد بن حسن عسکری
امام غائب) احمد نامی کو دجال کے مقابلہ کے لیے بھیجے گا۔
اور احمد دجال سے مقابلہ کر کے اسے شکست دے گا۔ چنانچہ
مصنف لکھتے ہیں:۔

"ونیز منقول است کہ حضرت صاحب الزمان احمد بن
عبد اللہ نامی را بجنگ آں ملعون بفرستد و چوں دجال
جمال او را بہ بیند بلشکریان خود بگوید ہنجا اید احمد
سر لشکر را بکشم و یا او را از نہ کنم ہمہ گویند آری۔ پس
آں ملعون سحرے نماید کہ احمد بیفتد و بیہوش گردد
کہ گویا مردہ است و چوں زمانی بگذرد بحال بیاید و برخیزد

وآں ملعون با احمد سہ دفعہ ایں شعبادہ و سحر را نماید
پس احمد بقوت ایمان و توجہ حضرت صاحب الزمان
با او جنگ نماید و جمعی کثیر از لشکر ضلالت اثر آں ملعون
را بکشد تا آنکہ او عاجز شود و از دست احمد بسمت
مکہ بگریزد احمد او را تعاقب میکند کہ ناگاہ با احمد ملکے
برسد و بگوید خود را زود تر از و بمکہ برساں کہ ظفر و نصر
با تو خواہد بود پس احمد متوجہ مکہ شود و ملک شکل
زمین رنگ زمین را بکشد کہ احمد زود تر از دجال بمکہ برسد
پس برگردد و سر راہ او را بگیرد و با آں ملعون نبرد جنگ
نماید تا آنکہ او عاجز شدہ بطرف بیت المقدس بگریزد
پس احمد با لشکر ظفر اثر خود او را تعاقب نمودہ با او برسد
و با او جنگ نماید ...... بعد یکہ اثر از دجال و
دجالیاں نماند" (نور الانوار ص ۱۳۲-۱۳۳ مطبوعہ ۱۳۲۷ھ ایران)
یعنی یہ بھی منقول ہے کہ حضرت صاحب الزمان (محمد بن عسکری امام
غائب) احمد بن عبداللہ نامی کو اس ملعون (دجال) سے جنگ
کے لئے بھیج دے گا۔ اور جب دجال مکار اسے دیکھے گا۔ اپنے
لشکریوں سے کہے گا۔ کہ کیا تم چاہتے ہو کہ احمد جو لشکر کا سردار
ہے اسے میں قتل کردوں اور پھر اسے زندہ کروں؟ سب کہیں گے
ہاں! پس وہ ملعون جادو کرے گا کہ احمد گر پڑے گا اور بیہوش

ہوگا۔ گویا کہ وہ مُردہ ہے جب کچھ زمانہ گذر جائے گا وہ اپنے حال پر آ جائے گا۔ اور اٹھے گا۔ اور وہ ملعون احمد کے ساتھ تین دفعہ مکاری کرے گا۔ پھر اپنی ایمانی قوت اور صاحب زمان کی توجہ سے اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ اور اس ملعون کے گمراہ اثر لشکر سے بہت سی جماعت کو مار دے گا۔ یہاں تک کہ وہ عاجز ہوگا اور احمد کے ہاتھ سے مکہ کی طرف بھاگ جائے گا۔ احمد اس کا تعاقب کرے گا۔ اچانک احمد کے پاس ایک فرشتہ پہنچ کر کہے گا۔ کہ جلد اس سے پہلے مکہ پہنچ! کہ فتح تیری ہے۔ پس احمد مکہ کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور خدا کے تصرف سے جلد احمد مکہ میں دجال کو پکڑے گا اور راستہ میں اس سے بہادرانہ جنگ کریگا یہاں تک کہ وہ بیت المقدس کی طرف بھاگ جائے گا۔ پھر احمد اپنے لشکر فتح ظفر کے ساتھ اس کا تعاقب کرے گا۔ اور وہاں پہنچکر اس سے جنگ کرے گا۔ ..... اس حد تک کہ دجال اور دجالیت کا اثر باقی نہیں رہے گا۔"

اس روایت میں دجال اور احمد کی جس لڑائی کا ذکر ہے وہ روحانی لڑائی ہے نہ تلوار کی۔ کیونکہ احادیث میں ہے یَضَعُ الحَرْبَ کہ مہدی لڑائی نہیں کرے گا۔ نیز حدیث میں ہے۔ کہ دجال عیسٰے کو دیکھے گا تو ایسا ہی پگھلتا چلا جائے گا جیسا پانی میں نمک پگھلتا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ عیسٰی دجال کی

لڑائی کے دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو وحی کرے گا کہ دجال سے لڑائی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں پس تو طور کی طرف نکل کر دعا کی طرف متوجہ ہو۔ (بحوالہ اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۳)

پھر آگے چل کر دجّال اور یاجوج ماجوج کے انجام کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ ایک روایت یوں ہے کہ نبی اللہ عیسےٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب خدا سے التجاء کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیگا۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

پھر اس روایت میں ہے کہ دجال کے جادو یعنی مخفی تدابیر سے احمد بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔ مگر پھر وہ قوت ایمان سے اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ دجال احمد کے قتل کی سازش کرے گا۔ مگر وہ ناکام ہوگا۔ احمد سے عاجز ہو کر دجال کا مکہ کی طرف بھاگنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اسلامی مرکز پر حملہ کرے گا کیونکہ مکہ اسلام کا مرکز ہے۔ اور پھر بیت المقدس کی طرف جانے سے مراد اس علاقہ میں اس کا پسپا ہو کر محصور ہو جانا ہے اور دجال کے تعاقب کی فرشتہ کی تحریک سے مراد یہ ہے کہ احمد کو خدائی نصرت حاصل ہوگی یہانتک کہ دجّال اور اس کے ساتھی مغلوب ہوں گے۔

محمد مہدی کا قائم مقام احمد مہدی | اس روایت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امام الزمان

(جس سے شیعہ مصنف کی مراد امام محمد بن حسن عسکری امام غائب ہیں)
احمد کو آخر زمانہ میں دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجے گا۔
جس کے معنی یہ ہیں کہ آخر زمانہ میں محمد بن حسن عسکری کا بروز اور
جانشین احمد ہوگا۔ کیونکہ محمد بن حسن عسکری فوت ہو چکے ہیں۔
اور جو فوت ہو چکا ہو وہ قرآن کی رو سے اس دنیا میں اصالتاً
نہیں آسکتا۔ ہاں اس کا بروز ظاہر ہو سکتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ
محمد مہدی کے مشن کو پورا کرنے کے لئے بروزی رنگ میں احمد
مہدی کو آخر زمانہ میں بھیج دے گا۔ اور وہی دجال سے لڑائی کریگا
اور اسے شکست دے گا۔ یہ یاد رہے کہ یہ لڑائی روحانی ہوگی۔
یعنی قرآنی دلائل و براہین اور الٰہی نشانوں کے ذریعے ہوگی۔ نہ
تلوار کی لڑائی۔ چنانچہ خود اسی مصنف نے آگے چل کر لکھا ہے۔
کہ یہ لڑائی روحانی ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ احمد جو دجال سے لڑائی
کرے گا۔ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اُسے
اللہ تعالےٰ اپنے حکم سے مبعوث کرے گا۔ اس سے یہ بھی واضح
ہوتا ہے کہ احمد مہدی ہی محمد مہدی کا بروز ہو کر اسلام کی نشاۃ
ثانیہ اور اس کے غلبہ کا موجب ہوگا۔

ؔلہ کیونکہ صاحب نور الانوار نے ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ امام مہدی
تمام انبیاء و اوصیاء و ائمہ کے جامع صفات ہونگے (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۲۱)

آخر زمانہ میں شیطانی لشکر کا خروج ہوگا اور احمدؐ آسمان سے اُتر کر اس سے جنگ کر کے اسے شکست دے گا	الشیخ علی اصغر البروجردی نے ایک اور کتاب ضیاء النور کے نام سے ۱۲۴۳ھ میں تالیف

فرمائی ہے جو منظوم فارسی میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں آخر زمانہ میں شیطانی لشکر کے خروج اور ان کے ہمہ گیر فساد کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ پھر احمدؐ آسمان سے اُتر کر ان سے جنگ کرے گا۔ جو روحانی جنگ ہوگی۔ اور اس کے ہاتھ میں نور کا حربہ ہوگا جس سے وہ شیطانی لشکر (دجال) کا مقابلہ کرے گا مصنف کی اس تشریح سے ظاہر ہے کہ احمدؐ کو آسمان سے بھیجا جائے گا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مبعوث ہوگا۔ اور دجال سے اس کی روحانی جنگ ہوگی۔ پھر بالآخر اس کے ہاتھ سے شیطانی لشکر شکست کھائے گا چنانچہ اس مضمون پر مشتمل عنوان قائم کر کے وہ نظم میں لکھتے ہیں :-

چوں زمانِ جست آں شیطانِ دوں — جمع جندِ خود کند از حد بروں
آنچہ در ارض است و اطراف ہوا — جمع در یکجا کند بہر ہوی
ہر بلیسی و ہر خناس را — از شیاطیں مجتمع ہم ناس را
در حقیقت جند جہلند و ظلم — کز ندی بیش جیش عقل علم
عقل محض و خیر صرف آنجا علی است — مالک ملک ولایت یا ولی است

آنچه خیر محض در سر و عیان ‌‌ هست جمع آرد ز اسرار نهفته
این دو جند از خیر و شر در عقل و جهل ‌‌ نور و ظلمت روح و تن از کل و سهل
هر یکی صف در برابر دگر ‌‌ رو به رو آرند از مکر و هنر
خیل شیطان جیش رحمان سربسر ‌‌ در هم آویزند از کبری و بر
از دخان ظلمتی بر نور خور ‌‌ شر افتد کس نداند ننگ و در
جنگ خیر محض و شر بی یکسره ‌‌ پر شود کوه و هامون و دره
جنگ رحمانی و جسمانی کشند ‌‌ عید قربان است و قربانی کنند
آن یکی قربان رحمن رحیم ‌‌ دیگری قربان شیطان رجیم
این دو قربانی و این قربان ببین ‌‌ تا فروزان آیت نور مبین
پس حجاب ظلمتی را کوه کوه ‌‌ پیش نور آویزد از روی شکوه
چون سحاب کاو نهان خورشید کرد ‌‌ نور پنهان می‌شود چون مهر برد
یا که چندی نور از ناپ سحم ‌‌ در قرائت آید چه مغلوب از نجوم
تا کیان نازل شود نور مبین ‌‌ شهسوار عرصهٔ حق الیقین

الحمد آن خورشید افلاک وجود
کز وی موجود شد هر ذی وجود

ز آسمان را این زمین آید چنان ‌‌ بر زمین آید فلک از آسمان
پس پلیسش خیره خیره بنگرد ‌‌ پای واپس زو بگرداند رود
هین بگوییدش جنود ای شاه ما ‌‌ که چرا تیره نمائی راه ما

ان اسرار نہاں کو جمع کرے گا۔ یہ دو لشکر جو خیر و شر اور عقل و جہل نور و ظلمت اور روح اور جسم کا لشکر ہے ایک اوپر کا ایک نیچے کا۔ ان میں سے ایک صف دوسرے صف کے مقابل پورے مکر اور شر کے ساتھ آئے گا۔ پس شیطان کا لشکر رحمان کے لشکر کے ساتھ خشکی و تری سے باہم جمع ہو کر مقابلہ کریں گے۔ ظلمت کا اتنا دھواں اٹھیگا کہ سورج کا نور چھپ جائے گا۔ اور پتھر اور موتی کا امتیاز نہیں رہے گا۔ یہ جنگ خیر محض اور شر محض میں ہوگی جو پہاڑوں، دریا اور ہاموں تک پہنچے گی۔ یہ جنگ روحانی اور جسمانی جنگ ہوگی۔ (یعنی شیطانی لشکر کی جنگ جسمانی اور رحمانی لشکر کی جنگ روحانی ہوگی) وہ قربانیوں کا زمانہ ہوگا۔ اور وہ قربانی کریں گے۔ ایک لشکر رحمان و رحیم کے لئے قربانی کرے گا اور دوسرا لشکر شیطان رجیم کے لئے قربانی دے گا۔ ان دونوں قربانیوں کو دیکھ لینا تاکہ نور مبین ظاہر ہو کر چمکے۔ پس ظلمت کا جواب پہاڑ پہاڑ میں رہ گیا) نور کے سامنے شان و شکوہ کے ساتھ ایسے بادل کی طرح کھڑا ہوگا جس نے سورج کو پوشیدہ کر دیا ہو۔ اور نور اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا کہ گویا سورج ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ نور کے لشکر کے پاؤں دہری آگ سے اس طرح گھر جائیں گے جیسا جنگل میں ہجوم میں آکر کوئی مغلوب ہو جاتا ہے۔ اس دوران میں ناگہاں نور مبین نازل ہوگا۔ جو حق الیقین کے میدان کا شہسوار ہوگا۔ وہ آسمانوں

کا سورج احمدؐ کا وجود ہے کہ جس سے ہر وجود والا وجود میں آیا۔ وہ آسمان سے اس زمین پر اس طور سے آئے گا جیسا کہ آسمان خود زمین پر آگیا۔ پس شیطانی لشکر کی تلبیس اور اس کا مکر سب دور ہو جائے گا۔ اور وہ اُلٹے[1] پاؤں منہ موڑ کر چلا جائے گا۔

اس کے اہل لشکر اسے حیرانی سے کہیں گے۔ اوہ! اے ہمارے بادشاہ کہ تو نے ہمارے رستہ کو کیوں تاریک کر دیا۔ ہم تو ابھی تک غالب ہیں اور وہ ہمارے مغلوب ہیں ہم ان کا نور چھیننے والے ہیں اور وہ ہمارے مسلوب ہیں۔ ہمارا کام تو پورا ہونے والا ہے۔ اور آپ بھاگ رہے ہیں۔ یہ کیسا برا کام ہے اے بد تمیز! ابلیس جواب میں کہے گا۔ ہاں! یہ ٹھیک ہے! مگر جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ تم اسے نہیں دیکھتے۔ یعنی میں وہ لشکر دیکھ رہا ہوں جو کسی کو نظر نہیں آتا۔ میں تو اب رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ تب وہ منہ موڑ لیگا۔ اور سخت عاجز اور غمگین ہوگا۔ اس کو (احمد کو) پیچھے سے خدا کی رحمت پہنچ جائے گی۔ وہ خدا کے نور کا حربہ لے کر شیطانی لشکر کو قتل کر دے گا۔ اس حربہ نور سے ایسی[2] آگ بھڑک اٹھے گی کہ سارے

[2] اسی مصنف نے صاف لکھا ہے "با او حربہ ہا باشد از نور" (نور الانوار صفحہ ۲۲۳) یعنی احمد کے ساتھ نور کا حربہ ہوگا گویا تلوار نہیں بلکہ نور کا حربہ اسکے ساتھ ہوگا۔ اور وہ روشن دلائل ہیں جو مہدی اسلام کی تائید میں پیش کریں گے۔

اشرار کو جلا دے گی۔ اور جہل اور آگ برسانے والے لشکر کو بھی جلا دے گی۔ اللہ کی رحمت اس وجود میں (احمد میں) وسعت پکڑے گی۔ پھر عقل سب موجودات کا احاطہ کرے گی۔ جہل دُنیا اور گردش دن رات میں چھپ جائے گا۔ اور عقل ظاہر ہو جائے گی۔ نفس عقل اور رُوح ایک ہی جنس سے ہیں۔ مگر ہر ایک ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہے۔ وہ دو یعنی نفس اور عقل، روح اور دل کے اطوار ہیں۔ ہر طرف ایک مُنہ اس سے روشن ہے۔ کیونکہ روح مختلف اطوار رکھتی ہے مستقیم بھی ہوتی ہے اور ٹیڑھی بھی ہوتی ہے جیسا لام اور الف کی صورت ہے۔

دجال کے ساتھ امام مہدی کی لڑائی رُوحانی ہوگی

یہ کشف بتاتا ہے کہ جب امام مہدی کے ظہور کا زمانہ ہوگا تو حضرت علی کی ولایت رُوحانیہ حرکت میں آئے گی۔ اور اس کے نتیجہ میں احمد[1] مہدی کا ظہور ہوگا۔ جسے آسمان کا نزول قرار دیا گیا ہے۔ اور جس کے آنے کو اس کشف میں خود آسمان کا زمین پر اُترنا قرار دیا گیا ہے جس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ احمد مہدی کو تائیدات سماویہ پورے طور پر حاصل ہوں گی۔

---

[1] چنانچہ احمد مہدی کے الہامات میں آپ کا ایک نام علی بھی قرار دیا گیا ہے گویا آپ بروزی رنگ میں خدا کے نزدیک علی ثانی یا ظلِ علی ہیں جو حضرت علی کی ولایت میں آپ کی رُوحانی نسبت کی طرف اشارہ ہے۔

اور وہ اپنے نورانی حربے یعنی دعاؤں۔ آسمانی نشانوں براہین نیرہ اور
دلائل قاطعہ سے تمام ابلیسی لشکروں کو پسپا کر دے گا۔ اور اسلام
کی ترقی کا راستہ کھول دے گا۔ اور اس کی جماعت کو اس راہ میں بہت
سی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ گو مخالفین مہدی اپنے جسمانی حربوں کو
بروئے کار لانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن امام مہدی کے روحانی
حربے کے مقابلے میں ان کی مادی اور جسمانی تدبیریں بیکار ہو جائیں گی۔
اہل دل سمجھتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ دجال
اور ابلیسی لشکروں کی پسپائی کا سامان روشن نشانوں۔ اور
براہین نیرہ کی صورت میں مہیا کر دیا گیا ہے۔ اور اسلام کی نشاۃ
ثانیہ کی بنیاد تبلیغ اسلام کے ذریعے تمام اکناف عالم میں رکھ دی
گئی ہے۔ یہ کشف بتاتا ہے۔ کہ مہدی کی جنگ محض روحانی جنگ ہے
اور اس کا حربہ مادی نہیں بلکہ نورانی ہے۔ پس یہ کشف امام مہدی کے
متعلق بہت سے مخفی حقائق پر روشنی ڈال رہا ہے۔ اور ان روایات
کی صحیح تعبیر پیش کر رہا ہے۔ جس سے بعض لوگ یہ سمجھتے رہے ہیں۔ کہ
امام مہدی کے لشکر کے ذریعے جسمانی اور سیاسی لڑائیاں اور خونریزیاں
ہوں گی۔ اس کشف نے ظاہر کر دیا ہے کہ روایات کی ایسی تعبیر درست
نہیں بلکہ امام مہدی علیہ السلام کا مقابلہ ابلیس کے لشکروں سے محض
روحانی طور پر ہوگا نہ کہ سیاسی جنگ وجدال کے ذریعے۔ آج کل
کی لڑائیوں میں جن کے لئے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تیار ہو رہے ہیں

بیچاری تلوار کا حربہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ پس دعائیں اور روشن
نشان اور تبلیغ اسلام ہی ان قوموں میں روحانی انقلاب پیدا
کر سکتی ہیں۔ اور انہیں اپنا سلامتی کی راہ پر ڈال سکتی ہیں اور اسلام
کے غلبہ کو قریب تر لا سکتی ہیں۔ امت محمدیہ کی ساری بھلائی اور
کمال كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کے الفاظ میں بیان کیا
گیا ہے۔ نہ کہ تلوار کی لڑائی میں۔ پس اصل منصب امام مہدی کا جو
آخری زمانہ کی خیر و برکت اور اسلام کے غلبہ کا موجب ہے۔ محض امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر" میں منحصر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ
يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ کہ تم میں ایک ایسی قوم ہونی چاہیے جو امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کام لے اور یہی قوم کامیاب ہونے والی ہے
پس اگر مہدی کی قوم ہی کامیاب ہونیوالی ہے تو اس کا حربہ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی ہو سکتا ہے اسی حربہ میں مسلمانوں
کی فتح اور کامیابی اس آیت کی رو سے مقدر ہے۔ احادیث میں بھی
"آخرین" کے متعلق ارشاد ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا جہاد کریں گے۔ اور ان کو وہی ثواب ملیگا جو اولین کو ملا تھا۔
نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:-

رسُولؐ خدا نے فرمایا ہے قریب ہے کہ آخر اس اُمّت میں ایک قوم ہوگی۔ کہ ان کو برابر اول اُمّت کے اجر ملیگا۔ یہ قوم حکم کریگی نیکی کا۔ منع کرے گی منکر سے۔ لڑے گی اہل فتن سے۔
اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰن الْحَضْرَمِيِّ۔ (حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۸۴)

مہدی اور اسکی جماعت دنیا میں پھیل کر مسجدیں بنائیں گے

نواب صدیق حسن خاں نے اقتراب الساعۃ میں لکھا ہے

"سارے آفاق میں (مہدی) داخل ہوں گے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے سب شہروں میں مساجد بنائیں گے"
(اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۶)

ایک مقام پر دجال کے متعلق لکھا ہے کہ دجال مدینہ کی طرف جھانک کر اپنے ساتھیوں سے کہیگا یہ مسجد احمد ہے۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۳۰)

پہلے حوالے سے ظاہر ہے کہ آخر زمانہ میں احمد مہدی اور اس کی جماعت اسلام کو دنیا میں پھیلا کر مسجدیں بنائیں گے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں سینکڑوں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

دوسری روایت میں مدینہ سے مراد مدینہ مہدی کا ہے نہ کہ مدینہ منورہ اور مہدی کی مسجد سے مراد اس کی جماعت ہے اور دجال کا اس کی طرف جھانکنا اس خطرہ کا احساس ہے جو اسے جماعت احمدیہ کی طرف سے

پیدا ہو رہا ہے کہ یہ اسلام کو غالب کر دے گی۔ اور عیسائیت کو مٹا دے گی۔ مسجد کی تعبیر لڈ یا میں جماعت ہوتی ہے۔

شام کی غاروں سے قدیم صحیفے برآمد کریگا

شیعہ کتب کی روایات میں ہے کہ امام مہدی شام کی غاروں اور پہاڑوں سے انجیل و تورات اور اہل کتاب کے قدیم صحیفوں اور زبوروں کو برآمد کرے گا۔ چنانچہ صاحب نجم الثاقب مہدی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"و یوسف بن یحییٰ السلمی در کتاب عقد الدرر فی اخبار الامام المنتظر از جناب باقر علیہ السلام روایت کردہ کہ فرمود مہدی را مہدی میگویند زیرا کہ او ہدایت میکند مردم را بسوئے امری مخفی و بیروں مے آورد توریت و انجیل را از زمینی کہ آں را انطاکیہ میگویند و بروایت دیگر فرمود نامیدہ شدہ بمہدی زیرا کہ او ہدایت میکند بہ سفرہا از توریت پس بیروں می آورد آنہا را از کوہ ہائے شام پس دعوت کند بسوئے آنہا یہود را پس اسلام بیاورند برائے ایں کتب قریب سی ہزار نفر۔" (نجم الثاقب ج ۱ ص ۳۹)

یعنی یوسف بن یحییٰ السلمی نے اپنی کتاب "عقد الدرر فی اخبار الامام المنتظر" میں جناب باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مہدی کو مہدی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو مخفی امر کی طرف ہدایت

کرے گا۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ مہدی کو اس لئے مہدی کہتے ہیں کہ وہ تورات کے صحیفوں کی طرف لوگوں کو ہدایت کرے گا اور انہیں شام کے پہاڑوں سے باہر لائے گا پس وہ ان کی طرف یہود کو دعوت دے گا۔ پس ان کتب (یعنی ان نئے برآمد شدہ صحیفوں) کی بابت قریب اسی ہزار نفر اسلام قبول کریں گے۔

صاحب بحار الانوار نے بھی اس مضمون کی روایت ابو جعفرؑ سے نقل کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

فانما سمی المهدی لانه یهدی لامر خفی یستخرج التوراة وسائر کتب الله من غار بانطاکیة فیحکم بین اهل التوراة بالتوراة وبین اهل الانجیل بالانجیل وبین اهل الزبور بالزبور وبین اهل الفرقان بالفرقان۔ (بحار الانوار ج۱۳ ص۔)

یعنی مہدی کا اس لئے مہدی نام رکھا گیا ہے کہ وہ پوشیدہ امر کی طرف ہدایت کرے گا۔ وہ تورات اور خدا کی سب کتابوں کو انطاکیہ کے غار سے نکالے گا پس وہ تورات والوں کے درمیان تورات سے فیصلہ کرے گا اور اہل انجیل میں انجیل سے فیصلہ کرے گا اور زبور والوں میں زبور سے فیصلہ کرے گا اور قرآن والوں میں قرآن سے فیصلہ دے گا۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ امام مہدی شام کے پہاڑوں

یہ لوگ ظاہر کی غاروں سے تورات وغیرہ نکال کر لائیں گے انشاء اللہ

اور غاروں سے توراۃ وانجیل اور زبور کے قدیم صحیفے برآمد کرے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ مہدی کے زمانہ میں ان غاروں اور پہاڑوں سے قدیم اہل کتاب کے ایسے صحیفے اور زبور برآمد ہونگے جن سے مہدی کے زمانہ کے اہل کتاب کے عقائد و مذاہب کی غلطی اور اسلام کی تائید ثابت ہوگی۔ جس کے ذریعہ مہدی یا اس کی جماعت اہل کتاب پر حجت پوری کریں گے یہی معنی صاحب بحار الانوار نے بیان کئے ہیں چنانچہ وہ روایت مذکور کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

وقوله يحكم بين اهل التوراة بالتوراة
لا ينافى ما سيأتى من الاخبار فى انه لا يقبل
من احد الا الاسلام لان هذا محمول على
انه يقيم الحجة عليهم بكتبهم" (بحار الانوار ج ۱۳ ص)

یعنی ابو جعفر علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ توراۃ والوں پر توراۃ کے ذریعے فیصلہ کرے گا۔ یہ اس مضمون کے منافی نہیں ہے۔ جو روایات میں آگے آئے گا۔ کہ مہدی کسی سے اسلام کے بغیر اور کچھ قبول نہیں کرے گا۔ اس واسطے کہ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ مہدی اہل کتاب پر ان کی کتابوں کے ذریعے حجت قائم کرے گا۔

انطاکیہ شام کے شمال میں سرحدی علاقہ ہے جو سابق زمانہ میں ہرقل شاہ روم کا گرمائی دارالخلافہ رہا ہے۔ اب شام اور ترکی کے

درمیان انطاکیہ بندرگاہ سے کشف میں دار الخلافہ دیکھنا پورے ملک کے دیکھنے کے قائم مقام بھی ہوسکتا ہے پس نجم الثاقب کی روایت کے مطابق ظاہر ہے کہ شام کے ملک کے پہاڑوں اور غاروں سے جہاں قدیم اہل کتاب اور اصحاب کہف کے مراکز تھے زمانہ مہدی میں قدیم صحائف انبیاء جو ان انبیاء کی اصل تعلیمات پر مشتمل ہونگے برآمد ہوں گے جن سے اہل کتاب کا دجل، تحریف اور ان کا غلطی پر ہونا ثابت ہوگا۔ اور جن سے مہدی کی پیش کردہ اسلامی تعلیم کی تائید ظاہر ہوگی۔

اب دیکھو کہ مہدی کے زمانہ میں یہ علامت کس طرح پوری ہوگئی کہ یروشلم سے ۱۲ میل مشرق میں وادی قمران کے غاروں سے ۱۹۴۷ء سے کر ۱۹۵۷ء تک قدیم صحائف انبیاء کا بیش بہا خزانہ دستیاب ہوچکا ہے یہ نوشتے جو کہ (DEAD SEE SCROLLS) یعنی صحائف بحر میت کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں۔ یہ قدیم صحائف اور نوشتے پہلی صدی قبل مسیح کے اسینی یہودیوں اور قرن اول کے عیسائیوں سے تعلق رکھتے ہیں ان آثار میں عہد عتیق کے صحیفے یہودیوں کے اسفار خفیہ (اپاکرفا) اور ابتدائی عیسائیوں کی تفاسیر اور نوشتے شامل ہیں۔ ان قدیم صحائف پر بین الاقوامی ماہرین آثار قدیمہ ۱۹۴۷ء سے کر اب تک تحقیقات کرنے میں مصروف ہیں اور ان کی مختلف جماعتیں وادی قمران میں کام کر رہی ہیں

ابھی تک ایک معمولی حصہ ان کا دنیا کے سامنے آیا ہے سینکڑوں صحیفے مختلف مراحل سے گذر کر آیندہ زمانوں میں اشاعت پذیر ہوں گے۔

ان قدیم صحائف سے موجودہ اہل کتاب کے عقائد کا بطلان ثابت ہوتا ہے اور ان عقائد کی تائید ہوتی ہے جو قرآن مجید میں آج سے چودہ سو سال پہلے سے مذکور چلے آرہے ہیں۔ حضرت احمد مہدی علیہ السلام نے چودھویں صدی میں دنیا کے سامنے یہ انکشاف فرمایا تھا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیبی موت سے بچ کر فلسطین سے کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے تھے آسمان پر نہیں گئے تھے۔ جیسا نصاریٰ کہتے ہیں اور کشمیر ہی میں انہوں نے طبعی وفات پائی۔ ان قدیم اور تازہ برآمد شدہ صحائف سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیبی موت سے بچ کر مشرقی ملکوں کی طرف ہجرت کر کے چلے آئے تھے۔ حضرت احمد مہدی ہی کے زمانہ میں ایک مقدس تحریر مکتوب یروشلم برآمد ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ اور اس میں واقعہ صلیب کی چشم دید گواہی درج ہے۔ اور لکھا ہے کہ مسیح صلیبی موت سے بچا لئے گئے تھے۔ اور پھر وہ کچھ دن مخفی طور پر شاگردوں سے ملتے رہے اور پھر ایک تجویز کے مطابق اچانک دعا کے موقع پر جبکہ شاگردوں اور مریدوں نے گھٹنے ٹیک رکھے تھے یکدم جدا ہو گئے اور پھر وہ مرد اد کی طرف

چلے گئے۔ اور ایسینیوں کے درمیان کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔ اب زمانہ حال میں کوہ ایتھاس سے ایک انجیل مرقس برآمد ہوئی ہے جس میں مسیح کے آسمان پر جانے کے بجائے یہ لکھا ہے کہ پھر مسیح مشرق سے ظاہر ہوا۔ اور اس نے اپنے شاگردوں کے ذریعے مغرب تک سچائی کی اشاعت کی۔ بحر مردار کے صحائف سے حضرت مسیح کی احمد رسول کی بشارت پر مشتمل انجیل بھی برآمد ہو گئی ہے۔ یہ انکشافات عیسائیت اور یہودیت کی انیس سو سالہ بلکہ اس سے بھی قبل کی تاریخ میں فقید المثال انقلاب کا پیش خیمہ ہے عیسائی محققین اس انکشاف کو موجودہ زمانہ میں عیسائیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں۔ اور ان انکشافات سے عیسائیوں کا ایک خاص طبقہ متاثر ہے۔ اور اب حال ہی میں شائع ہونے والی انگلش بائیبل جسے گیارہ چرچوں اور فارن بائیبل سوسائٹی لندن نے شائع کیا ہے۔ سے اس تاثر کا خوب پتہ چلتا ہے کہ عیسائیت رفتہ رفتہ توحید حقیقی کی طرف آرہی ہے۔ چنانچہ اس انگلش بائیبل میں کئی ایسی آیات ہیں قدیم نسخوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ترجمہ میں مناسب تبدیلیاں کردی گئی ہیں اور وہ آیات جو مسیح کی الوہیت کی شان بیان کرتی ہیں ان میں مسیح کی بجائے خدا کا نام لکھ دیا گیا ہے اور انجیل لوقا کے ترجمہ سے مسیح کے آسمان پر جانے والی آیات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اور مرقس کی انجیل کے نیچے آیت ۹ سے ۲۰ تک

کے متعلق جس میں مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے یہ نوٹ دے دیا گیا ہے کہ بعض قدیم نسخوں میں یہ آیات موجود نہیں بلکہ ان کی بجائے یہ آیت موجود ہے کہ "مسیح نے مشرق سے مغرب میں شاگردوں کی معرفت منادی کی"

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے خوب فرمایا تھا ؎

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

حضرت احمد مہدیؑ نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" صفحہ ۹۲ مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں آج سے ۷۰ سال قبل پیشگوئی کسرِ الصلیب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی تب انجام ہو گا۔ اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب کے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا پر ظاہر ہوں گے۔

پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور شہادتوں اور ان قطعی

یقینی ثبوتوں کو ظاہر کرتا ہے تاکہ مسیح موعود دنیا میں نہ
آتا اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود دنیا میں
ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے
غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آگیا۔"

الحمدللہ کہ پیشگوئی وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا کے
مطابق ظہور پا رہی ہے اور قدیم مخفی علمی خزانے قدیم صحیفوں
کی صورت میں مصر و شام اور کشمیر سے نکل رہے ہیں۔ جو حضرت
مسیح کی ہجرت اور ان کے انسان ہونے پر گواہ ہیں۔ اور ان سے
جماعت احمدیہ علمی اور استدلالی رنگ میں پیش کر کے اہل کتاب
وغیرہ پر اتمام حجت کر رہی ہے۔

ائمہ اہل بیت کی کشفی نگاہ نے جس امر کو آج سے ہزاروں سال
پہلے مشاہدہ کیا تھا آج ہم اپنی آنکھوں اس کا ظہور دیکھ رہے ہیں
ان کشوف سے مراد یہ نہ تھی کہ خود مہدی ان صحیفوں کو نکالے گا۔
بلکہ مراد یہ تھی کہ مہدی اور اس کی جماعت آسمانی اسباب سے
ظاہر ہونے والے ان علمی خزانوں سے استدلالی رنگ میں اہل
کتاب پر اتمام حجت کریں گے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ جماعت
کا کام درحقیقت امام مہدی ہی کا کام ہے۔

علامات ظہور مہدی کی تاویلات

واضح ہو کہ ہر مذہب میں تاویل روا
رکھی گئی ہے خصوصاً پیشگوئیوں

ہیں جن کا علم اکثر کشوف و رؤیا کی بناء پر حاصل ہوتا ہے مسلّم ہے کہ ان کی تاویل اور تعبیر ہوتی ہے۔ چنانچہ ملا مرزا علی اصغر البروجردی اپنی کتاب نور الانوار میں علامات ظہور مہدی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

واحتمال دارد کہ اینہا محمول بر ظواہر خود نباشند بلکہ مؤول بتاویلات باطنیہ باشند" (نور الانوار ص۱۳۶)

یعنی اس بات کا احتمال ہے کہ یہ علامات اپنے ظاہر پر محمول نہ ہوں بلکہ ان کی باطنی اور روحانی تاویلات ہوں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ الہامی کلام عالم روحانی سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں استعارات اور تمثیلات ہوتی ہیں اس لئے اس کا سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ صاحب نور الانوار آگے چل کر لکھتے ہیں:-

"چنانچہ صادق آل محمد فرمود کلامنا صعبٌ مستصعبٌ لا یحتمله الا ملكٌ مقربٌ او نبیٌّ مرسلٌ او مؤمنٌ ممتحنٌ امتحن الله قلبه بنور الایمان۔ (ایضاً ص۲۵۱)

یعنی جیسا کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ ہمارا کلام مشکل در مشکل ہے اسے مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یا وہ مومن سمجھ سکتا ہے جس کے دل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے نور ایمان سے لیا ہو۔" اسی طرح شیعہ علماء و محققین دعوام الناس ہمیشہ تاویل کرتے چلے آئے چنانچہ صاحب نجم الثاقب اس روایت میں

کہ صدوق نے صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو نماز شب سے محروم ہوا۔ روزی سے محروم ہوا۔"

روزی کی تاویل علم و معرفت سے کی۔ کہ "مراد علوم و معارف و ہدایات خاصہ است کہ قوام حیات روح بآنست"

یعنی روزی سے مراد علوم و معارف اور خاص ہدایات ہیں۔ کیونکہ روحانی زندگی انہی سے قائم رہتی ہے۔

اسی طرح ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ فارس سے مراد عراق کا کوئی کاؤں ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۷۱ ایضاً) صاحب تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں حضرت علی کا ایک نام الغالب علی کل غالب لکھا ہے۔ پھر اس کی تاویل ظاہری معنوں سے ہٹ کر کی ہے۔ کہ مراد نفس سرکش ہے جو ہر ایک انسان پر غالب ہے آپ اس پر غالب تھے۔ (کتاب مذکور ص۲۰۱)

پس یہ اعتراض کہ حضرت احمد مہدی علیہ السلام یا ان کی جماعت تاویلیں کرتے ہیں۔ درست نہیں بلکہ ع

"ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند"

کا مصداق ہے حسب ضرورت تاویل کرنا تمام علماء امت کے نزدیک مسلم ہے البتہ تاویلات میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ بار دہ اور رکیک نہ ہوں۔

ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں ابی قلابہ سے روایت کی ہے کہ ابوالدرداء نے کہا ہے کہ

إِنَّكَ لَا تَفْقَهُ كُلَّ الْفِقْهِ حَتّٰى تَرَى لِلْقُرْآنِ وُجُوهًا

یعنی تجھے قرآن کا پورا فہم کبھی عطا نہیں ہوگا جب تک تجھ پر یہ نہ کھلے کہ قرآن کئی وجوہ پر اپنے معنی رکھتا ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ میں یہ مشہور حدیث ہے کہ قرآن کے لئے ظہر اور بطن ہے اور وہ علم اولین اور آخرین پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے حضرت امام مہدی کے متعلق بھی تسلیم کی گئی ہے۔ گویا یہ آیت اولین سے متعلق تھی اور آخرین سے بھی متعلق ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ اصلی طور پر یہ آیت زمانۂ نبویؐ سے متعلق تھی اور بروزی طور پر زمانۂ مہدی سے بھی متعلق ہے۔

اب دیکھو اس آیت کا ایک ظہر تھا اور ایک بطن۔ ظہر حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں پورا ہوا اور بطن مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں پورا ہونے والا تھا۔

علاماتِ ظہورِ مہدی کی دو قسمیں

شیعہ کتب میں کافی تاویلات سے کام لیا گیا ہے مگر یہاں ان کو لکھنے کی گنجائش نہیں۔ پس ہم نے اس کتاب میں بعض جگہ جو تاویلات سے کام لیا ہے وہ نہایت معقول ہیں اور احادیث میں جو بظاہر مختلف نظر آتی ہیں بخوبی تطبیق پیدا کرتی ہیں۔ پس ہمارے کسی بیان کو محض تاویل کہکر رد کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ بلکہ ان میں

سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے پیشگوئیاں درحقیقت اپنے وقوع پر الہامی کلام یا کشوف کا صحیح مفہوم اور ان کی تعبیر ظاہر کرتی ہیں ان کے ظاہری معنوں پر اصرار جبکہ واقعات صحیحان پر شاہد نہوں درست طریق نہیں یہی محقق علماء کا طریق رہا ہے کہ جب تک پیشگوئی ظہور میں نہ آئے وہ اپنے فہم پر اصرار نہیں کرتے۔ اور پیشگوئیوں کی اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کر کے ان کے صحیح ہونے پر اجمالی ایمان رکھتے آئے ہیں۔

خود محقق علماء شیعہ نے علاماتِ مہدی دو قسم کی تسلیم کی ہیں۔ حتمیہ اور مشروطہ۔ حتمیہ علامات کو وہ قطعی قرار دیتے ہیں۔ اور مشروط علامات کا ظہور قطعی نہیں سمجھتے۔ بلکہ بعض شرائط سے مشروط سمجھتے ہیں۔ جن کے موجود ہونے پر وہ علامات ٹل بھی سکتی ہیں مثلاً دعا اور توبہ و استغفار کے ذریعہ سے ان علاماتِ مشروطہ کا نام "علاماتِ موقوفہ" بھی رکھا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ ان کا وقوع بعض حالات کے پائے جانے پر موقوف ہے قطعی نہیں چنانچہ صاحب بحار الانوار لکھتے ہیں۔

ومن جملة هذه الاحداث محتومة ومنها مشروطة والله اعلم بما يكون وانما ذكرناها على حسب ما ثبت في الاصول وتضمنها الاثر المنقول وبالله نستعين۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۶۱)

یعنی واقعات (واقعات زمانہ مہدی) میں سے کچھ تو حتمی ہیں اور کچھ مشروط ہیں۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس طرح وقوع میں آئیں گے۔ ہم نے ان کا ذکر صرف اصولی لحاظ سے کر دیا ہے اور روایات میں ایسا ہی منقول ہے۔

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حتمی علامات کے متعلق بھی اختلاف ہو سکتا ہے کہ وہ حتمی ہیں یا مشروط۔ چنانچہ بحار الانوار میں ایسے اختلاف کا ذکر بھی موجود ہے کہ کسی نے سفیانی کے خروج کو غیر حتمی اور دوسرے نے اسے حتمی قرار دیا۔ (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۱۶)

صاحب نور الانوار نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ ان علامات کی ایک اور تقسیم بھی ہے کہ بعض ان میں سے علامات قریبہ ہیں اور بعض بعیدہ (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۳)

پس یہ بھی احتمال ہے کہ جو علامات کافی عرصہ بعد ظاہر ہونے والی ہوں ان کو قریب کی علامات خیال کیا جائے۔ اور اس طرح امام وقت کی شناخت میں غلطی واقع ہو۔ مثال کے طور پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیوں میں خبر دی گئی تھی کہ ان کو قیصر و کسریٰ کے خزانے دیئے جائیں گے۔ اور یہ پیشگوئی صحف انبیاء میں بھی موجود چلی آتی تھی لیکن اس کا ظہور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کے زمانہ میں ہوا۔ پس ایسے موقعہ پر کسی کا یہ مطالبہ درست نہیں ہوسکتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم اس وقت تک سچا

نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ خود ان کے ہاتھ پر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں فتح نہ ہوں۔ پس بعض ملاقات جو عنداللہ دیر سے ظاہر ہونیوالی ہوں۔ ان کا صبر سے انتظار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ موجود امام کی شناخت سے انسان محروم رہتا ہے۔ جیسے یہود عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت سے اسی قسم کی بعض وجوہ کی بناء پر محروم رہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کا مسیح موعود جس کے وہ منتظر تھے صاحب حکومت و سلطنت ہوگا۔ مگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو سلطنت و حکومت نہیں ملی۔ بلکہ تیسری صدی بعد عیسائیوں میں حکومت آئی جبکہ شاہ قسطنطین نے عیسائیت کو قبول کیا تھا۔ اسی قسم کا حال امام مہدیؑ کے لئے مقدر تھا۔ اسی بناء پر حدیثوں میں اُسے مسیح کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ غیر حکومت میں آئے گا۔ اور اسے ماننے والوں کو حکومت لمبے عرصے کے بعد ملے گی۔

مہدی کا آنا قیامت کا آنا ہے

واضح ہو کہ قیامت کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔ چونکہ ہر مامور اور پیغمبر کے آنے پر زمانہ میں ایک روحانی انقلاب اور تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ روحانی طور پر ان کے کھڑا کرنے کا باعث ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں قوموں کا احیاء و اماتت ہوتی ہے یعنی بعض لوگ عذاب سے مٹائے جاتے ہیں اور بعض ایمان کی رُو سے زندہ کئے جاتے ہیں اس لئے ان کا آنا بھی ایک طرح سے قیامت ہی ہوتا ہے۔

جو قیامت صغریٰ کہلا سکتی ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کو انہی معنوں سے قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اور محققین نے صراحت کی ہے کہ امام مہدی کا زمانہ قیامت صغریٰ کا زمانہ ہے۔ بلکہ صاحب نور الانوار نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اکثر جو علامات قیامت بیان ہوئی ہیں۔ وہ زمانہ مہدی سے متعلق ہیں۔ کیونکہ مہدی کا زمانہ قیامت صغریٰ کا زمانہ ہے چنانچہ وہ حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی محمد کا حلال قیامت تک حلال ہے، کی تشریح میں یہ بیان کرکے کہ مہدی بعض احکام کو تقاضائے زمانہ ملتوی کر دے گا۔ لکھتے ہیں کہ یہ بات مقولۂ مذکور کے منافی نہیں اس لئے کہ قیامت سے قیامت کبریٰ اور قیامت صغریٰ دونوں کا احتمال ہے اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:۔

"در بعضے اخبار ائمہ اطہار وارد شدہ است کہ آنچہ خداوند علامات قیامت را در قرآن می فرماید قیامت صغریٰ مے باشد کہ زمان رجعت آلِ محمد است در دنیا کہ اول او زمان ظہور قائم ایشان است و حلال محمد از زمان رحلت او تا قیامت حلال است و ہمچنیں است حرام او و مقصود این است کہ دینے بجز دینِ او نیست و پیغمبری دیگر بعد از و نخواہد آمد و ائمہ اطہار مروج و مبیّن دین مبین او یند و حضرت قائم علیہ السلام بیان احکام شریعت

اور امیکند مردم را بدین خبین او دعوت میغرماید و ہریک از ائمہ تکلیفے داشتند و بآن تکلیف خود عمل نمودند و حضرت قائم علیہ السلام ہم تکلیفے دارد کہ بجا خواہد آورد اگرچہ در اول امر امور و احکام و رموز او بگوش مردم سنگین و ثقیل خواہد بود ولیکن بالآخر رواج خواہد گرفت "

([illegible])

یعنی ائمہ اطہار کی بعض اخبار میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے جو علامات قیامت قرآن میں بیان فرمائی ہیں وہ قیامت صغریٰ کی علامات ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا میں رجعت آل محمدؐ کا زمانہ ہے جس کی ابتداء میں امام مہدیؑ کے ظہور کا زمانہ ہے اور محمدؐ کا حلال آپؐ کی رحلت سے قیامت تک حلال ہے اور اسی طرح آپ کا حرام بھی۔ اور مقصود یہ ہے کہ آپ کے دین کے سوا کوئی اور دین نہ ہوگا۔ اور کوئی دوسرا پیغمبر (یعنی شارع نبی) نہیں ہوگا۔ اور ائمہ اطہار آپؐ ہی کے دین کو بیان کرنیوالے اور رواج دینے والے ہونگے۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام آپ ہی کے احکام شریعت کو بیان کریگا اور لوگوں کو آپ ہی کے دین کی طرف دعوت دیگا۔ اور ائمہ میں سے ہر ایک مکلف ہے اور اپنی تکلیف کے ساتھ عمل کریگا۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی مکلف ہیں اور اپنی تکلیف کیساتھ عمل کرینگے۔ اگرچہ پہلے پہلے اس کے امور و احکام اور اس کے رموز لوگوں کے کانوں پر سنگین اور ثقیل ہونگے لیکن بالآخر وہ رواج پا جائینگے۔

اسی پیشگوئی کے مطابق احمد مہدی علیہ السلام کے مبعوث ہونے پر قیامت صغریٰ قائم ہو چکی ہے اور انہوں نے قرآن مجید کی ان آیات کی نشاندہی کے ساتھ انکی تفسیر بھی کر دی ہے جو در حقیقت اسی قیامت صغریٰ یعنی پابکار اس آخری زمانہ سے متعلق ہیں فالحمد للہ علی ذالک۔

فرقہ بندیوں کو ختم کریگا

نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ "مہدی کے وقت میں کوئی مذہب نہ ہوگا حنفی نہ مالکی نہ شافعی۔ فقط اتباع کتاب و سنت ہوگا" (حدیث الغاشیہ صـ۱۵۵)

اب دیکھو جماعت احمدیہ میں حنفی، مالکی اور شافعی وغیرہ فرقے نہیں اور سب فرقوں سے نکل نکل کر لوگ اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں اور پھر کیا احمدیت مسلمانوں کی سابق فرقہ بندیوں کو ختم کر کے ان کی ایک ہی جماعت بنا رہی ہے۔

امام مہدی صاحب اولاد ہوگا

صاحب نجم الثاقب نے لکھا ہے:۔

"سید جلیل علی بن طاؤس در اواخر کتاب جمال الاسبوع گفتہ کہ من یافتم روایتی بسند متصل بانیکہ از برائے مہدی صلوات اللہ علیہ جماعتی از اولاد است کہ والیانند در اطراف شہرہا کہ در دریایست و ایشاں دارا بیند غایت بزرگی و صفات نیکاں را" (نجم الثاقب صـ۱۴۲)

یعنی سید جلیل علی بن طاؤس نے کتاب جمال الاسبوع کے آخر میں لکھا ہے کہ میں نے متصل سند کے ساتھ ایک روایت پائی ہے کہ مہدی صلوات اللہ علیہ کے لئے اولاد کی ایک جماعت ہے جو شہروں کے اطراف کے والی ہیں جو کہ دریا میں ہیں (یعنی روحانی طور پر) اور وہ غایت بزرگی اور نیک صفات رکھنے والے ہیں۔

اسی طرح امام مہدی کے ایک خاص بیٹے کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ مہدی کے بعد خاص طور پر ان کا ایک بیٹا قائم ہوگا (دیکھو بحار الانوار جلد ۱۳ صـ۲۳۶) یہ روایات ان احادیث نبوی کے مطابق ہیں جن میں فرمایا ہے "یتزوج و یولد لہ" کہ امام موعود شادی کریگا اور اس کی اولاد ہوگی۔ یہ علامت بھی حضرت مہدیؑ کے وجود میں پوری ہو چکی ہے کیونکہ آپ کی اولاد اور اولاد در اولاد کی ایک جماعت موجود ہے اور وہ خاص بیٹا بھی موجود ہے جس کی خبر دی گئی تھی۔ اور وہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں جن کی روحانی ولایت شہروں کے اطراف پر قائم ہے۔

مہدی دعویٰ کریگا کہ آدمؑ سے محمدؐ تک تمام انبیاء اور ائمہ میں ہی ہوں

شیعہ روایات میں ہے کہ مہدی ظاہر ہو کر دعویٰ کریگا۔ کہ آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء میں ہی ہوں۔ اور ائمہ اہل بیت بھی میں ہی ہوں چنانچہ مفضل نے ابو جعفر سے ایک لمبی روایت میں ذکر کیا ہے کہ:۔

"ہمارا سید مہدی علیہ السلام کعبہ سے ٹیک لگا کر کہیگا[۱]۔ اے لوگوں کے گروہ! سنو! جو چاہتا ہو کہ وہ آدمؑ و شیثؑ کو دیکھے۔ سو دیکھے وہ میں ہوں سنو! جو چاہتا ہو کہ نوحؑ اور اس کے بیٹے سامؑ کی طرف دیکھے۔ سو وہ میں ہوں۔ سنو! جو چاہتا ہو کہ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کو دیکھے۔ پس میں ہی ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہوں۔ سنو! جو موسیٰؑ اور یوشعؑ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ پس میں ہی موسےٰ اور یوشعؑ ہوں سنو! جو چاہتا ہے کہ عیسےٰؑ اور شمعون کو دیکھے۔ وہ مجھے دیکھے میں ہی عیسےٰ اور شمعون ہوں۔ سنو! جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنینؓ کو دیکھنا چاہتا ہے سو میں ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور امیر المومنینؓ بھی۔ سنو! جو ائمہ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ جو حسینؓ کی اولاد سے ہیں سو وہ سب ائمہ میں ہی ہوں۔ میری دعوت کو قبول کرو کیونکہ میں تمہیں ایسی باتوں کی خبر دیتا ہوں جن کی تمہیں خبر دی

[۱] کعبہ سے ٹیک لگانے سے مراد اسلامی تعلیم کی رو سے باتیں کہنا ہے۔

گئی تھی اور جن کی تمہیں خبر نہیں دی گئی تھی" (بحار الانوار ج ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

مصنف بحار الانوار نے یہ حدیث درج کرکے لکھا ہے کہ:-

"امام مہدی علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میں ہی آدمؑ ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ میں آدمؑ کا علم، آدمؑ کے اخلاق اور فضیلت موجود ہے جس کی تم تابعداری کرتے ہو اور جسے تم فضیلت دیتے ہو۔" (بحار الانوار صفحہ ۲۰۹)

اس سے ظاہر ہے کہ خود حضرت امام مہدیؑ تمام انبیاء کے کمالات کا جامع اور ان کے رنگ میں رنگین ہوگا چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا:-

"جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ" یعنی خدا کا جری انبیاء کے حلوں میں (تذکرہ صفحہ ۸۱)

جس کا مطلب یہی ہے کہ آپ تمام انبیاء کے رنگ میں رنگین اور ان کے کمالات کے مظہر ہیں۔ چنانچہ اس الہام کے مضمون کو آپ نے اپنے بعض اشعار میں بھی بیان فرمایا ہے ؎

آدمم نیز احمد مختار   در برم جامۂ ہمہ ابرار

نیز فرماتے ہیں ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام   داد آں جام را مرا بتمام[۱]

---

[۱] شیعہ کی کتاب تہذیب المتین میں حضرت علیؓ کو آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کا مثیل قرار دیا گیا ہے (ایضاً صفحہ ۲۷۳) نیز لسان الذاکرین میں ہے کہ حضرت حسینؓ نے بھی ایک نصرانی کے سوال کے جواب میں کہا کہ میں مسیح الزمان ہوں چنانچہ شعر نقل کیا ہے ؎ ہم کردہ ز قدس بود جسد جسیاتم - ثانی مریم امت مسیح دوران (ایضاً ج ۲ صفحہ ۵۵)

نیز فرماتے ہیں :-

زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم[1]

یعنی میں آدم علیہ السلام اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں مجھے تمام ابرار کا پیامہ پہنایا گیا ہے وہ (خدا) جس نے تمام انبیاء کو پیالہ دیا ہے اسی نے اس پورے پیالہ کو مجھے دیدیا ہے۔ ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہو گیا ہے ہر رسول میرے پیراہن میں جلوہ گر ہے۔ نیز فرماتے ہیں :-

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار[2]

مہدی نبی اور رسول ہوگا شیعہ روایات میں ہے کہ امام مہدی نبی اور رسول ہوں گے بلکہ کئی سابق انبیاء سے افضل بھی ہوں گے چنانچہ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (سورۃ صف) یعنی وہ (خدا) وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق سے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ کی تفسیر میں شیعہ محققین نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ھُوَ النَّقِیُّ کریم رسول مہدی ہے۔[3]

---

[1] درثمین فارسی صفحہ ۱۷۱ [2] درثمین اردو [3] بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۳۲ نیز غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ جہاں لکھا ہے "مراد از رسول در اینجا امام مہدی موعود است" کہ ارسل رسولہ میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہیں۔

بالآخر یہ یاد رہے کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بیان کے مطابق کوئی جدید شریعت لانے والا نبی ظاہر نہیں ہو سکتا اور ایسا غیر تشریعی نبی بھی ظاہر نہیں ہو سکتا جو مستقل حیثیت رکھتا ہو بلکہ صرف ایسا نبی ظاہر ہو سکتا ہے جو ایک پہلو سے نبی ہو اور ایک پہلو سے امتی۔ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور فیضان ظاہر ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا: یا عَلِیُّ اَنْتَ خَاتَمُ الْاَوْلِیَآءِ (تفسیر صافی) حضرت علیؓ کے خاتم الاولیاء کے یہ معنے نہیں کہ آپ کے بعد کوئی ولی نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ آپ سے الگ ہو کر کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ولایت حاصل کرنے کے لئے آپ سے روحانی نسبت ہونا ضروری ہے یہی مفہوم خاتم النبیین کا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روحانی نسبت کے بغیر کوئی شخص مقام نبوت نہیں پا سکتا۔ پس خاتم النبیین کا مقام یہود اور عیسائیوں ہندوؤں وغیرہ غیر قوموں میں نبوت کا دروازہ بند کرتا ہے اور صرف آپؐ کی روحانی اولاد کے لئے یہ دروازہ کھلا قرار دیتا ہے۔

تمام انبیاء مہدی کے وقت جمع کرینگے

شیعہ روایات میں امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ تمام انبیاء اس کے زمانہ میں دنیا میں واپس آئیں گے چنانچہ ابی عبداللہ سے روایت ہے:

وَاللّٰهِ مِنْ لَدُنْ آدَمَ فَهَلُمَّ جَرًّا فَلَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ

نَبِیًّا وَلَا رَسُوْلًا اِلَّا رَدَّ جَمِیْعَھُمْ اِلَی الدُّنْیَا۔

(بحار الانوار ج ۱۳ صفحہ ۲۱۰)

"اللہ کی قسم! آدم سے اس وقت تک جتنے انبیاء یا رسول مبعوث ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں واپس بھیج دیگا۔"

اس روایت سے اگر کوئی یہ سمجھے کہ تمام انبیاء مرنے کے بعد زندہ ہو کر دنیا میں واپس آئیں گے تو یہ درست نہیں۔ ہم پیچھے قرآن و حدیث اور دیگر الہامی کتب کی شہادتوں سے واضح کر آئے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد اصالتاً رجعت قرآن کی رو سے ممنوع اور محال امر ہے۔ دراصل تمام انبیاء کا دنیا میں رجوع کرنا ایک بلیغ استعارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں تمام انبیاء کی تعلیم دنیا میں واپس آئیگی کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مہدی کے وقت انبیاء کی تعلیم و ہدایت گم ہو گئی ہوگی۔ اور ضلالت انتہاء کو پہنچ گئی ہوگی۔ سو جب مہدی کو خدا کھڑا کریگا۔ تو تمام انبیاء کی تعلیم واپس آجائے گی اور وہ انکے اصل مشن یعنی توحید کی تعلیم کو زندہ کرے گا۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ سب انبیاء مہدی کی مدد کریں گے۔ یہ بھی استعارہ کے رنگ میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی امتوں میں سے لوگ آپ کو قبول کرینگے اور دین میں آپ کے مددگار ہوں گے۔

بعض شیعہ روایات بھی اس مطلب کی تائید کرتی ہیں چنانچہ مفضل نے امام جعفر صادق ؑ سے ایک لمبی روایت میں ذکر کیا ہے کہ مہدی تمام

انبیاء کے صحیفوں اور کتابوں کی تعلیم پیش کرے گا۔ اور ان کتب کے ماننے والے بالآخر تسلیم کریں گے کہ یہی تعلیم ہمارے انبیاء کی تھی۔ اس عقیدہ روایت کا ترجمہ یہ ہے:۔

"مہدی کہیگا، جو شخص کتابیں اور صحیفے پڑھنا ہے لے چاہیئے کہ وہ مجھ سے سنے۔ پھر وہ۔ وہ صحیفے پڑھے گا جو آدمؑ و شیثؑ پر نازل ہوئے تھے۔ اور آدمؑ و شیثؑ کی امت کہیگی کہ یہی ہیتہ اللہ ہے اور اللہ کی قسم یہی سچے صحیفے ہیں ہمیں ان صحیفوں میں اس نے یہ دکھایا جسے ہم نہیں جانتے تھے اور جو ہم سے پوشیدہ تھا اور ہم سے ساقط اور محرف و مبدل ہو چکا تھا۔ پھر وہ (مہدی) حضرت نوحؑ کے صحیفے اور حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے اور تورات و انجیل اور زبور پڑھے گا۔ پس اہل تورات و انجیل اور اہل زبور کہیں گے خدا کی قسم یہی نوحؑ اور ابراہیمؑ کے سچے صحیفے ہیں جو محرف و مبدل ہو چکے تھے۔ اور جو اس سے ساقط ہو گیا تھا۔ اور خدا کی قسم یہی جامع تورات پوری زبور اور کامل انجیل ہے۔ اور یہ اس سے دہری کتاب ہے جس سے ہم پڑھتے تھے۔ پھر وہ (مہدی) قرآن پڑھے گا۔ پس مسلمان کہیں گے۔ خدا کی قسم یہی سچا قرآن ہے جسے اللہ نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اتارا تھا۔ اور جو ہم سے ساقط ہو گیا تھا۔" (بحار الانوار۔ ج ۱۳۔ ص ۲۰۲)

اسی طرح ابو جعفرؑ سے روایت ہے:۔

فَيَحْكُمُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِالتَّوْرَاةِ وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيلِ
بِالْإِنْجِيلِ وَبَيْنَ أَهْلِ الزَّبُورِ بِالزَّبُورِ وَبَيْنَ أَهْلِ
الْفُرْقَانِ بِالْفُرْقَانِ ۔ (بحار الانوار ج۱۳ باب اسماء ص۶)
یعنی وہ (مہدی) اہل تورات میں تورات سے فیصلہ کریگا اور اہل انجیل
میں انجیل سے فیصلہ کرے گا۔ اور اہل زبور اور فرقان میں زبور
اور فرقان سے فیصلہ کرے گا۔

اس عبارت کی تشریح میں صاحب بحار الانوار نے لکھا ہے کہ یہ جو
لکھا ہے کہ اہل تورات میں تورات سے فیصلہ کرے گا۔ یہ اس بات کے
منافی نہیں ہے جو دوسری روایات میں آیا ہے کہ مہدی سوائے اسلام کے
کسی سے کچھ قبول نہ کریگا۔ لِأَنَّ هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى أَنَّهُ يُتِمُّ الْحُجَّةَ
عَلَيْهِمْ بِكُتُبِهِمْ (ایضاً) کیونکہ یہ روایت ان معنوں پر محمول ہے کہ وہ
(مہدی) ان سب پر ان کی کتابوں سے حجت قائم کرے گا۔

اب دیکھو کہ ائمہ کی پیشگوئیاں کس صفائی سے حضرت مرزا غلام احمد
قادیانی مہدی علیہ السلام اور ان کی جماعت کے ذریعے پوری ہو گئی ہیں
کیونکہ انہوں نے تمام اہل مذاہب پر ان کی کتابوں سے ان پر حجت قائم
کر دی ہے اور قرآن کی روشنی میں ان کی سچی تعلیم ان کے سامنے رکھ
دی ہے۔ اور انہیں دعوت دی ہے کہ وہ اسلام قبول کریں۔ انہوں نے
ہی انجیل و تورات اور زبور سے عیسائیوں اور یہودیوں پر حجت پوری
کر دی۔ کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ہجرت کی

کشمیر میں وفات پائی اور اب وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ ایسا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ہی مسیح جیسے مصلح مبعوث ہوں گے اب دیکھو دوسرے مسلمان تو حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر مانتے تھے جس سے عیسائیوں کی تائید ہوتی تھی۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے عیسائی عقائد کا بطلان ثابت کرکے اہلِ کتاب پر حجت پوری کر دی۔ پس جب تمام سابقہ انبیاء کی تعلیم خود امام مہدی ہی کے ذریعہ زندہ ہو گئی تو ان انبیاء کی اصالتاً رجعت اور مدد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ صاف لکھا ہے ظُهُورُهٗ بِمَنْزِلَةِ ظُهُوْرِ الْجَمِيْعِ (بحار الانوار۔ ج۱۳ ص۲۰۰ حاشیہ) یعنی امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہی تمام انبیاء کے ظہور کے قائم مقام ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ سارے انبیاء نہیں آئیں گے بلکہ خود مہدی ہی ان سب انبیاء کا قائم مقام ہوگا۔

ائمہ اہلبیت رجعت بروزی کے قائل تھے

واضح ہو کہ حضرت مفضل نے حضرت امام ابو جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ دعویٰ کریں گے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور سب ائمہ اہلبیت میں ہی ہوں چنانچہ لکھا ہے:۔

وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَهَا اَنَا ذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ

اِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَهَا اَنَا ذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَ مَنْ
اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ فَهَا اَنَا ذَا
الْاَئِمَّةُ اَجِيْبُوْا اِلٰى مَسْئَلَتِيْ فَاِنِّيْ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا نُبِّئْتُمْ
بِهٖ وَمَا لَمْ تُنَبَّئُوْا بِهٖ ۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ باب مایکون عند ظہورہ)

یعنی (مہدی ظاہر ہونے پر کہیگا) کہ جو تم میں سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)
کو دیکھنا چاہتا ہے اور امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کو پس وہ مجھے
دیکھے کہ میں ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر المؤمنینؑ ہوں
سنو! جو حسنؑ اور حسینؑ کو دیکھنا چاہتا ہے پس مجھے دیکھو میں ہی وہ
حسنؑ اور حسینؑ ہوں اور جو ان ائمہ کو جو امام حسینؑ کی اولاد میں سے
ہیں دیکھنا چاہتا ہے پس مجھے دیکھو کہ میں ہی وہ سب ائمہ ہوں۔
میری دعوت کو قبول کرو کہ میں ہی تمہیں ان تمام امور کی خبر دیتا
ہوں جن کی خبر تمہیں دی جا چکی ہے اور جنکی خبر تمہیں نہیں دیگئی ہے
اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک حضرت
امام مہدی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ حسنینؑ اور تمام ائمہ اہل بیت
کے مثیل اور ان سب کے قائم مقام ہیں۔ گویا امام صاحب موصوف کے نزدیک امام
مہدی کا آنا بروزی رنگ میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے۔
حضرت علیؑ[1] کا آنا ہے حسنینؑ اور دیگر ائمہ اہل بیت کا آنا ہے اس سے ظاہر ہے

---

[1] الہام الٰہی میں علیؑ مرزا غلام احمد مہدی علیہ السلام کا نام رکھا گیا ہے الہام یہ ہے
يَا عَلِيُّ دَعْهُمْ وَاَنْصَارَهُمْ وَزِرَاعَتَهُمْ یعنی اے علی! تو ان کو اور ان کے مددگاروں
اور ان کی زراعت کو چھوڑ دے۔ دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱۹ حاشیہ۔

کہ امام ابو جعفر علیہ السلام مہدی کے وجود میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر ائمہ کی رجعت بروزی کے قائل تھے۔

اس حدیث کی تائید ایک اور روایت سے ہوتی ہے جو مسند احمد بن حنبل میں موجود ہے۔ حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے جس میں وضاحت سے آپ نے فرمایا کہ وہ شیعہ جو حضرت علیؓ کی اصالتاً رجعت کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اگر حضرت علیؓ نے اصالتاً دوبارہ آنا ہوتا تو ہم ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرتے۔ اور نہ ان کی میراث تقسیم کرتے وہ روایت یہ ہے:-

عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
اَنَّ الشِّيْعَةَ يَزْعَمُوْنَ اَنَّ عَلِيًّا يَرْجِعُ قَالَ كَذَبَ
اُوْلٰئِكَ الْكَذَّابُوْنَ لَوْ عَلِمْنَا ذَالِكَ مَا تَزَوَّجَ نِسَاءَهٗ
وَلَا قَسَمْنَا مِيْرَاثَهٗ۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۴۸)

یعنی عاصم بن حمزہؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حسنؓ بن علیؓ سے پوچھا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ واپس آئینگے فرمایا۔ یہ خیال جھوٹا ہے۔ اگر ہم ایسا سمجھتے تو ان کی بیویوں کا نکاح نہ کرتے اور نہ ان کی میراث تقسیم کرتے۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حسنؓ بن علیؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اصالتاً رجعت کے قائلوں کو جھوٹا سمجھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیت کا صحیح مذہب یہی تھا کہ ائمہ کی اصالتاً رجعت محال ہے پس جن روایات

میں ائمہ کی رجعت کا ذکر آیا ہے وہ رجعت بروزی پر محمول ہونی چاہئیں۔
جب حضرت علیؓ اور حسنین علیہم السلام واپس نہیں آئیں گے تو ظالموں اور
یزیدیوں کا اصالتًا زندہ ہو کر واپس آنا بھی درست نہ رہا۔ ہاں یہ درست
ہے کہ ظالموں اور یزیدیوں کے مثیل امام مہدی کے زمانہ میں موجود ہونگے
جو امام مہدی علیہ السلام کی خلافت میں ان کے مزاحم ہوں اور یہ بھی ضروری
ہے کہ امام مہدی خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں
اور اگر کوئی روایت رجعت بروزی پر محمول نہ ہو سکے تو وہ موضوع سمجھی جائیگی۔

**مہدی قاتلانِ حسینؓ کی ذریت پر جو
اُسکے ظہور کے وقت موجود ہوگی غالب آئیگا**

یہ توجیہہ جو ہم نے اوپر پیش کی ہے
کہ امام مہدی کے زمانہ میں ظالموں
اور یزیدیوں کے مثیل موجود ہونگے
جن پر امام مہدی علیہ السلام غالب آئیں گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے خلفاء سے غصب شدہ خلافت کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب
ہو جائیں گے" شیعہ روایات میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ امام ابی الحسن
الرضاء اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے جو روایات مروی ہیں ان میں
بتصریح مذکور ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام قاتلانِ حسینؓ کو قتل
نہیں کریں گے بلکہ ان کی اس ذریت کو قتل کریں گے جو امام مہدی علیہ
السلام کے زمانہ میں موجود ہوگی۔ کیونکہ وہ اپنے آباء کے فعل پر راضی
ہوگی۔ چنانچہ بحار الانوار میں ہے :-

اَلْهَمْدَانِیْ عَنْ عَلِیٍّ عَنْ ہمدانی نے علی سے اور علی نے اپنے

أبيه عن الهروي قال
قلت لأبي الحسن الرضاء
يا ابن رسول الله ما تقول
في حديث روي عن الصادق
عليه السلام انه قال
إذا خرج القائم قتل
ذراري قتلة الحسين
بفعال آبائها فقال
عليه السلام هو كذلك
فقلت وقول الله عزوجل
ولا تزر وازرة وزر
أخرى. ما معناه قال
صدق الله في جميع أقواله
ولكن ذراري قتلة
الحسين يرضون بفعل
آبائهم ويفتخرون
بها ومن رضي شيئا
كان كمن أتاه ولو
أن رجلا قتل بالمشرق

باپ سے اور اس نے ہروی سے
روایت کی کہا کہ میں نے ابی الحسن
الرضاء علیہ السلام سے پوچھا۔
کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے بیٹے! آپ اس حدیث
کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو حضرت
جعفر صادق علیہ السلام سے مروی
ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ جب
قائم نکلیں گے تو وہ قاتلانِ حسینؑ
کی ذریت کو ان کے آباؤ کے
فعل کی بناء پر قتل کریں گے۔ تو
آپ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے
پس میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے
اس قول کے پھر کیا معنے ہوں گے
لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ
یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی
دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا
فرمایا۔ اللہ اپنے تمام اقوال
میں سچا ہے لیکن قاتلانِ حسینؑ

فرضی رجل بالمغرب لکان الراضی عند اللہ عز وجل شریک القاتل وانما یقتلهم القائم اذا خرج لرضاهم بفعل آبائهم۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۱ باب سیرۃ و اخلاقہ)

کی ذریت اپنے آباؤ کے فعل پہ راضی ہوگی ۔ اور اس پر فخر کرتی ہوگی ۔ اور جو کسی فعل پر راضی ہو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ خود اسی نے کیا ۔ اور اگر کوئی شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور مغرب کا کوئی شخص اس پر راضی ہو تو وہ راضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاتل کے ساتھ شریک ہوگا ۔ پس قائم (امام مہدی) جب ظاہر ہوں گے تو وہ اس لئے ان کی ذریت کو قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباء کے فعل (قتل حسینؑ) پر راضی تھے

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام ابی الحسن الرضاء اور امام جعفر صادق علیہم السلام کے نزدیک حضرت امام حسینؑ دنیا میں اصالتاً نہیں آئیں گے بلکہ امام مہدی علیہ السلام ہی ان کے قائم مقام ہوں گے نیز قاتلانِ حسینؑ بھی اصالتاً زندہ ہو کر نہیں آئیں گے بلکہ ان کی وہ ذریت ان کے قائم مقام ہوگی جو مہدیؑ کے زمانہ میں موجود ہوگی پس ائمہ رجعت حقیقی کے قائل نہ تھے ۔ بلکہ رجعت بروزی کے قائل تھے ۔

امام مہدی پر امن ذرائع سے خلافت قائم کریں گے

امام مہدیؑ کے ذریعہ ظالموں کے قتل سے مراد یہ نہیں ہے کہ مہدیؑ تلوار سے

انہیں قتل کریں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ قرآنی دلائل اور الٰہی نشانوں کے ذریعہ مخالفین کو شکست دیں گے کیونکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ امام مہدی خون کا ایک قطرہ تک بہائے بغیر ہی خلافت قائم کریں گے۔ یہ حدیث شیعہ کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ میں ان الفاظ میں آئی ہے۔

ابن عساکر عن ابی سعید خدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منّا المھدی فاقا القائم فیاتیہ الخلافۃ ولم یھرق فیھا محجمۃ من دم (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۱۸۲)

یعنی ابن عساکر نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ہم سے ہے۔ (یعنی ہماری امت سے) پس قائم (مہدی) کو خلافت ملے گی۔ اور ایک چلو بھر خون تک اس کے قائم کرنے کی خاطر نہیں بہایا جائے گا۔ (یعنی خلافت امن کے ساتھ قائم ہوگی)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی خلافت تلوار یا لڑائی یا خونریزی کے ذریعہ قائم نہ ہوگی بلکہ پرامن ذرائع سے قائم ہوگی۔ اس روایت کے مطابق امام مہدی علیہ السلام ایسی حالت میں ظاہر نہیں ہوں گے کہ انہیں تلوار اٹھانی پڑے۔ بلکہ انہوں نے پرامن ذرائع سے اپنی خلافت زمین پر قائم کر دی ہے۔ کیونکہ اس روایت کے مطابق امام مہدی علیہ السلام کی خلافت محض روحانی نہ کہ سیاسی

سیاسی خلافت میں امام کے ذریعہ مجرمین کو سزائیں دی جاتی ہیں اور قاتلین کو قتل کیا جاتا ہے لیکن امام مہدی کی خلافت کے قیام میں بموجب حدیث مقدر تھا کہ وہ پرامن ذرائع سے قائم ہو اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ وہ محض روحانی خلافت ہے۔ بخاری شریف کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ کہ مسیح موعود صاحب سیف نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ لڑائی کو روک دے گا۔ جیسا فرمایا ہے۔ وَيَضَعُ الْحَرْبَ کہ وہ لڑائی کو روک دے گا۔

مہدی پر وحی ہوگی اور اس پر عمل کریگا

یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدی پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی یا جبریل اور فرشتے نازل ہوں گے ابی جعفر سے روایت ہے۔

وَيُوحَىٰ إِلَيْهِ فَيَعْمَلُ بِالْوَحْيِ بِأَمْرِ اللّٰهِ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۰۴ ، نیز بحوالہ الثاقب ج ۲ ص ۲۶)

اور اس کی (مہدی کی) طرف وحی ہوگی پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وحی پر عمل کرے گا۔

حضرت جعفر صادقؑ سے مفضل بن عمر کی ایک لمبی روایت میں ہے کہ آپ نے جبریل میکائیل اور دوسرے فرشتے نازل ہوں گے۔

فَإِذَا نَامَتِ الْعُيُونُ وَغَسَقَ اللَّيْلُ نَزَلَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَالْمَلَائِكَةُ صُفُوفًا فَيَقُولُ لَهُ جِبْرِيلُ

پس جب آنکھیں سو جایا کریں گی اور رات اندھیرا کرے گی تو اس کی (مہدی کی) طرف جبریل و میکائیل اور دوسرے فرشتے صف میں

يَا سَيِّدِي قَوْلُكَ مَقْبُولٌ
وَ أَمْرُكَ جَائِزٌ فَيَمْسَحُ
يَدَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ ۔
(بحار الانوار ج ۱۳ صفحہ ۲۰۳)

(نازل ہوں گے پہلے جبرئیلؑ اسے کہیں گے اے میرے سردار! تیری بات مقبول ہے اور تیرا کام جائز ہے پس وہ آپ کے منہ کو اپنے ہاتھ سے مسح کریگا یعنی اسے برکت دیگا)

پس امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونے پر اپنے اوپر خدا کی وحی اور فرشتے نازل ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ تو وہ سچا اور اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہوگا۔ اور اس پر اعتراض کرنا بے جا ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سچا مہدی نہیں ٹھہر سکتا۔[1]

مہدی علیہ السلام عیسیٰؑ سے افضل ہونگے یہ بھی تصریح کی گئی ہے کہ امام مہدی حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے افضل ہوں گے چنانچہ لکھا ہے:۔

"افضلیت حضرت امام مہدی علیہ السلام بر حضرت مسیح علیہ السلام ثابت و واضح است" (غایۃ المقصود ج ۲ صفحہ ۱۳۹)

یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فضیلت حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر ثابت اور واضح ہے۔

پس ضروری ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہو اور حضرت مسیح سے افضل ہونیکا دعویٰ کرے۔ حضرت مرزا صاحب کے اس شعر کا یہی مطلب ہے سہ

---

[1] نور الانوار میں ہے کہ مہدی پر وہ تمام فرشتے نازل ہونگے جو پہلے انبیاء پر نازل ہوتے تھے اور وہ فرشتے بھی جو پہلے کسی پر نازل نہ ہوئے (ایضاً صفحہ ۲۳۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور یہ آپ نے الہام الٰہی کے مطابق کہا ہے۔

مہدی تجدید اسلام میں یگانگت رکھے گا!

یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدی پہلی عمارت کو گرا کر اسلام کو بالکل نئے رنگ میں پیش کریگا جس کے یہ معنی ہیں کہ تمام مسلمان فرقوں کی غلط باتوں کو رد کر کے وہ اسلام کو ان بنیادوں پر قائم کرے گا جن پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا۔ جیسا روایت ہے:۔

يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسْتَأْنِفُ الْاِسْلَامَ جَدِيْدًا۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۹۱)

(مہدی) پہلی عمارت کو گرا دے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اسلام کو نئے رنگ میں پیش کرے گا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور پر کسی فرقہ کو اپنے عقائد پر اصرار کا حق نہیں ہوگا۔ اور صحیح اسلام وہی ہوگا جو امام مہدی سکھلائے گا۔

مہدی کی نافرمانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے:۔

يُقِيْمُ النَّاسَ عَلٰى مِلَّتِيْ وَ شَرِيْعَتِيْ وَ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ اَطَاعَهٗ اَطَاعَنِيْ وَ مَنْ عَصَاهُ عَصَانِيْ۔ (بحار الانوار ج۱۳ ص۱۱)

یعنی وہ مہدی لوگوں کو میری ملت اور شریعت پر قائم کرے گا۔ اور انھیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دے گا۔ جو اس کی اطاعت کرے گا اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ ایک اور حدیث میں امام مہدی کی بیعت کرنے کی تاکید میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ[2] (بحار الانوار ج۱۳ ص۱۲) یعنی جب تم مہدی کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو۔ اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر بھی چلنا پڑے اس لئے کہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔

ایک حدیث ہے: مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (رینابیع ص۴۲) یعنی جو شخص مرگیا اور اس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا ضرور وہ جاہلیت کی موت مرگیا۔

مہدی قرآن کی نئی تفسیر لائیگا شیعہ روایات میں ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوگا تو قرآن مجید کی نئی تفسیر پیش کرے گا کیونکہ لکھا ہے کہ اس وقت قرآن کی تعلیم اٹھ گئی ہوگی اور غلط

---

[1] علی محمد باب کا قرآن کو منسوخ کر کے نئی شریعت پیش کرنا اس روایت کے خلاف ہے کیا وہ مہدی نہ تھا۔

[2] مہدی کو خلیفۃ اللہ کہنا اس کے مامور اور مرسل من اللہ ہونے پر دلیل ہے۔

تفسیریں شائع ہو گئی ہوں گی۔ چنانچہ ابی عبداللہ سے روایت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ لَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ وَلَا مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ یُسَمَّوْنَ بِہٖ وَھُمْ اَبْعَدُ النَّاسِ مِنْہُ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی فُقَہَاءُ ذٰلِکَ الزَّمَانِ شَرُّ فُقَہَاءَ تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ مِنْھُمْ خَرَجَتِ الْفِتْنَۃُ وَاِلَیْھِمْ تَعُوْدُ

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۵۲ مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۸ بطور روایت بالمعنی)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن کی صرف تحریر باقی رہے گی اور اسلام کا صرف نام باقی رہے گا۔ مسلمان اسلامی نام رکھیں گے مگر اسلام سے بہت دور ہوں گے ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی اس زمانہ کے فقہاء آسمان کے سایہ کے نیچے بدترین فقہاء ہوں گے ان میں سے ہی فتنہ اٹھیگا اور پھر انہی کی طرف واپس لوٹ جائیگا (یعنی ان کا اٹھایا ہوا فتنہ ان ہی کو نقصان پہنچائے گا)

پھر لکھا ہے کہ امام مہدی کے دل میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا علم اس طرح اگتا چلا جائے گا جس طرح خوبصورت کھیتی اگتی ہے چنانچہ ابو جعفرؑ سے روایت ہے۔

اِنَّ الْعِلْمَ بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَ

یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

جَلَّ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ لَيَنْبُتَنَّ فِيْ مَهْدِيِّنَا كَمَا يَنْبُتُ الزَّرْعُ عَلٰى اَحْسَنِ نَبَاتِهٖ۔

صلے اللہ علیہ وسلم کا علم ہمارے مہدی کے دل میں ایسے اگتا چلا جائے گا جیسے کہ خوبصورت کھیتی اگتی ہے۔

(ایضاً صـ۱۸۳)

قرآن کریم آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہی جمع کیا گیا تھا۔

اگرچہ بعض شیعہ روایات ایسی موجود ہیں کہ قرآن مجید میں کمی بیشی ہوئی ہے۔ اور گویا وہ تحریف سے پاک نہیں ہوگا۔ مگر بعد کے شیعہ محققین نے سنی روایات سے استفادہ کرتے ہوئے شیعہ روایات کو اس بارہ میں رد کر دیا ہے اور اس بارہ میں سنی مذہب کی تائید کی ہے۔ کہ قرآن مجید ہر کمی بیشی سے پاک اور محفوظ ہے۔ چنانچہ صاحب مجمع البیان نے اس بارہ میں سب سے پہلے قرآن کریم کے محفوظ ہونے کے متعلق آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (حجر ع۱) کے تحت ایک سنی روایت سے استفادہ کیا ہے جو درج ذیل ہے:۔

ابن عباس اور قتادہ سے روایت ہے کہ قرآن زیادتی اور کمی اور تغیر و تحریف سے محفوظ ہے۔ اور کسی طرف سے اس میں باطل راہ نہیں پا سکتا۔ اور کہا گیا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں کہ آخر زمانہ تک اسی حالت میں رہے گا جس حالت میں وہ اب موجود ہے پھر اسے امت منتقل کرتی رہے گی۔ اور قیامت

تک ہر زمانہ میں اس کی حفاظت کرے گی تاکہ اس سے اس عورت پر حجت قائم ہو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو لازم پکڑیں حسن سے روایت کیا گیا ہے" (مجمع البیان ج ۱ ص۱۵)

اس کے بعد صاحب مجمع البیان نے علی بن حسین موسوی کی کتاب "الموضح عن اعجاز القرآن" سے نقل کیا ہے کہ قرآن مجید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود زندگی ہی میں مرتب کرا کر محفوظ کرا دیا تھا چنانچہ لکھا ہے

اَنَّ الْقُرْاٰنَ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَجْمُوْعًا مُؤَلَّفًا عَلٰی مَا هُوَ عَلَیْهِ الْاٰنَ وَاسْتَدَلَّ عَلٰی ذٰلِكَ بِاَنَّ الْقُرْاٰنَ کَانَ یُدَرَّسُ وَیُحْفَظُ جَمِیْعُهٗ فِیْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ حَتّٰی عَیَّنَ عَلٰی جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ فِیْ حِفْظِهِمْ لَهٗ وَاِنَّهٗ کَانَ یُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ وَیُتْلٰی عَلَیْهِ وَاَنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ

قرآن مجید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسی طرح مجموعہ اور مرتب کردہ صورت میں تھا جیسا کہ وہ اس وقت موجود ہے اور ا(مرتضی علی بن الحسین موسوی) نے استدلال کیا ہے کہ قرآن کا اس زمانہ میں درس دیا جاتا تھا اور حفظ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ حضرت علی نے صحابہ کی ایک جماعت کو قرآن کو ان کے لئے حفظ کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا تھا اور آپ پر پڑھا جاتا تھا۔

وَغَيْرُهُمَا خَتَمُوا الْقُرْآنَ
عَلَى النَّبِيِّ عِدَّةَ خَتَمَاتٍ
وَكُلُّ ذَالِكَ يَدُلُّ بِأَدْنَى
تَأَمُّلٍ عَلَى أَنَّهُ كَانَ
مَجْمُوعًا مُرَتَّبًا غَيْرَ
مَبْتُورٍ وَلَا مَبْثُوثٍ
وَذَكَرَ أَنَّ مَنْ خَالَفَ
فِي ذَالِكَ مِنَ الْإِمَامِيَّةِ
وَالْحَشْوِيَّةِ لَا يُعْتَدُّ
بِخِلَافِهِمْ فَإِنَّ الْخِلَافَ
فِي ذَالِكَ مُضَافٌ إِلَى
قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ
نَقَلُوا أَخْبَارًا ضَعِيفَةً
ظَنُّوا صِحَّتَهَا لَا يُرْجَعُ
بِمِثْلِهَا عَنِ الْمَعْلُومِ
الْمَقْطُوعِ عَلَى صِحَّتِهِ ۔
(تفسیر مجمع البیان ج ۱ ص ۵)

اور یقیناً صحابہ میں سے ایک جماعت
جیسے عبد اللہ بن مسعود اور اُبی بن
کعب وغیرہ نے نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کے سامنے کئی دفعہ
قرآن کو ختم کیا اور یہ ساری باتیں
بادنیٰ تامل اس بات پر دلالت
کرتی ہیں کہ قرآن شریف اکٹھا اور
مرتب تھا اور منتشر اور پراگندہ
نہ تھا اور اس بات کا بھی ذکر کیا
ہے کہ امامیہ اور حشویہ میں سے
جس نے اس بات کی مخالفت کی ہے
اس کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں
کیا جائے گا۔ کیونکہ اس بارہ میں
اختلاف حدیث والوں کی طرف
منسوب ہے جنہوں نے کچھ کمزور
خبریں نقل کیں اور ان کے صحیح ہونے
کا گمان کر لیا۔ ایسی باتوں کی طرف
کوئی رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ اس شے کے مقابلہ میں جس کے متعلق معلوم ہے
کہ اس کی صحت قطعی اور یقینی ہے (یعنی قرآن کریم کے مقابلہ میں)

پس گو قرآن مجید لفظاً لفظاً محفوظ تھا اور یہ بعد کے شیعہ محققین کو بھی مسلّم ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کی موجودگی میں قرآن کریم کے معانی اور مفہوم کے متعلق امت میں بہت سا اختلاف موجود تھا۔ اور اس غلط عقیدہ پر قریباً اتفاق تھا۔ کہ قرآن میں کئی آیات ناسخ ہیں اور کئی منسوخ۔ جس کی وجہ سے علی محمد باب اور بہاء اللہ ایرانی کو یہ جرأت پیدا ہو گئی۔ کہ وہ قرآن شریف کو کلیۃً منسوخ قرار دیں۔ اور البیان اور الاقدس کے نام سے نئی الہامی کتابیں پیش کریں۔ اور اس سلسلے میں بہائیوں نے اس شیعہ روایت سے بھی ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے۔ جس میں یہ درج تھا کہ مہدی ایک نئی کتاب[1] لائیگا۔ گو آجکل کے شیعہ بہائیوں کی تردید میں یہ کہتے ہیں کہ کتاب جدید سے مراد نئی تفسیر ہے۔ نئی الہامی کتاب جو قرآن کو منسوخ کرے اور جو اس کے علاوہ ہو اور یہ بات شیعوں کی دوسری روایات کے مطابق درست ہے کہ امام مہدی صرف اسلام کی تجدید کے لئے مبعوث ہونے والا تھا نہ اس کو منسوخ کرنے کے لئے۔ حضرت مرزا غلام احمد مہدی علیہ السلام قرآن مجید کی کسی آیت یا لفظ کو ان معنوں میں منسوخ نہیں مانتے کہ بعض آیات کے حکم کو ہمیشہ کے لئے اٹھا دیا جاتے۔ کیونکہ ایسے نسخ کا عقیدہ ماننے سے کلام اللہ میں بہت سی خرابیاں راہ پا سکتی ہیں۔ اس بارہ میں قرآن مجید کا خود یہ اعلان

---

[1] دیکھو بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۔

ہے کہ اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ
یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ (حٰم سجدہ)
یقیناً وہ غالب آنیوالی کتاب ہے اس میں باطل نہ اس کے سامنے سے راہ
پا سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے۔ یہ حکمت والے تعریف کئے گئے خدا کی طرف سے
اتاری ہوئی ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا کوئی حکم اس کے
نزول کے بعد باطل نہیں ہو سکتا۔ اگر نسخ مانا جائے۔ تو اس میں ایسی آیات
ماننی پڑتی ہیں جن کا حکم اب باطل ہو چکا ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ نے قرآن
مجید کا جو علم دیا ہے وہ ایسا بے نظیر ہے جس پر دشمنان اسلام کی طرف سے
کوئی معقول اعتراض نہیں ہو سکتا۔ آپ نے شرک کے راستوں کو واضح
کر کے توحید حقیقی کا راستہ دکھایا ہے اور براہین نیرہ سے ثابت کیا ہے
کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا بے مثل اور بے نظیر کلام ہے۔ جو قیامت تک
متلاشیان حق کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"حدیثوں میں یہ بات بوضاحت لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اس
وقت دنیا میں آئے گا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اٹھ جائے گا
اور جہل شیوع پا جائے گا۔ یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک
حدیث میں یہ اشارہ ہے۔ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا
بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ یہ وہ زمانہ ہے
جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اس
سن ہجری میں شروع ہوگا جو آیت وَ اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ

لَقَادِرُوْنَ میں بحساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۲۷۴ھ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۲۶۸)

حضرت علی کی تفسیر

حضرت علیؑ کی تفسیر جو آپ کے بعد فیج اعوج کے زمانہ میں گم ہو گئی تھی اور امام مہدی نے لانی تھی وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی علیہ السّلام دُنیا میں لے آئے کیونکہ ایک کشف میں یہ تفسیر خود حضرت علیؑ نے آپ کے حوالے کر دی چنانچہ حضور ایک عربی قصیدہ میں جو آپ نے حضرت علی کی شان اور فضیلت میں لکھا ہے فرماتے ہیں:

"آپ کو حضرت علیؑ کو، قرآن کے دقائق سمجھنے کے لئے عجیب ادراک دیا گیا تھا۔ اور میں نے آپؓ کو دیکھا جبکہ میں بیداری میں تھا نہ خواب میں پس آپؓ نے مجھے کتاب اللہ کی ایک تفسیر دے دی اور فرمایا۔ یہ میری تفسیر ہے جو اب تیرے حوالہ کی جاتی ہے پس تجھے اس پر مبارک ہو جو تجھے دی گئی ہے۔ پھر میں نے اپنے ہاتھ آگے کئے اور تفسیر کو لے لیا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ جو معطی و قادر ہے میں نے آپ کو مضبوط خلقت اور سچے خُلق میں پایا۔ آپ تواضع اور انکسار کی حالت میں تھے اور منوّر اور متہلّل تھے۔ اور میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ وہ مجھے محبت اور الفت کے ساتھ ملے اور میرے دل میں القاء کیا گیا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ اور میرے عقیدہ سے واقف ہیں اور اس بات کو بھی جانتے تھے کہ میں اپنے مسلک اور مشرب میں شیعہ کا مخالف ہوں

لیکن انہوں نے بُرا نہ منایا نہ مجھ سے پہلو تہی کی بلکہ مجھ سے خالص
دوستوں کی طرح اظہار محبت کرتے رہے۔ آپؑ کے ساتھ حسنینؑ
اور خاتم الرسل بھی تھے صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور ان کے ساتھ
ایک خاتون جمیلہ، صالحہ، جلیلہ، مبارکہ، مطہرہ، معظمہ اور موقرہ
تھیں جو ایک نورانی وجود تھیں۔ میں نے انہیں غمگین پایا۔
لیکن وہ اپنے غم کو چھپانے والی تھیں پھر میرے دل میں
القاء کیا گیا کہ یہ حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں۔ میں کروٹ پر لیٹا
ہوا تھا۔ پس وہ میری طرف آئیں اور بیٹھ گئیں اور مہربانی کے
ساتھ (مادر مشفقہ کی طرح) میرے سر کو اپنی ران پر رکھا۔ اور
میں نے دیکھا کہ وہ میرے بعض غموں کی وجہ سے غمگین ہیں اور
ان ماؤں کی طرح جو اپنے بیٹوں کے مصائب کے وقت قلق
میں ہوتی ہیں وہ میرے لئے قلق میں ہیں۔ پس میں نے جان لیا
کہ میں دین کے تعلق سے ان کے بیٹے کے قائم مقام ہو گیا۔ اور
میرے دل میں ڈالا گیا کہ ان کا غم اس ظلم کی طرف اشارہ ہے
جو قوم اہل وطن اور مخالفین کی طرف سے مجھ پر ہوا۔ پھر
حسنین آئے اور وہ مجھ سے بھائیوں کی طرح محبت کرتے تھے
اور یہ ایک کشف تھا ان کشوف میں سے جو بیداری میں ہوتے
ہیں اور اس پر کئی سال گذر گئے اور مجھے علیؓ اور حسینؓ کے
ساتھ مناسبت ہے مگر یہ راز رب المشرقین والمغربین کے سوا

کوئی نہیں جانتا۔ اور میں حضرت علیؑ اور ان کے دونوں بیٹوں سے
محبت رکھتا ہوں اور ان لوگوں سے دشمنی رکھتا ہوں جو ان سے
دشمنی رکھیں۔ مگر اس کے باوجود میں غلو کرنے والوں میں سے
نہیں۔ اور نہ بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور میرے لئے
جائز نہیں ہے کہ میں اس امر سے اعراض کروں جو مجھ پر اللہ
تعالیٰ نے کھول دیا ہے۔ اور میں حد سے بڑھنے والوں میں
سے نہیں ہوں اگر تم قبول نہ کرو پس میرے لئے میرا عمل ہے
اور تمہارے لئے تمہارا عمل۔ اور عنقریب تمہارے اور میرے
درمیان اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے فیصلہ کر دے گا۔"
(ترجمہ از سر الخلافہ صفحہ ۵۸-۳۵۹)

امام مہدی کا مرکب نام ابی جعفرؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ نے امیرالمومنین سے پوچھا کہ اے ابن ابی طالب! مجھے امام
مہدی کا نام بتا دے۔ تو آپ نے جواب دیا۔

أَمَّا اسْمُهُ فَلَا إِنَّ حَبِيبِي وَخَلِيلِي عَهِدَ إِلَيَّ
أَنْ [illegible] بِاسْمِهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
وَهُوَ مِمَّا اسْتَوْدَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَسُوْلَهُ فِي
عِلْمِهِ (بحار الانوار ج۱۳ ص۱)

یعنی اس کا نام تو میں نہیں بتاتا کیونکہ میرے حبیب اور میرے دوست نے
مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اس کا نام کسی کو نہ بتاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

اسے مبعوث کرے اور یہ ان امور میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالےٰ نے صرف اپنے رسول کو دیا ہے۔

اس روایت کے مطابق چونکہ امام مہدی کا ذاتی نام نہیں بتایا گیا اس لئے امام مہدی کے متعلق روایات میں جتنے نام آئے ہیں وہ ان کے ذاتی نام نہیں بلکہ صفاتی نام ہیں۔ اور ان کا ذاتی نام سوائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اگرچہ امام مہدی کا پورا ذاتی نام نہیں بتایا گیا مگر ایسی روایات موجود ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ امام مہدی کا نام مرکب ہے اور وہ دو ناموں والا ہے۔ چنانچہ ابو جعفرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :-

وَهُوَ ذُوالْاِسْمَيْنِ خَلَفٌ وَمُحَمَّدٌ يَظْهَرُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ غَمَامَةٌ

(بحار الانوار جلد ۱۳ صـ۷)[1]

اور وہ (مہدی) دو ناموں والا ہے خلف اور محمد آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اور اس کے سر پر پگڑی ہوگی۔ (گویا وہ ایسے ملک میں آئے گا جس میں عموماً پگڑی کا رواج ہوگا)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کا نام دو حصوں سے مرکب ہے اور خَلَفٌ اور مُحَمَّدٌ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس کے نام کا ایک جزو اس کے خلیفہ، غلام اور امتی ہونے کو ظاہر کرے گا۔ اور دوسرا جزو اس طرف مشیر ہوگا کہ وہ محمد کے رنگ میں رنگین ہوگا

حضرت علیؓ سے ایک اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :-

---

[1] نیز دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صـ۳۰

لَهُ اِسْمَانِ اِسْمٌ يُخْفٰى وَاِسْمٌ يُعْلَنُ فَاَمَّا الَّذِيْ يُخْفٰى فَاَحْمَدُ وَاَمَّا الَّذِيْ يُعْلَنُ فَمُحَمَّدٌ (ایضاً ص)

اس کے (مہدی کے) دو نام ہیں۔ ایک نام پوشیدہ ہوگا اور ایک نام ظاہر ہوگا پوشیدہ نام احمدؐ ہے اور ظاہر نام محمدؐ ہے۔

اس روایت میں امام مہدی کے دو جمالی اور جلالی صفتوں کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ احمدؐ جمالی نام ہے جو جمالی صفات کو ظاہر کرتا ہے اور محمدؐ جلالی نام ہے جو جلالی صفات کا مظہر ہے جس طرح موسیٰ جلالی نام تھا اور عیسیٰ جمالی نام۔ اسی طرح محمدؐ جلالی نام ہے اور احمد جمالی نام۔ پس جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو جمالی اور جلالی صفات کے [illegible] تھے۔ اسی طرح امام مہدی بھی بروزی رنگ میں دونوں جمالی اور جلالی صفات کے مظہر ہوں گے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمدؐ و احمد کہ مجتبیٰ باشد

مظہر

؎ ایک روایت میں ہے کہ مہدی کے یہ نام ہیں احمد، عبداللہ۔ اور مہدی۔ اس کے ذیل میں شیعہ کی کتاب نور الانوار میں لکھا ہے کہ لوگ اس میں سے کسی ایک نام سے اسے پکاریں گے اگرچہ بعض ان میں اسکے لقب ہیں۔ (دیکھو نور الانوار ص۲۲) اس روایت سے امام مہدی کا صرف ایک نام متعین ہو جاتا ہے جس سے وہ موسوم ہوگا واقعات نے ظاہر کر دیا کہ وہ نام احمدؐ ہے۔

محمدؐ نام ظاہر اور احمدؐ مخفی ہونے سے اس طرف اشارہ ہے کہ احمدیت محمدیت کے تابع ہو گی یعنی اس کے ذریعہ محمدیت یعنی اسلام ہی کا دنیا میں چرچا ہو گا۔ اور دین محمدی کی اشاعت مقصود ہو گی۔

ایک روایت میں جو ابی جعفر بن علیؓ سے ہے امام مہدی کا نام غلام بھی ہے جس میں فرمایا۔

يَبْعَثُ اللّٰهُ لِهٰذَا الْاَمْرِ غُلَامًا [illegible] خَفِيَّ الْمَوْلِدِ وَالْمَنْشَاءِ غَيْرَ خَفِيٍّ فِي نَفْسِهٖ (ايضاً ص۹)

اللہ تعالیٰ اس امر کے لئے ایک غلام کو ہم میں سے مبعوث کریگا جس کی جائے پیدائش اور جائے پرورش مخفی ہے (یعنی نامعلوم ہے)

مگر اپنی ذات میں مخفی نہیں (یعنی دعویٰ کرنے پر اس کی جائے پیدائش و پرورش دنیا کو معلوم ہو جائے گی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابو جعفرؓ سے پوچھا گیا کہ امام مہدی کب ہوں گے تو آپ نے جواب دیا۔

قَالَ اِذَا سَارَتِ الرُّكْبَانُ بِبَيْعَةِ الْغُلَامِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْفَعُ كُلَّ ذِي صِيْصِيَةٍ لِوَاءً (ايضاً ص۸)

یعنی جب سواریاں غلام کی بیعت کے ساتھ نکلیں گی۔ تو اس وقت ہر شوکت و طاقت والا ملک ایک دوسرے کے خلاف جھنڈا لیکر کھڑا ہوگا

صاحب بحار الانوار اس عبارت کی تشریح میں لکھتا ہے:۔

قَوْلُهٗ سَارَتِ الرُّكْبَانُ

یعنی ابی جعفرؑ کا یہ فرمانا کہ سواریاں

اَیْ یَنْتَشِرُ الْخَبَرُ فِی الْاٰفَاقِ بِاَنْ یُبَایِعَ الْغُلَامَ اَیِ الْقَائِمِ۔ (البشریٰ مت)	چلیں گی اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تمام عالم میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ غلام کی بیعت کی جا رہی ہے یعنی مہدی کی[1]

مصنف بحار الانوار نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۴ پر امام مہدی کا نام غلام لکھا ہے یعنی غلام علیہ السلام۔

ابی جعفرؓ سے روایت ہے کہ مہدی کا نام منصور۔ احمد۔ محمد۔ محمود اور عیسےٰ ہے جیسا لکھا ہے۔

قَالَ سَمَّی اللّٰہُ الْمَہْدِیَّ الْمَنْصُوْرَ کَمَا سَمَّی اَحْمَدَ وَمُحَمَّدَ وَمَحْمُوْدَ وَکَمَا سَمَّی عِیْسٰی الْمَسِیْحَ (البشریٰ ملا)	یعنی فرمایا کہ اللہ نے مہدی کا نام منصور رکھا ہے جیسا اس کا نام احمد۔ محمد۔ محمود۔ اور جیسا کہ اس کا نام عیسےٰ مسیح رکھا گیا ہے

بعض اُمتی روایات اس بارے میں کہ مہدی کا نام احمد ہو گا۔ شیعہ روایات کی تصدیق کرتی ہیں۔ چنانچہ امام بخاری کی روایت ہے:۔

---

[1] اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مہدی کے ظہور کے بعد عالمگیر جنگ ہو گی پس یہ جنگ بھی زمانہ مہدی کو متعین کرتی ہے اور یہ جنگ ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی اس وقت امام مہدی دُنیا میں ظاہر ہو چکے ہوئے تھے۔ اور ان کی جماعت موجود تھی اور یہ ابتدا میں دنیا میں اسلام کا پرچار کر رہی ہے اور اعلان کر رہی ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ وَھِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَھْدِیِّ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ (رواہ البخاری فی تاریخہ)[1]	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک جماعت ہندوستان میں مخالفین سے جہاد کرے گی۔ اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی جس کا نام احمد ہے (اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا)

پس شیعہ و سنی روایات متفقہ طور پر بتاتی ہیں۔ کہ مہدی کا نام احمد بھی ہے۔ اور ائمہ اہل بیت کی مذکورہ بالا روایات بتاتی ہیں۔ کہ مہدی کا نام مرکب ہے اور یہ کہ اس کا ایک نام غلام بھی ہے۔ پس جب غلام اور احمد کو ملایا جائے تو مہدی کا مرکب نام غلام احمد قرار پاتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم اور روحانی بیٹا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے۔ کہ والدین نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا نام غلام احمد ہی رکھا۔ چونکہ منشاء الٰہی کے تحت اس نام کا اخفاء ضروری تھا۔ اس لئے حضرت امیر المومنین علیؓ کی حدیث میں بتایا گیا۔ کہ مہدی کا نام مخفی رہے گا۔ لیکن بعض حدیثوں میں یہ اشارہ بھی کر دیا گیا کہ مہدی کا نام مرکب ہے اور دوسری روایات میں اس مرکب نام کے دونوں ٹکڑے بھی الگ الگ طور پر بیان ہوئے۔ پس غلام احمد امام مہدی کا پورا نام قرار پاتا ہے جیسا کہ

[1] اس روایت میں غزوہ سے مراد روحانی مقابلہ ہے بوجہ حدیث یکسر الصلیب (صحیح بخاری)

واقعات سے بھی ظاہر ہو گیا اور مخفی نام کی حقیقت منکشف ہوئی۔ [1] فالحمد لله علی ذالک۔

اب رہے دیگر نام منصور، محمد، محمود، عیسیٰ، مسیح اور مہدی وغیرہ تو یہ نام امام مہدی کے صفاتی نام ہیں جو اس کی مختلف حیثیتوں اور اس کے مختلف کاموں کے پیش نظر اسے دیئے گئے ہیں۔ منصور اس لئے کہ اسے خدا کی طرف سے نصرت دی جائے گی۔ محمد اس وجہ سے کہ وہ محمد کے رنگ میں رنگین ہوگا۔ محمود اس لئے کہ اس کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد دنیا میں قائم ہوگی۔ عیسیٰ مسیح اس لئے کہ وہ عیسائیوں کی اصلاح کرے گا۔ اور مسیح کی طرح ظاہری حکومت کے ساتھ نہیں آئیگا۔ اور مہدی اس لئے کہ اسے خدا سے ہدایت ملے گی اور وہ ضلالت دور کرے گا۔ [2]

لفظ غلام سے یہ نہ سمجھا جائے کہ امام مہدی چھوٹی عمر میں ظہور کرے گا اس لئے کہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ظہور کے وقت بڑی عمر کا ہوگا چنانچہ امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ جب امام مہدی نکلے گا تو اس وقت کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

عَلَامَتُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ شَيْخَ	یعنی اس کی علامت یہ ہے کہ وہ
السِّنِّ شَابَّ الْمَنْظَرِ حَتّٰى	عمر رسیدہ ہوگا اور جوان دکھائی
اَنَّ النَّاظِرَ اِلَيْهِ يَحْسَبُهٗ	دیگا یہاں تک کہ دیکھنے والا اُسے
اِبْنَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَوْ	چالیس سال یا اس سے کم عمر کا
دُوْنَهَا۔ (ایضاً ص۱۴۳)	گمان کرے گا۔

[1] غلام لقب جیسا کہ نجم الثاقب میں ہے کہ مہدی کا لقب غلام بھی اولیاء میں مشہور ہے (ایضاً ص۲۹ ج۱) چنانچہ

ان روایات سے ظاہر ہے کہ محمد بن حسن عسکری بطور مہدی کے ظاہر ہونے والے نہ تھے کیونکہ ان کا نام مرکب تھا نہ مشتق۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مہدی کا مولد یعنی جائے پیدائش بھی نامعلوم تھی اور محمد بن حسن عسکری کا مولد تو معلوم ہے۔ پس یہ حدیثیں بتاتی ہیں کہ مہدی محمد بن حسن عسکری کا بروز تو ہو سکتا ہے مگر خود محمد بن حسن عسکری بطور مہدی ظاہر ہونے والے نہیں ہو سکتے تھے۔ اگلی روایت بھی اسی بات کی مؤید ہے کیونکہ اس میں مہدی کے باپ کا نام حسن قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ علی کے نام پر قرار دیا گیا ہے۔ وہ روایت یوں ہے۔ ابی عبداللہ سے مروی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا اِسْمُهٗ قَالَ اِسْمُهٗ اِسْمُ نَبِیٍّ وَّاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمُ وَصِیٍّ۔ (بحار الانوار جلد ۱۳)

یعنی داؤد الرقی نے ابی عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ میں آپ پر قربان ہوں اس کا (مہدی کا) نام کیا ہے فرمایا اس کا نام نبی کا نام ہے اور اس کے باپ کا نام علی مرتضیٰ کا نام ہے۔

امام مہدی کا آسمانی نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آسمانی نام پر احمد قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات سے ظاہر ہے یَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْكَ (تذکرہ) آپ کے والد ماجد کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔ مرتضیٰ حضرت علی کا روحانی اور صفاتی نام ہے پس مرتضیٰ آپ کے نام کا اصل حصہ ہے جو آپ کے باپ نے آپ کا رکھا تھا۔ غلام مرتضیٰ کے بجا تو

مرکب یعنی معنی ہیں "ایسا لڑکا جو مرتضیٰ ہے" گویا غلام موصوف ہے اور مرتضیٰ صفت۔ گویا اس لڑکے کی پیدائش پر ماں باپ نے بطور تفاؤل اس کا نام حضرت علیؓ کے نام پر مرتضےٰ رکھا۔ اس طرح مندرجہ بالا روایت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر صادق آتی ہے۔

امام مہدی مشرق میں ظاہر ہوگا

مصنف بحار الانوار نے ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے "پانچواں باب اس بارے میں کہ امام مہدی کے مددگار مشرق کے لوگ ہوں گے" اس کے بعد ابن جزو الزبیدی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ	یعنی مشرق سے لوگ نکلیں گے جو
فَيُوَطِّئُوْنَ الْمَهْدِيَّ يَعْنِي	مہدی کو جگہ دیں گے یعنی اس کی
سُلْطَانَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ	خلافت کو قبول کریں گے یہ حدیث
حَسَنٌ صَحِيْحٌ رَوَتْهُ الثِّقَاتُ	حسن صحیح ہے جسے سچے اور معتبر لوگوں
وَالْاَثْبَاتُ وَاَخْرَجَهُ الْحَافِظُ	نے روایت کیا ہے اور اسے
اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِيْنِيُّ	حافظ ابو عبد اللہ بن ماجہ قزوینی
(بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۴۲)	نے بھی درج کیا ہے۔

آگے ایک اور حدیث علقمہ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ رایتها یعنی جو تم میں سے ان

کو پاؤں پیں آسے چاہیئے کہ وہ ان کے پاس آئیں اگرچہ برف کے اوپر گھٹنوں کے بل ہی چلنا پڑے" جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر حالت میں امت کو امام مہدی کی مددگار جماعت (انصار مہدی) میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ خواہ وہ عرب کے رہنے والے ہوں جو اس وقت آنحضرتؐ کے مخاطب تھے۔ یاد رہے کہ عرب کے مشرق میں فارس اور ہندوستان ہے اور شیعہ وسنی روایات میں امام مہدی کی بعثت کو کہیں فارس کی طرف اور کہیں ہندوستان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جس میں اشارہ تھا کہ مہدی فارسی الاصل ہوگا مگر ہندوستان سے اس کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ جب سورۃ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ نازل ہوئی تو صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ان لوگوں میں ایک شخص یا بہت سے اشخاص ہوں گے جو ایمان کو اگر ثریا پر بھی چلا گیا ہو اتار کر زمین پر قائم کریں گے۔ جیسا تفسیر صافی میں ہے۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ، وَفِي الْمَجْمَعِ عَنِ الْبَاقِرِ هُمُ الْاَعَاجِمُ وَمَنْ لَا يَتَكَلَّمُ بِلُغَةِ الْعَرَبِ قَالَ وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَقِيْلَ لَهٗ

آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کے تحت مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ (آخرین) عجمی لوگ ہیں اور وہ جو عربی زبان میں گفتگو نہیں کریں گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

مِنْ هٰٓؤُلَآءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى كَتِفِ سَلْمَانَ وَقَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ فِي الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ (تفسیر صافی زیر آیت مذکور سورۂ جمعہ تفسیر مجمع البیان ج۲ ص۲۸۶ تفسیر عمدۃ البیان ج۲ ص۵۶۵)

روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے یہ آیت پڑھی تو پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے اپنا ہاتھ سلمان (فارسی) کے کندھوں پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہو تو کئی آدمی ان میں سے (فارس والوں میں سے) اُسے پالیں گے۔

امام بخاریؒ نے بھی تفسیر سورۂ جمعہ میں اس آیت کے تحت یہ روایت درج کی ہے اس سے معلوم ہوگیا کہ اٰخَرِیْن سے مراد عجمی لوگ ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جن کی زبان عربی نہیں جن کے ظہور کا آخری زمانہ میں اس آیت میں ذکر ہے۔ اور یہ امام مہدی اور اس کی جماعت ہے۔

امام مہدی کے صحابہ بھی عجمی ہونگے

ایک اور روایت میں ہے کہ امام مہدی کے اوّلین صحابہ بھی عجمیوں کی اولاد ہوں گے چنانچہ ابی الجارود نے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اَصْحَابُ الْقَائِمِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَّثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا اَوْلَادُ الْعَجَمِ۔ (رجال الانوار ج۱۳ ص۱۹۱)

یعنی قائم (امام مہدی) کے صحابہ تین سو تیرہ آدمی عجمیوں کی اولاد ہیں۔

یہ جماعت احمدیہ کے وہ تین سو تیرہ افراد ہیں جنہوں نے سب سے پہلے

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر لدھیانہ شہر میں بیعت کی اور حضرت امام مہدی علیہ السلام نے ان کے ناموں کی فہرست اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں شائع فرمائی ہے۔

امام مہدی ہندوستان سے مبعوث ہوگا

اُوپر کی روایات سے واضح ہوگیا کہ امام مہدی کے انصار اور صحابہ عجمی اور عرب کے مشرق میں رہنے والے ہوں گے۔ مشرق کی تعیین ذیل کی روایتوں میں ہندوستان سے کی گئی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ وَھِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَھْدِیِّ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک جماعت ہندوستان میں جہاد کرے گی اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی جس کا نام احمد ہے (امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں بیان کیا)

مہدی کی زبان ہندوستانی زبان ہے

شیعہ لٹریچر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام مہدی کی زبان ہندوستانی زبان ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ امام مہدی ہندوستان سے ظہور فرمائیں گے۔ چنانچہ صافی شرح اصول کافی میں ابو سعید خانم ہندی کی روایت ہے کہ میں نے کشف میں امام مہدی سے ملاقات کی۔ اور انہوں نے ہندوستانی زبان میں میرے ساتھ بات چیت کی۔ شیعہ لٹریچر

ہیں جن لوگوں نے امام مہدی کی زیارت اور ملاقات کا دعویٰ کیا ہے ابوسعید غانم ہندی ان میں سے ایک مشہور آدمی ہیں ان کے اس کشف سے تاویل کئے بغیر معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی آخر زمانہ میں ہندوستان سے ظہور فرمائیں گے۔ اور ہندوستانی زبان میں تبلیغ کرینگے۔ یہ روایت ایک لمبی روایت ہے جس کی عربی عبارت کا ایک حصہ ہم پیچھے "کشمیر میں یوزآسف کے نام سے عیسےٰ مسیح کی ہجرت" کے باب میں درج کر آئے ہیں۔ ہم اس حصہ کا یہاں پہلے ترجمہ درج کرتے ہیں اور پھر غانم ہندی سے امام مہدی کے ہندوستانی زبان میں بات چیت کرنے والے کشف کا حصہ اصل مع ترجمہ درج کرتے ہیں۔

"محمد بن محمد عامری ابوسعید غانم ہندی سے روایت کرتا ہے کہ غانم نے کہا کہ میں ہندوستان کے ایک شہر اندرون کشمیر میں تھا اور میرے اور چالیس ساتھی بھی تھے۔ اور سب تورات و انجیل۔ زبور اور صحف ابراہیمؑ کے عالم ہوتے تھے۔ ہمارا ایک خلیفہ بھی ہوتا تھا جس کے ارد گرد ہم کرسیاں بچھا کر بیٹھ جاتے اور تورات و انجیل کے مطابق لوگوں کو تعلیم دیتے اور ان کے جھگڑوں میں فیصلے نافذ کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر چل پڑا۔ جس کا نام محمدؐ ہماری کتابوں میں درج تھا۔ ہم سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ اس پیغمبر کی تلاش کرنی چاہیئے چنانچہ مجھے بہت سا مال دے کر

ماوراء النہر کے علاقہ میں محمد ﷺ اور دین اسلام کی تحقیقات
کے لئے روانہ کیا گیا۔ میں بارہ ماہ چلتا رہا۔ راستہ میں مجھ
پر ڈاکہ پڑا۔ ترکوں نے میرا مال چھین لیا۔ میں کابل پہنچا۔ کابل
کے بادشاہ نے مجھے بلخ بھیج دیا۔ بلخ کے حاکم کو میری اطلاع
ہوئی کہ میں نبی کی تلاش میں نکلا ہوں اس نے علماء و فقہاء
کو جمع کیا جن سے میں نے مناظرہ کیا۔ بالآخر انہوں نے
مجھ سے کہا کہ اس پیغمبر کا نام کیا ہے جس کی تلاش میں تو
نکلا ہے میں نے کہا محمد ﷺ۔ انہوں نے کہا وہ تو ہمارا نبی ہے
چنانچہ میں نے آپ کی شریعت کے احکام و فرائض معلوم کئے
جو انہوں نے مجھے بتائے۔ پھر میں نے ان سے یہ بھی ذکر کیا
کہ ہماری کتابوں میں محمد اور اس کے خلفاء و ائمہ کا بھی ذکر ہے
اور آخری امام یعنی امام مہدی کا بھی۔ پس مجھے خلفاء کا نام
بتاؤ تب انہوں نے مجھے ان کے نام بتائے یہاں تک کہ آخر
زمانہ میں امام مہدی صاحب زماں کے ظہور کا بھی ذکر کیا اور
میرا مقصد امام مہدی کے ظہور کا امر ہی دریافت کرنا تھا تب
مجھے اطمینان ہوا اور میں نے اسلام قبول کیا۔"

پھر محمد بن محمد عامری راوی نام کے مزید حالات سفر بیان کرتے
ہوئے بیان کرتا ہے:-

ثُمَّ وَافَى قُمَّ وَقَعَدَ مَعَ — پھر وہ (غلام ہندی) قم میں آیا اور

أصحابنا في سنة ٢٦٣
وستين وخرج معهم
حتى وافى بغداد ومعه
رفيق له من أهل السند
كان صحبه على المذهب
قال فحدثني فانه قال
وأنكرت من رفيقي بعض
أخلاق فهجرته وخرجت
حتى صرت إلى العباسية
أتهيأ للصلوة وأصلي
وإني لواقف متفكر
فيما قصدت لطلبه إذا
أنا بآت قد أتاني فقال
أنت فلان اسمه بالهند
فقلت نعم فقال أجب
مولاك فمضيت معه
فلم يزل يتخلل بي الطرق
حتى أتى دارا وبستانا
فإذا أنا به جالس قال

ہمارے ساتھیوں کے ساتھ سنہ ۲۶۳
ہجری میں نکلی کی اور ان کے ساتھ
روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ بغداد
آیا اور اس کے ساتھ سندھ والوں
میں سے ایک دوست بھی تھا جو
مذہب کی بابت ہی اس کے ہمراہ
تھا۔ کہا کہ پس قاسم ہندی نے
مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنے
اس ہمراہی کے بعض اخلاق ناپسند
کئے اور اس سے علیحدہ ہو گیا
اور راہ پکڑا یہاں تک کہ عباسیہ
پہنچ گیا۔ جہاں میں نے نماز کی
تیاری کی اور نماز پڑھی پھر میں
متفکر تھا اس مقصد کے بارے
میں جس کے طلب میں میں نکلا تھا
کہ اچانک ایک آنیوالا میرے
پاس آیا اور ہندوستانی زبان
میں کہا کہ کیا تو فلاں شخص ہے جس
کا نام ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔

مَرْحَبًا يَا فُلَانُ بِكَلَامِ الْهِنْدِ كَيْفَ حَالُكَ وَكَيْفَ خَلَّفْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتَّى عَدَّ الْأَرْبَعِيْنَ كُلَّهُمْ فَسَأَلَنِي عَنْهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا ثُمَّ أَخْبَرَنِي بِمَا نَحْنُ فِيْهِ كُلُّ ذَالِكَ بِكَلَامِ الْهِنْدِ - (صافی

شرح اصول کافی کتاب الحجۃ باب مولد صاحب الزمان ص۲۲۲ جزو سوم حصہ ۳)

تو اس نے کہا آپ کو تیرے مولے (مہدی علیہ السلام) بلا رہے ہیں پس وہ مجھے مختلف راستوں سے گذار کر ایک مکان اور باغ میں لے گیا میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ امام علیہ السلام نے ہندوستانی زبان میں کہا، اے فلاں شاباش! آپ کا کیا حال ہے؟ اور فلاں کو فلاں کو کس حال میں پیچھے چھوڑ آئے ہو یہاں تک کہ ان سب چالیس آدمیوں کے نام گن ڈالے جن کو اندرون کشمیر پیچھے چھوڑ آیا تھا، پھر ایک ایک کا نام لے کر ان کے حالات پوچھے پھر مزید ان حالات کی خبر دی جن کی بابت ہم نے ان سے سوال کیا۔ یہ تمام بات چیت ہندوستانی زبان میں ہوئی "

یہ ایک کشفی واقعہ ہے جسے مصنف اصول کافی نے اس باب میں ذکر کیا ہے جس میں امام مہدی علیہ السلام کا مقام پیدائش بیان کرنا مقصود ہے جس سے یہی تعبیر نکلتی ہے کہ امام مہدی کا مقام پیدائش ہندوستان ہے کیونکہ اگر وہ ہندوستان میں پیدا نہ ہوں تو ان کی زبان ہندوستانی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ائمہ اور ماموریں اور انبیاء علیہم السلام اسی ملک

کی زبان میں تبلیغ کرتے ہیں جس ملک میں وہ پیدا ہوں۔ جیسا قرآن مجید
بیان کرتا ہے۔ کہ ہم نے رسولوں کو ان کی قوموں کی زبانوں کے ساتھ
مبعوث کیا۔ یعنی جو ان کی قوم کی زبان تھی۔ وہی زبان انبیاء کی تھی
اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف سے امام مہدی کے متعلق بتایا ہے
کہ وہ ہندوستان سے مبعوث ہوگا۔ اور اس کا نام احمدؐ ہے دوسری
طرف سے غالم ہندی کے اس کشفی واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس کی
زبان ہندوستانی زبان ہے۔ اب دیکھئے کہ یہ علامات مرزا غلام احمد
قادیانی میں پوری ہو چکی ہیں۔ وہی ہندوستان میں مبعوث ہوئے
اور انہی کا نام احمدؐ ہے اور انہوں نے ہی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا
ہے۔ اور انہی کی زبان ہندوستانی زبان ہے آپ نے اکثر کتابیں
ہندوستانی زبان میں لکھیں۔ اور اسی زبان میں تبلیغ کی۔ اور
آپ ہی کے تین سو تیرہ صحابہ مشہور ہیں جن کے نام مع تعداد آپ نے
اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں لکھے ہیں۔

سبحۃ المرجان از آزاد بلگرامی میں ہے کہ علامہ سیوطی ابن جریر۔
حاکم بیہقی اور ابن عساکر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے
فرمایا کہ سب سے پاکیزہ اور خوشبودار مقام ہندوستان ہے کیونکہ
یہاں حضرت آدمؑ اترے اور یہاں کے درختوں میں جنت کی خوشبو کا
اثر ہے۔ اس کے علاوہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے (بحوالہ ہندوستان

کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک" از سید صباح الدین عبدالرحمٰن ایم۔ اے مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۸ء)

امام مہدی چونکہ آدمؑ کے بھی بروز ہیں یعنی آدم ثانی ہیں اور حضرت آدمؑ کا جائے نزول ہندوستان تھا پس آدم ثانی یعنی امام مہدی کے لیے بھی مقدر تھا کہ وہ ہندوستان میں نازل ہوں سو جیسا مقدر تھا ویسا ہی وقوع میں آچکا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مہدی کے مددگار کشمیر سے آئیں گے

ظہور مہدی کی مقررہ تاریخ کے متعلق بعض شیعوں کی طرف سے ۱۳۳۱ھ ہجری میں ایک اشتہار شائع ہوا تھا کہ امام مہدی علیہ السلام اسی سال ۱۰ رجب کی دسویں تاریخ کو ظہور فرمائیں گے۔ اس اشتہار کی اصل عبارت ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں جب یہ اشتہار شائع ہوا تو اس کی بنا پر مرزا کبیر لکھنوی اور مولوی قاری سید افتخار حسین تحصیلدار رہوبنہ کے مابین خط و کتابت ہوئی تھی۔ افتخار حسین صاحب نے مرزا کبیر لکھنوی صاحب کو خط لکھا جس کے جواب میں انہوں نے اس مطبوعہ اشتہار کے سلسلے میں لکھا

"جناب افتخار حسین صاحب السلام علیکم! توقیع خاص و مژدہ عوام سے ہر کبیر و صغیر کو مسرت ہوئی مگر آپ نے غائب کی متعلق اشتہار میں ذکر نہ فرمایا کہ اگر غائب غار والے ۱۰ رجب اسی سال ظہور کریں گے تو اس غائب کا مددگار جو الی قشمیر میں غائب ہے وہ حضرت کس زمانہ میں ظہور فرمائینگے آیا دسمبر میں یا یکم جنوری میں؟"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے کشمیری مددگار کا جو انتظار تھا وہ کسی کشف کی بنا پر تھا۔ جو در اصل تعبیر طلب تھا اور اس کی تعبیر یہ تھی کہ مہدی کے کام میں کشمیر مددگار ثابت ہوگا۔ کیونکہ مہدی کا کام "کسر صلیب" بتایا گیا ہے۔ اور کسر صلیب کا تعلق کشمیر کی قبر مسیح کے انکشاف سے ہے اور "کسر صلیب" کے مسئلہ میں کشمیر کی تاریخ لکھنے والوں کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی مہدی علیہ السلام کو خوب مدد ملی ہے کیونکہ ان تاریخوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ یوز آسف یعنی عیسے مسیح بن مریم نے فلسطین سے کشمیر کی طرف خفیہ ہجرت کی تھی اور یہاں طبعی وفات پاکر محلہ انزمرہ (خانیار) میں دفن ہوئے تھے۔

ظاہری صورت میں حضرت مولانا نورالدین صاحب جو کافی عرصہ حکومت کشمیر کے شاہی طبیب رہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اولین مددگاروں میں سے ہیں جو بعد میں آپ کے پہلے خلیفے مقرر ہوئے اور اس کے بعد جو کشمیری آپ کے مشن کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ آپ کے مددگاروں میں ہیں اور امام مہدی علیہ السلام کا اولین مددگار کشمیر سے آنا ظاہر کرتا ہے کہ ہمیشہ کشمیر سے ایسے وجود آئندہ بھی ظاہر ہوتے رہیں گے جو آپ کے مددگار ثابت ہوں گے اور ابھی حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق کسر صلیب کا بہت سامان کشمیر سے برآمد ہونا مقدر ہے۔

امام مہدی کی بستی

ایک روایت میں ہے کہ امام مہدی کرعہ بستی سے ظاہر ہوگا جیسا لکھا ہے :۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَرْعَةُ (بحار الانوار ج۱۳ ص۲۳)

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی ایک بستی سے نکلیگا جسے کرعہ کہا جائیگا۔

آپ روایات سے معلوم کرچکے ہیں کہ مہدی کا ظہور ہندوستان سے ہوگا۔ ہندوستان میں کوئی بستی اس نام کی نہیں۔ واقعات نے بتایا کہ امام مہدی کا گاؤں قادیان ہے۔ دراصل بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ روایات لکھنے والوں میں سے کسی سے حدیث کے نقل کرنے میں سہو قلم ہوا ہے چونکہ عربی زبان میں د اور ر بعض لوگ ایک ہی شکل میں لکھدیتے ہیں اس لئے آگے نقل کرنے والے نے اس کو کدعہ کی بجائے کرعہ پڑھ لیا ہے اور اسی طرح نقل کردیا ہے اور کدعہ قادیان کا معرب ہے جو عوام میں کادی یا کادیں کے نام سے معروف رہا ہے۔ قادیان کا اصل نام "اسلام پور قاضی" تھا تخفیف کی وجہ سے کثرت استعمال میں اسلام پور حذف ہوگیا اور "قاضی" رہ گیا۔ ض کا تلفظ د کی طرح ہو کر یہ نام "کادی" بن گیا تھا۔ اور اب تک عوام اسے "کادی" یا "کادیں" کہتے ہیں۔ کدعہ اور کادی میں کافی مماثلت موجود ہے۔ بعید نہیں کہ راویوں میں سے کسی راوی نے عجمی لہجہ میں اسے کادیہ سمجھ لیا ہو۔ علاوہ ازیں کدع کے معنی المنجد میں مَدَّ عُنُقَهُ وَتَنَاوَلَ الْمَاءَ بِفِيْهِ

مِنْ مَوْضِعِہٖ لکھے ہیں۔ یعنی اس نے گردن بڑھائی اور پانی کی جگہ سے اپنے منہ کے ذریعہ پانی پی لیا۔ مجمع البحرین ص۳۱۴ میں بھی یہی معنے لکھے ہیں کَرِعَ یا کَرَعَ کے معنی ہیں اس نے پانی پی لیا۔ مجمع البحار میں مرقوم ہے۔ قِیْلَ الْکَرَعُ بِالتَّحْرِیْکِ مَآءُ السَّمَآءِ یُکْرَعُ فِیْہِ وَمِنْہُ حَدِیْثُ شَرِبْتُ عُنْفُوَانَ الْمَکْرَعِ اَیْ فِیْ اَوَّلِ الْمَآءِ وَھُوَ مَفْعِلٌ مِنَ الْکَرَعِ اَرَادَ اَنَّہٗ عَزَّ فَشَرِبَ صَافِیَ الْاَمْرِ وَشَرِبَ غَیْرُہٗ الْکَدِرَ (مجمع البحار۔ ج۳ ص۲۳) یعنی کَرَعَ تحریک کے ساتھ آسمانی پانی کو کہتے ہیں۔ انہی معنوں میں مندرجہ بالا حدیث ہے کہ میں نے مکرع کا عنفوان پی لیا یعنی پہلا پانی پی لیا۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ اس نے عزت پائی اور صاف امر کو پیا اور دوسروں نے گدلا پیا۔ آسمانی پانی سے مراد روحانی لحاظ سے الہام و وحی کا پانی ہے جس سے پینے والے کو عزت ملتی ہے۔ پس ممکن ہے کہ یہ لفظ اس بستی کا صفاتی نام ہو اور یہ نام اس لئے اسے دیا گیا ہو کہ اس میں امام مہدی نے ظاہر ہونا تھا جو آسمانی پانی یعنی ایمان و معرفت کے پانی سے سیراب ہونے والا تھا۔ قرآن کریم میں آیت فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ کی تفسیر یہ امام ابی عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ۔ اَیْ فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِاِمَامٍ جَدِیْدٍ یعنی ابی عبداللہ نے فرمایا کہ مَآءٍ مَّعِیْنٍ سے مراد امام جدید ہے۔ صاحب بحار الانوار اس کی تشریح میں لکھتے

كَوْنَ الْمَاءِ كِنَايَةً عَنْ عِلْمٍ
اِلَّا مَا مِيلَا اِشْتِرَاكِهِمَا فِيْ
كَوْنِ اَحَدِهِمَا سَبَبُ
حَيٰوةِ الْجِسْمِ وَالْاٰخَرُ
سَبَبُ حَيٰوةِ الرُّوْحِ غَيْرُ
مُسْتَبْعَدٍ (بحار الانوار ج۲۴ ص۱۰۱)

یعنی پانی کے لفظ کا علم سے کنایہ ہونا
محال نہیں ہے۔ کیونکہ ان دونوں
میں زندگی دینے میں اشتراک ہے
ایک جسم کی زندگی کا موجب ہے
اور دوسرا روح کی زندگی کا۔

چونکہ امام مہدیؑ "امام جدید" بھی ہے اور روحانی پانی سے سیراب بھی اس لئے جس بستی سے اس کا ظہور ہوا اس مناسبت سے کہ امام مہدی روحانی پانی سے سیراب ہے اس کی بستی کا صفاتی نام بھی کدعہ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی "امام مہدی کی بستی" اس صورت میں کدعہ میں "ہ" کا مرجع آسمانی پانی ہوگا اور فاعل اس کا امام مہدی ہوگا۔ جو اس آسمانی پانی کو پینے والا ہے۔ وہ بستی مہدی کے اس وصف کی بنا پر مجاز مرسل کے طور پر کدعہ قرار دی گئی ہے۔

عربی میں کارِعَۃ "جو کَرَعَ سے اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ "کارِعَہ" ہو اور کارع اس کھجور کو کہتے ہیں جو پانی پر واقع ہو چنانچہ المنجد میں کارعہ کے معنے لکھے ہیں۔ النَّخِيْلُ الَّتِيْ عَلَى الْمَاءِ چونکہ قریہ مؤنث ہے اس لئے کارعہ مؤنث اس کا صفتی نام رکھا گیا۔ ان معنوں میں کہ وہ بستی کھجور کی طرح ہے جو پانی پر ہو چونکہ ایسی کھجور سرسبز و شاداب ہوتی ہے اس لئے روحانی مناسبت سے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ بستی روحانی

پانی سے جو علم و معرفت کا پانی ہے سیراب ہوگی۔ حدیث نبویؐ میں مومن کو کھجور سے
تشبیہ دی گئی ہے۔ چونکہ قادیان میں سب سے پہلے وہ لوگ پیدا ہوئے
جو روحانی پانی سے سیراب ہو کر اس بستی میں مقیم ہوئے اس لئے بستی کا صفاتی
نام حدیث میں کَدعَۃ رکھا گیا۔ قادیان میں اس زمانہ میں معرفت اور روحانیت
کا سرچشمہ بنا ہے جس سے اب ساری دنیا سیراب ہو رہی ہے اس لئے اس کا
روحانی نام کادعہ نہایت موزوں ہے۔ اگر کدعۃ کو کدع اسم کا مؤنث
سمجھا جائے تو واضح ہو کہ مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۲۱ پر کدع کے معنوں کے ذیل میں
لکھا ہے۔ اِنَّ رَجُلًا سَمِعَ قَائِلًا فِي سَحَابَةٍ اِسْقِ كَدْعَ فُلَانٍ
اَرَادَ مَوْضِعًا يَجْتَمِعُ فِيهِ مَاءُ السَّمَاءِ فَيَسْقِي صَاحِبُهُ زرعه
یعنی ایک آدمی نے کسی کو بادل کو کہتے ہوئے سنا کہ تو فلاں کدع کو سیراب
کر اور مراد اس کی کدع سے وہ جگہ تھی جس میں آسمان کا پانی جمع ہوتا ہو پھر
اس کا مالک وہاں سے اپنی کھیتی کو پلاتا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ عربی زبان
میں کدع ایسی جگہ کو کہتے ہیں جس میں آسمان کا پانی جمع ہوتا ہے اور آگے
مخلوق اس پانی سے اپنے کھیتوں کو سیراب کرتی ہے۔ عجیب بات ہے
کہ قادیان نہ صرف روحانی لحاظ سے ایسی بستی ہے جس میں آسمانی پانی یعنی
روحانی علوم جمع ہوتے ہیں جس سے دنیا سیراب ہو رہی ہے بلکہ وہ ظاہری
طور پر بھی اپنے ساتھ ایسی ڈھابیں رکھتا ہے جس میں بارش کا پانی سال بھر
کے لئے جمع رہتا ہے۔ اور لوگ اس سے اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں
اس لحاظ سے قادیان ان ظاہری معنوں میں بھی کدعۃ کہلانے کا مستحق

ہے اس لحاظ سے گویا حدیث میں اس بستی کی ظاہری علامت بھی بتادی
گئی ہے۔ کہ وہ ایسی بستی ہوگی۔ جہاں بہت سا آسمانی پانی بھی جمع ہوگا
یہ بات قادیان کی زیارت کرنے والے ہر شخص کو معلوم ہے۔ کہ قادیان
کے اردگرد دو جانب بہت سا پانی سال بھر جمع رہتا ہے۔ پس قادیان باطنی
اور ظاہری دونوں معنوں میں کدوع ہے اور اس کی تانیث قریۃ کی مناسبت
سے کدعۃ ہے۔ قادیان کی وجہ تسمیہ اسلامی قاضیوں کی بستی ہے
اور قاضی علوم شرعیہ کے نافذ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس طرح علوم شرعیہ
کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ پس قادیان کدعہ سے اپنی ابتدا سے ہی مناسبت
رکھتا ہے۔

قرآن مجید اور امام مہدی

مصنف بحار الانوار نے ایک باب قائم کیا ہے "الآیات المأولۃ لقیام القائم علیہ السلام" یعنی وہ آیات جن کا تعلق امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہے اگرچہ اس باب میں بہت سی آیات ہیں مگر ہم صرف چند آیات نیچے درج کرتے ہیں۔

آیت استخلاف کی مصداق مہدی اور اسکی جماعت

۱۔ عن علی بن الحسین وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْئًا.

قال نزلت فی المهدی (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۱۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور اسی طرح خلیفہ بنائیگا جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے دین کو مضبوط کرے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا تھا۔ اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن (کی حالت) میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

علی بن حسین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت مہدیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ مہدی اور اس کی جماعت مراد ہے۔ (ایضاً ص ۱۳)

کعب احبار سے مروی ہے کہ خلفاءِ موسیٰ کے بارے میں ہے کہ وہ بارہ تھے۔ اسی طرح امت محمدیہ سے وعدہ ہے اللہ کے پاس یہ مشکل نہیں ہے کہ وہ اس امت کو ایک دن اور دن کے کچھ حصہ میں جمع کردے۔ اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ اس وعدہ میں امام مہدی علیہ السلام کا بھی خصوصیت سے ذکر ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ اس امت کے خلفاء بھی

امتوں کے مثیل ہوں گے۔ حدیثوں میں امام مہدی کو مسیح کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ اس تفسیر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مہدی کا ظہور تیرھویں صدی کے بعد ہوگا۔ کیونکہ تین صدیاں خیر القرون کی ہیں اور ایک ہزار تاریکی کا زمانہ ہے۔ اور اس طرح ایک دن اور ایک دن کا کچھ حصہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں یکسر الصلیب کے الفاظ ظہور مہدی کو چودھویں صدی میں متعین کرتے ہیں کیونکہ تیرھویں صدی میں عیسائیت ہندوستان میں غالب آچکی تھی۔

مہدی خدا کے نور کو پورا کر دیگا

۲۔ یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ ۔ قال بالقائم من آل محمد صلوات اللہ علیہم اذا خرج (ایضاً و نجم الثاقب ج ۲ ص۲۲)

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے" فرمایا۔ امام مہدی علیہ السلام آل محمد کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر دے گا جب وہ ظاہر ہونگے

مہدی کے زمانہ میں مخالفین پر عذاب آئے گا

۳۔ وَلَئِنۡ اَخَّرۡنَا عَنۡہُمُ الۡعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّۃٍ مَّعۡدُوۡدَۃٍ (سورۃ ہود)

عن عبد اللہ قال العذاب خروج القائم و

اَلْاُمَّۃُ الْمَعْدُوْدَۃُ عِدَّۃُ اَھْلِ بَدْرٍ وَاَصْحَابِہِمْ۔
(ایضاً صلا)

ابی عبداللہ سے روایت ہے فرمایا: عذاب امام مہدی کا ظہور ہے۔ اور اُمَّۃٍ مَعْدُوْدَۃٍ بدر والے اور ان کے صحابہ ہیں" ایک اور روایت ہے۔ کہ اس سے مراد امام مہدی کے تین سو تیرہ صحابہ ہیں۔ (ایضاً صلا)

ابی الجارود نے امام ابی جعفرؑ سے روایت کی ہے اَصْحَابُ الْقَائِمِ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَّ ثَلٰثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا اَوْلَادُ الْعَجَمِ (ایضاً ص۱۹۵) کہ مہدی کے صحابہ تین سو تیرہ آدمی عجمیوں کی اولاد ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے ساتھ آسمانی عذاب کا آنا مقدر ہے یہ عذاب تلوار کے ذریعہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا۔ چنانچہ امام مہدی کے ظہور پر کئی آسمانی عذاب آئے جیسے طاعون اور زلازل وغیرہ۔

صاحب نجم الثاقب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے امام مہدیؑ کے صحابہ کے بارے میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ایشان رجلی مردانید از صحابہ کہ وفا کردند بآنچہ خدا تعالےٰ معاہدہ کردند برآں و ایشان از عجمند نیست در ایشان عربی ولیکن سخن نگویند مگر بعربی برائے ایشان حافظی است از غیر جنس ایشان کہ ہرگز معصیت خدا نہ کردہ او اخص والعلم وزراء است" (ایضاً ج ص۸۶)

یعنی مہدی کے اصحاب صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
مثیل ہوں گے۔ کہ جو خدا سے معاہدہ کیا پورا کیا۔ اور وہ عجمی ہوں گے
عربی ان میں سے کوئی نہ ہوگا۔ مگر عربی زبان میں کلام کریں گے ان
میں ایک حافظ بھی ہے جو ان میں سے نہیں ہے جس نے کبھی خدا کی
نافرمانی نہیں کی وہ خاص اور سب سے زیادہ عالم وزیر ہوں گے
اب دیکھو حضرت احمد مہدی علیہ السلام کے صحابہ عجمی تھے مگر بعض
عربی کے عالم بھی تھے۔ اور عربی میں کلام کر سکتے تھے۔ اور مولانا
نور الدین حافظ کلام اللہ تھے۔ اور بڑے ہی پاک باز اور سب سے
زیادہ عالم اور خواص میں سے تھے۔ اور وہی مہدی کے سب سے پہلے
خلیفہ بھی ہوئے۔ اور مہدی کے زمانہ میں ان کے مددگار رہے۔ اور
وہ فاروقی النسل ہونے کی وجہ سے عربی الاصل تھے۔ صاحب نور الانوار
لکھتے ہیں۔ کہ مہدی کے اصحاب تمام انبیاء و اولیاء و ائمہ کے اصحاب
سے بہتر ہوں گے۔ اور وہ انوار نبوت و ولایت کے اتم طور پر جامع
ہوں گے (نور الانوار صفحہ ۲۲۸)

مہدی قرب قیامت کی نشانی ہے

۴۔ رُوِیَ فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ
یعنی خُرُوْجُ الْقَائِمِ یعنی روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ
کے اس قول سے کہ "قیامت قریب ہے" مراد امام مہدی علیہ السلام
کا نکلنا ہے۔

امام مہدی کو فتوحات حاصل ہونگی

۵- وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ يعنى فى الدنيا بفتح القائمؑ یعنی دوسری چیز جسے تم پسند کروگے (جو تمہیں دی جائے گی) اللہ کی مدد اور فتح قریب ہے۔ اس سے مراد دنیا میں امام مہدی علیہ السلام کی فتح ہے (ایضاً) امام مہدی اور اس کی جماعت کو دنیا میں تبلیغ کے ذریعہ جو فتح حاصل ہو رہی ہے وہ ظاہر ہے۔

امام مہدی کا آنا رات کے بعد دن کا آنا ہے

۶- وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى- قال النَّهَارُ هُوَ الْقَائِمُ (ایضاً) یعنی اس آیت میں کہ قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے (ابو جعفرؑ نے فرمایا) نہار سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ اس سے پہلے فرمایا ہے۔ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کہ ایک وقت آئے گا کہ تاریکی اسلام کو ڈھانک لے گی۔ پس اس میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ذکر ہے۔ جو امام مہدی کے ہاتھ سے مقدر ہے۔

امام مہدی کے زمانہ میں لڑائیاں ہونگی

۷- تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَصْلٰى نَارَ الْحَرْبِ فِى الدُّنْيَا عَلٰى عَهْدِ الْقَائِمِ وَفِى الْاٰخِرَةِ نَارَ جَهَنَّمَ یعنی (لوگ) گرم آگ میں داخل ہونگے

ابی عبداللہ سے روایت ہے فرمایا۔ یہ دنیا میں جنگ کی آگ ہے جو
امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔

چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد دو عالمگیر جنگیں
ہو چکی ہیں۔ اور تیسری کا خطرہ درپیش ہے۔

مہدی آسمانی رزق ہے

۸۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ عن ابن
عباس قَالَ هُوَ خُرُوجُ الْمَهْدِي۔ اور آسمان میں تمہارا
رزق ہے اور وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ ابن عباس سے مروی
ہے فرمایا وہ مہدی کا ظہور ہے۔ مہدی کا آسمان سے آنا ان معنوں
میں ہے کہ اس کے ساتھ آسمانی تائیدات ہوں گی۔

مہدی مُردوں کو زندہ کریگا

۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِعْلَمُوْا اَنَّ
اللّٰهَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
قَالَ يُحْيِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْقَائِمِ بَعْدَ مَوْتِهَا يعني
بِمَوْتِهَا كُفْرَ اَهْلِهَا وَالْكَافِرُ مَيِّتٌ۔ (ایضاً ص۱۳)

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت میں کہ "جان لو ضرور اللہ
تعالےٰ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دے گا" فرمایا اللہ مہدی
کے ذریعہ زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دے گا۔ یعنی زمین کے لوگوں کا
کفر مرنے کے بعد اسے زندہ کر دیگا اور کافر مردہ ہے۔

پس زمین کی موت سے مراد اس کے باشندوں کا کفر ہے جو امام مہدی

کے ذریعے مٹے گا۔ اور روحانی زندگی قائم ہوگی۔

مہدی سے پہلے ایک زبردست لڑاکی قوم مسلمانوں پر مسلط ہوگی

۱۰۔ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ۔ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ قَبْلَ خُرُوجِ الْقَائِمِ عَنْ اَبِی عبد اللّٰہ (ایضًا) ہم تم پر اپنے بندوں کو مبعوث کریں گے جو سخت لڑائیاں کرنے والے ہوں گے۔

ابی عبداللہ سے روایت ہے فرمایا۔ وہ ایک قوم ہے جسے اللہ مہدی کے ظہور سے پہلے مبعوث کرے گا۔

اس سے مغربی قومیں مراد ہیں۔ جو مہدی کے زمانہ سے پہلے مسلمانوں پر مسلط ہو چکی تھیں۔

مہدی کے آنے پر باطل کا رعب جاتا رہے گا

۱۱۔ عَنْ اَبِی جَعْفَر فی قولہ عزّ وجلّ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ قَالَ اِذَا قَامَ الْقَائِمُ ذَهَبَت... (ایضًا صفحہ ۱۳۱ ج ۱۳ جلد ۱۳)

ابی جعفرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ اے محمدؐ! کہدے کہ حق آیا اور باطل گیا۔ فرمایا جب مہدی کھڑا ہوگا تو باطل کا غلبہ اور رعب جاتا رہے گا۔ اور حق اس کی جگہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔

یہ آیت دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازل ہوئی ہے چونکہ ائمہ اہل بیت امام مہدی کو آنحضرت صلعم کا بروز سمجھتے تھے۔

اس لئے انہوں نے اس آیت کو مہدی کے حق میں بھی تسلیم فرمایا ہے۔

امام مہدی قیامت کی نشانی ہے

۱۳۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ وَقَدْ قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَمَنْ تَابَعَهٗ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ هُوَ الْمَهْدِيُّ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَبَعْدَ خُرُوْجِهٖ يَكُوْنُ قِيَامُ السَّاعَةِ وَاَمَارَاتُهَا۔ (الاشاعۃ ص ۲۲۴ و نبراس ص ۳۴۴ حاشیہ)

یعنی وہ قیامت کی نشانی ہے۔ مقاتل بن سلیمان اور جن مفسرین نے اس کی تابعداری کی ہے، کہا ہے کہ وہ مہدی ہے جو آخر زمانہ میں ہونگے اور اس کے ظہور کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ اور اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

سیاق کلام میں اس آیت سے پہلے ابن مریم کا ذکر ہے امام صاحب نے اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع امام مہدی کو اس لئے قرار دیا ہے کہ مہدی ابن مریم کا بھی بروز ہے۔ گویا ابن مریم بروزی رنگ میں بصورت مہدی مراد ہے۔ سو ابن مریم مہدی ہی ظاہر ہو کر قیامت کی نشانی ہے

ظہور مہدی طلوع فجر ہے

صاحب نجم الثاقب لکھتے ہیں:۔

۱۴۔ تاویل الآیات میں شیخ شرف الدین نجفی سے صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے وَالْفَجْرِ کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ اَلْفَجْر سے مراد امام مہدی ہیں یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ کی تفسیر میں فرمایا کہ

حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ یعنی اس وقت تک کہ امام مہدی ظاہر ہو جائیں۔ (نجم الثاقب ج ۲ ص ۳)

مہدی کے ذریعے اسلام کو عزت ملیگی اور اسکے ماننے والے سچے مومن اور مجاہد ہونگے

۱۴- عن ابی جعفر فی قوله اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ۔ فهٰذه لاٰل محمّدٍ صلّی الله علیه وسلّم الی اٰخر الائمّة والمهدی علیهم السلام واصحابه یملّکهم الله مشارق الارض ومغاربها ویظهر الدین ویمیت الله به وباصحابه البدع والباطل کما امات السفهاء الحق حتی لایری این الظلم ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر

(بحار الانوار۔ ج ۱۳ ص ۱۳)

اس آیت کے بارے میں کہ ان لوگوں کو اگر ہم زمین میں جگہ دیں تو وہ نماز قائم کرینگے اور زکوٰۃ دیں گے۔ ابو جعفرؓ نے فرمایا۔ کہ یہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخری امام تک ہے۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اور ان کے صحابہ کے لئے ہے جن کو اللہ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دے گا اور اس امام اور اس کی جماعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین کو غالب کر دے گا اور بدعت اور باطل کو مٹا دیگا۔ جیسا کہ حق کو بیوقوفوں نے مٹا دیا ہوگا۔ اور ظلم کو دور کر دے گا۔ اور مہدی اور اس کی جماعت

نیکیوں کا حکم دیتے ہوں گے۔ اور برائیوں سے منع کرتے ہوں گے۔

ابی جعفرؑ سے ایک اور روایت ہے کہ

یَفْتَحُ اللّٰہُ لَہُمْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا اَلَا وَہُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اَلَا اَنَّ خَیْرَ الْجِہَادِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔ (بحار الانوار ج۱۳ ص۱۵۹)

یعنی اللہ ان کے لئے مشرق و مغرب فتح کرے گا سنو! وہی سچے مومن ہیں اور ان ہی کا کام آخر زمانہ میں بہترین جہاد ہے۔

سورۂ جمعہ میں مہدی اور ان کی جماعت کی پیشگوئی

۱۵۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ (سورۂ جمعہ ع) وفی المجمع عن الباقر ہُمُ الْاَعَاجِمُ وَمَنْ لَا یَتَکَلَّمُ بِلُغَۃِ الْعَرَبِ قَالَ وَرُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَءَ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ فَقِیْلَ لَہٗ مَنْ ہٰؤُلَاءِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی کَتِفِ سَلْمَانَ وَقَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ فِی الثُّرَیَّا لَنَالَتْہُ رِجَالٌ مِّنْ ہٰؤُلَاءِ۔

(تفسیر صافی زیر آیت مذکور و تفسیر مجمع البیان ج۵ ص۲۸۴ و [illegible])

یعنی اٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ کی آیت کی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ وہ عجمی لوگ ہیں اور وہ جو عربی زبان میں کلام نہیں کریں گے۔ کہا کہ یہ روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ کی آیت تلاوت فرمائی۔ تو

پوچھا گیا۔ کہ آخرین کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کے کندھے پر رکھا اور فرمایا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہو تو ہمارے کچھ لوگ ان میں سے (فارس والوں میں سے) اسے وہاں سے اتار کر پھر زمین پر قائم کریں گے۔

اسلام کے انبیاء

مشہور ترکی عالم موسیٰ جار اللہ لکھتے ہیں:۔

ومعنی هذه الآیة الکریمة الثالثة هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم وبعث فی الآخرین رسلا من آخرین فکل امة لها رسول من نفسها وهؤلاء الرسل هم رسل الاسلام فی الامم۔ (کتاب فی حروف اوائل السور شائع کردہ بیت الحکمت مطبعہ ۱۴ ارفردی ۱۳۳۲ھ)

یعنی اس تیسری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے امیین میں انہی میں سے رسول بھیجا اور آخرین میں بھی آخرین ہی میں سے رسول بھیجے پس ہر امت کا رسول انہی میں سے ہے اور یہ رسول (جو آخرین میں مبعوث ہوں گے۔ ناقل) وہ امتوں میں اسلام کے رسول ہیں

مہدی کامیاب ہوگا

۱۶۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ (یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی) صاحب نجم الثاقب نے لکھا ہے کہ فتح اور مدد سے مراد امام مہدی کی فتح ہے جو اسے دنیا میں حاصل ہوگی جیسا تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے (ایضاً ص۳۳)

اس فتح کی بنیاد امام احمد مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں پڑ چکی ہے اور یہ دلوں کی فتح ہے جو حاصل ہوتی جاری ہے اور پیشگوئیوں کے مطابق نمایاں فتوحات کا وقت بھی آئے گا۔

شیطان کو مہدی کے وقت تک مہلت ہے ۱۶۔ صاحب نجم الثاقب لکھتے ہیں :-

"در انوار المضیئہ سید علی بن عبد الحمید مرویست از جناب صادق علیہ السلام کہ فرمود در آیت شریفہ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ کہ وقت معلوم "روز برخاستن قائم علیہ السلام است" (نجم الثاقب ج ۲ صلا)

یعنی انوار مضیئہ میں سید علی بن عبد الحمید سے مروی ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں کہ (اے ابلیس) تجھے وقت معلوم تک مہلت دی گئی ہے" وقت معلوم وہ دن ہے جس میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

سورۂ فاتحہ میں مہدی کا ذکر :-

۱۷۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی اے خدا! ہمیں خاص راہ حق پر ثابت قدم رکھیو۔ شیعہ مترجم قرآن مجید جس کا ترجمہ حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی نے کیا ہے۔ اور اس پر بہت سے شیعہ علماء اور مجتہدان عصر کی تصدیق بھی ہے میں اسی آیت کے تحت حاشیہ میں لکھا ہے :-

معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد ہے طریق معرفت خدا

اور اس کے دو راستے ہیں ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں دنیا میں تو وہ امام ہے جس کی اطاعت واجب کی گئی ہے پس جس کو معرفتِ امام حاصل ہوگی اور وہ ہدایتِ امام کی پیروی کرے گا۔ وہ آخرت کے راستہ پر بھی گذر سکیگا جس سے مراد وہ پل ہے جو جہنم پر قائم کیا جائے گا۔ اور جو دنیا میں امام کی معرفت سے بے بہرہ رہے گا۔ اس کے قدم صراط آخرت سے بھی لغزش کر جائیں گے۔ اور وہ جہنم میں گر پڑے گا"

(قرآن مجید مترجم مقبول احمد مطبوعہ ۱۹۴۳ء تیسری بار یوپی پبلیکیشنز)

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ یعنی نہ ان کی جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔ اس آیت کے تحت اسی مترجم قرآن مجید میں لکھا ہے کہ

"الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ سے یہود مراد ہیں۔ خواہ امت سابقہ کے ہوں یا اس امت کے۔ الضَّالِّينَ سے مراد نصاریٰ ہیں خواہ پہلی امت کے ہوں یا اس امت کے" (حوالہ ایضاً)

اس ترجمے سے احمد مہدی علیہ السلام کے سورۂ فاتحہ کی اس تفسیر کی تائید ہوتی ہے جو آپ نے مذکورہ بالا آیات کی مختلف کتب میں بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اِهْدِنَا کی جو دعا تیرہ سو سال سے مسلمان مانگتے چلے آئے ہیں اس کے نتیجہ میں میرا آنا شامل ہے اور یہ کہ اس امت کے لئے مقدر تھا کہ یہود اور نصاریٰ دونوں سے مشابہت اختیار کر لیں۔

سو جنہوں نے امام مہدی اور مسیح محمدی علیہم السلام کا انکار کیا وہ یہود یوں کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کے یہود ہیں اور جنہوں نے نصاریٰ کا تمدن اختیار کر لیا، وہ نصاریٰ کی مشابہت کی وجہ سے اس امت کے نصاریٰ ہیں۔

شیعہ کے مذکورہ بالا مترجم قرآن مجید میں یہ بھی لکھا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے حروف چودہ ہیں (یعنی بحساب ابجد) اور چودہ کا جزا ہے وہ بجا ہِ راہ مستقیم ہے (حوالہ ایضاً) ممکن ہے اس سے چودھویں صدی کی طرف اشارہ ہو۔ اور مراد یہ ہو کہ امام مہدی چودھویں صدی ہجری کی جماعت متبادل قوم ہے:-

[illegible]

۱۸۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (سورۃ محمد آخری آیت)

یعنی تم وہ لوگ ہو کہ خدا کے راستے میں خرچ کرنے کی طرف بلائے جاتے ہو پس بعض تم میں سے وہ ہیں کہ بخل سے کام لیتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ سے ہی بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تم خود ہی محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیر لو تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل دے گا۔ پھر وہ تمہاری مثل نہ ہوں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر

ابن جریر یحکی بن:

والمعنی ان تعرضوا عن الایمان والتقوی یستبدل
قوما آخرین یکونوا مکانکم هم اطوع لله منکم
عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآیة قالوا
من هؤلاء وسلمان الی جانب النبی صلی الله علیه
وآله وسلم فقال هم الفرس هذا وقومه .....
..... ولهذا الحدیث طرق فی الصحیح وعن ابی هریرة
قال تلا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هذه
الآیة فقالوا یارسول الله من هؤلاء الذین ان
تولینا استبدلوا بنا ثم لایکونوا امثالنا فضرب
رسول الله صلی الله علیه وسلم علی منکب
سلمان ثم قال هذا وقومه والذی نفسی بیده
لوکان الایمان منوطا بالثریا لتنا وله رجال
من فارس اخرجه الترمذی وابن مردویه من
حدیث جابر والطبرانی فی الاوسط والبیهقی فی
الدلائل وعبد بن حمید وعبد الرزاق ......
وقال الحسن هم العجم ..... وقال المجاهد
هم من شاء الله من سائر الناس ..... وقال
المحاسبی: فلا احد بعد من جمیع اجناس الاعاجم

احسن دیناً ولا کانت منهم العلماء الا الفرس
وحکی عن ابی موسیٰ الاشعری انه لما نزلت هذه
الایۃ فرح بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال
ھی احب الی من الدنیا واللہ اعلم. ثُمَّ لَا يَكُونُوا
أَمْثَالَكُمْ قال ابن جریر فی البخل بالانفاق فی سبیل
اللہ وکلمۃ ثم للدلالۃ ان مدخولها مما
یستبعده المخاطبون لتقارب الناس فی الاحوال
واشتراکهم فی المیل الی المال (فتح البیان ج۹ ص۳۵)

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم ایمان اور تقویٰ سے منہ موڑ لو تو
اللہ تعالےٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو بدل دیگا۔ کہ جو تم سے زیادہ اللہ
تعالےٰ کے فرمانبردار ہوں گے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت
اتری تو عرض کی گئی کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اور سلمانؓ آنحضرتؐ کے ایک
طرف بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا۔ وہ فارس والے ہیں یہ شخص اور
اس کی قوم ...... اور یہ حدیث صحیح میں بھی کئی طرق سے مروی ہے
ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت
کو تلاوت فرمایا تو صحابہ نے عرض کی کہ یہ لوگ کون ہیں؟ کہ اگر ہم اعراض
کریں تو وہ ہماری جگہ لائے جائیں۔ پس آپؐ نے سلمان کے کندھے پر
ہاتھ مارا اور فرمایا۔ یہ اور اس کی قوم ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا پر بھی ہو تو فارسیوں میں سے

کچھ لوگ اس کو پالیں گے۔ اسے ترمذی اور ابن مردویہ نے جابر سے روایت کیا۔ اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا۔ اور عبد بن حمید اور عبدالرزاق نے بھی۔ .... اور حسنؒ نے کہا ہے کہ وہ عجمی لوگ ہیں اور مجاہد نے کہا ہے کہ وہ تمام لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ چاہے اور محاسبی نے کہا ہے کہ سب عجمیوں میں سے زیادہ دین اور علماء کے لحاظ سے سوا سلمان کے کوئی بہتر نہیں اور ابی موسیٰ اشعری سے حکایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہوئے اور فرمایا یہ آیت مجھے دنیا سے زیادہ پیاری ہے۔

ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا أَمۡثَٰلَكُم ابن جریر نے کہا کہ بخل اور خدا کے راستہ میں بخل سے کام لینے میں وہ عجمی لوگ تمہارے مثل نہ ہوں گے (یعنی وہ بخل سے بچنے والے اور اسلام کے راستے میں مال خرچ کرنے والے ہوں گے) اور کلمہ ثُمَّ یہ دلالت کرنے کے لئے آیا ہے کہ مخاطب اگلے مضمون کو مستبعد سمجھتے تھے۔ کہ کس طرح لوگوں کے حالات بدل جائیں گے۔ اور مال میں رغبت کرنے میں شریک ہوں گے اس آیت سے ظاہر ہے کہ آخَرِينَ کے زمانہ میں جہاد بالمال سے کام لینا ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آخرین کے زمانہ میں مسلمان جہاد بالمال میں کمزور اور سست ہوں گے۔ یہ زمانہ امام مہدی ہی کا ہوگا ہے اور مہدی کا ظہور اہل فارس اور عجمیوں میں ہی ہونے والا تھا کیونکہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ آیت مجھے دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے پس اس قوم کا تعلق بالضرور امام مہدی ہی سے ماننا پڑے گا ۔ کیونکہ امام مہدی کی شخصیت تمام ائمہ میں اہمیت رکھتی ہے ۔ اور وہی اور اس کی جماعت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیاری ہو سکتی ہے جبکہ دوسرے مسلمان مہدی کا ساتھ دینے سے انکار کریں ۔

مہدی کا ظہور صلیبی غلبہ کے زمانہ سے تجاوز نہیں کر سکتا

۱۲۴۰ کے بعد مہدی مبعوث ہوگا

شیعہ و سنی روایات اور انداز سے متفقہ طور پر بتاتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام نے چودھویں صدی میں عیسائیوں کے غلبہ کے زمانہ میں ظاہر ہونا تھا ۔ چنانچہ صاحب نجم الثاقب نے ایک حدیث یوں درج کی ہے ۔

عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ یَمَانٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَ مِائَتَانِ وَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَہْدِیَّ

(النجم الثاقب ج ۲ ص ۲۰۹)

یعنی حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گذر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا ۔۔۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ مہدی بارہ سو چالیس سال گذرنے کے بعد کسی وقت بھی ظاہر ہوں گے ۔ چنانچہ اس کے مطابق تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہیں ۔

صاحب بحار الانوار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

أٰخِرُهُمُ الْقَائِمُ الَّذِیْ یَقُوْمُ بَعْدَ غَیْبَتِهٖ فَیَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیُطَهِّرُ الْاَرْضَ ۔

(بحار الانوار ج ۱۳ ص ۳۶ بزم نجم الثاقب فیح فک)

یعنی ائمہ میں سے آخری امام مہدی ہے ۔ جو بعد غیبت[1] کھڑا ہوگا ۔ پس وہ دجال کو قتل کرے گا ۔ اور زمین کو پاک کرے گا ۔ گویا امام جعفر صادق کے قول کے مطابق مہدی دجال کو قتل کرے گا ۔ اور حدیث نبوی کے مطابق جسے ہم خروج دجال کے عنوان کے تحت درج کر آئے ہیں ۔ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں دجال کا ذکر ہے ۔ پھر اس کی آخری آیات میں یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

[1] غیبت سے مراد امام مہدی کا عدم ظہور ہے نہ کہ پیدا ہو کر غائب ہو جانا جیسا شیعہ کا خیال ہے ۔

فرماتے ہیں۔ کہ ان سے مراد اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ اور ان کے متبعین ہیں جیسا گذر چکا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مہدی یہود و نصاریٰ کے خروج کے زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔

کسرِ صلیب

صاحب بحار الانوار کی وہ روایت بھی اس کی مزید تائید کرتی ہے جس میں لکھا ہے کہ امام مہدی کسرِ صلیب کریں گے چنانچہ ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہوئے امام مہدی کے متعلق لکھا ہے:۔

يَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَذَالِكَ قَوْلُهُ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ
وَذَالِكَ يَكُوْنُ عِنْدَ قِيَامِ الْقَائِمِ۔ (ایضاً صـ۶۱ـ)

یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ (مہدی) صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو مارے گا۔ اور اس آیت سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا۔ اگرچہ مشرک لوگ ناپسند ہی کریں اور یہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔" بخاری، مسلم اور دیگر سُنّی کتب میں بھی مسیح موعود کا کام "کسیر الصلیب" کے الفاظ میں کسرِ صلیب" بتایا گیا ہے جس سے واضح ہے کہ مسیح موعود جسے

ؔ صاحب نجم الثاقب لکھتے ہیں کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ آنجناب (مہدی علیہ السلام) جزیہ قبول نہ کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار دیں گے (ایضاً صـ۶۷ـ ج ا)

امام مہدی قرار دیا گیا ہے صلیبی غلبہ کے زمانہ میں آئے گا۔ صاحب بحار الانوار نے بھی نقل کیا ہے کہ "کسر صلیب" سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ مسیح (جو مہدی کا ایک نام ہے) نصرانیت کو باطل کرے گا چنانچہ مصنّف لکھتا ہے:۔

اَقُوْلُ رَوَی الْحُسَیْنُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ بِاِسْنَادِہٖ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ .... ثُمَّ قَالَ قَوْلُہٗ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ یُرِیْدُ اِبْطَالَ النَّصْرَانِیَّۃِ وَیَحْکُمُ بِشَرْعِ الْاِسْلَامِ (ایضاً ص۱۹۵)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حسین بن مسعود نے شرح السنۃ میں اپنے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حکم و عدل ہو کر نازل ہو جو صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا پھر کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد کہ "وہ صلیب کو توڑے گا" سے یہ تھی کہ وہ نصرانیت کو باطل کرے گا اور اسلام کی شریعت کے مطابق فیصلہ دے گا۔

شیعہ و سنی اختلاف کا ازالہ ۔ مصنف بحار الانوار نے اس کے بعد

ابوہریرہؓ سے بخاری وغیرہ کی روایات جو نزول عیسٰی کے متعلق ہیں نقل
کر کے لکھا ہے :-

فَظَهَرَ اَنَّ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ الْمَنْقُوْلَةَ مِنْ سِيَرِ الْقَائِم
لَا تَخْتَصُّ بِنَا بَلْ اَوْرَدَهَا الْمُخَالِفُوْنَ اَيْضًا وَنَسَبُوْهَا
اِلٰى عِيْسٰى لٰكِنْ قَدْ رَوَوْا اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (ایضاً ص۱۹۸)

یعنی پس ظاہر ہو گیا۔ کہ امام مہدی کی سیرت سے یہ منقول امور ہم سے
خاص نہیں بلکہ مخالف لوگ بھی انہیں لائے ہیں اور ان امور کو حضرت
عیسٰیؑ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ
بھی ساتھ روایت کر دیا ہے۔ (کہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا) گویا مہدی
ہی کو عیسٰی کا نام دے دیا گیا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ روایات درست ہیں اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کہہ کر بخاری
وغیرہ کی روایات میں امام مہدی کو استعارہ کے طور پر ابن مریم قرار دیا
گیا ہے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ امام مہدی متفقہ طور پر صلیبی
غلبہ کے زمانہ میں آئے گا۔ اور اس غلبہ کو توڑ دے گا۔ کیونکہ کسی چیز کو
توڑنے کی ضرورت اسی وقت پڑتی ہے جس وقت کہ وہ زوروں پر ہو
پس امام مہدی کے ظہور کا زمانہ صلیبی غلبہ کے زمانہ سے تجاوز نہیں کر سکتا
جیسا کہ حدیث کے الفاظ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ سے ظاہر ہے۔

وہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ نیز کشوف اولیاء امت محمدیہ ہم
پیچھے تفصیل سے لکھ آئے ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی و مسیح موعود

چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ اب ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پس مسلمان بالاتفاق مانتے آئے ہیں۔ کہ مہدی و مسیح عیسائیوں کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوں گے۔ مسلم کی اس حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت اس وقت آئے گی جبکہ اکثر اہل ارض روم ہونگے۔ (مسلم کتاب الفتن) علماء کا اتفاق ہے کہ روم سے مراد نصاریٰ ہیں۔ نواب صدیق حسن خان رسالہ حشریہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

"چوں جملہ علامات حاصل شود قوم نصاریٰ غلبہ کنند و بر ملکہا بسیار متصرف شوند" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴)

یعنی جب سب علامات پوری ہوجائیں گی تو قوم نصاریٰ غلبہ کریں گے اور بہت سے ملکوں پر قبضہ کریں گے۔

عیسائیوں کا جھوٹ ظاہر کریگا

اہل سنت بھی اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعود عیسائیوں کے غلبہ کے وقت آئے گا۔ اور عیسائیوں کا جھوٹ ظاہر کرے گا۔ چنانچہ علامہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح بخاری یکسر الصلیب کی شرح میں لکھتے ہیں:-

"ثُمَّ اِنَّ هٰهُنَا مَعْنًى مِنَ الْفَيْضِ الْاِلٰهِيِّ وَهُوَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ كَسْرِ الصَّلِيْبِ اِظْهَارُ كِذْبِ النَّصَارٰى"

(عینی شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴ مصری)

یعنی مجھ پر اس مقام پر فیض الٰہی سے (الہاماً) یہ کھولا گیا ہے۔ کہ کسر صلیب سے مراد عیسائیت کو جھوٹا ثابت کرنا ہے۔

حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں:۔

(ای یبطل دین النصرانیۃ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۳۵۷)

یعنی کسر صلیب کا مطلب یہ ہے کہ وہ نصرانیت کو باطل کرے گا۔

اسی طرح حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کسر صلیب کے یہی معنی لکھے ہیں۔ ای یبطل النصرانیۃ (مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۲۲۱)

یعنی مسیح موعود نصرانیت کو جھوٹا ثابت کرے گا۔"

علامہ نووی شارح صحیح مسلم نے بھی یہی لکھا ہے۔ (دیکھو نووی شرح مسلم صفحہ ۸۹) صاحب مجمع الانوار نے لکھا ہے:۔

"یرید ابطال الشریعۃ النصاریٰ" (مجمع الانوار جلد ۳ صفحہ ۲۵۲) کہ کسر صلیب کا مطلب نصاریٰ کے مذہب کو باطل کرنا ہے۔

انگریز، فرانس اور چین کے غلبہ کے وقت آئے گا

ظہور مہدی انگریز، فرانس اور چین وغیرہ کے غلبہ پر ہی ہوگا۔ اور ان کے غلبہ کے وقت سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں مزید حوالے یہ ہیں۔ شیعہ کی کتاب نور الانوار میں آیت لیظھرہ علی الدین کلہ کے تحت لکھا ہے:۔

این آیۂ شریفہ دلالت بر ظہور مہدی عجل اللہ فرجہ دارد

میکند...... وتا بیسال که ہزار و دویست و ہفتا دو پنجسال که از ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میگذرد دین او غالب بر ہمہ دینہا نشدہ است زیرا کہ یہود و نصاریٰ و مجوس وسائر ادیان و ملل و نحل و مذاہب مختلفہ در دنیا بسیار میباشند و بعضے از آنہا غالب بر دین اسلام ہستند مثل طوائف مختلفہ نصاریٰ از رومیہ فرنگستان از انگلیسیہ و فرانسیہ و فرنگیسیہ و کوہستانیہ و غلماقیہ و صنمیہ از چین و ماچین و ختا و ختن و ہندوستان وغیرہ ایشان کہ غالب اہل اسلام و مسلمین میباشند۔ پس باید خداوند بزرگی از اہل اسلام و آل محمد برانگیزاند تا آنکہ دینہا را بیک دین محمدیہ برگرداند و سائر ادیان را از میان بردارد...... والا باید کذب لازم بیاید بر خدا و قول باین کفر است۔" (نور الانوار صفحہ ۷۹-۲۸۰)

یعنی یہ آیت ظہور مہدی "اللہ آپ جلد بھیجے" پر اشارةً دلالت کرتی ہے اور اس وقت تک کہ ۱۲۷۵ سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے گذر چکے ہیں آپ کا دین ہر دین پر غالب نہیں ہوا ہے اس واسطے کہ دنیا میں یہود و نصاریٰ و مجوس اور دیگر تمام دین اور مختلف مذاہب موجود ہیں اور بعض ان میں سے دین اسلام اور مسلمانوں پر غالب ہیں جیسا کہ رومی نصاریٰ اور انگلستان کے

انگریز اور فرانس اور کرجستانی اور غلاقی اور بت پرست چین ادیں کے ساتھ دوسرے ملکوں ختا وختن اور ہندوستان وغیرہ سے مسلمانوں پر غالب رہیں پس چاہیئے کہ اللہ تعالے اہل اسلام اور آل محمدؐ سے کسی بزرگ انسان کو کھڑا کرے تاکہ سب دینوں کو ایک ہی دین محمدی پر لے آئے۔ اور تمام دینوں کو درمیان سے اٹھائے ورنہ یا چاہیئے کہ خدا پر جھوٹ لازم آئے۔ اور ایسا کہنا کفر ہے۔

مسلمان نصاریٰ سے شدید مشابہت اختیار کریں گے

سنہ ۱۵۵۳ھ میں سید محمد عباس تمریزی الواسطی ایک شیعہ عالم نے "آثار قیامت وظہور حجت" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کی علامات پوری ہو چکی ہیں اس میں وہ علامات ظہور عام اور خاص کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

مؤید الوداد "کتاب مخزن" میں لکھتا ہے کہ ان علامات میں سے ایک تمام عالم کا کفر سے بھر جانا ہے اور تمام مسلمانوں پر کفار کا غلبہ حاصل کرنا اور تمام حکومت اسلامیہ پر ان کا مسلط ہو جانا ہے وہ کہتا ہے کہ کفار اہل اسلام سے ان کے قلوب کو خوش کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے کی غرض سے دوستی پیدا کریں گے۔ اور وہ کفار انگریز ہوں

یا ہنود اپنے قاعدوں میں مسموع القول ہوں گے یعنی جو کچھ وہ چاہیں گے کریں گے یا زور سے یا روپیہ پیسہ کے ذریعے اس زمانہ میں وہی بزرگ اور دنیا کے فیصلہ کن مانے جائیں گے اور اس زمانہ والے اپنے دنیوی اغراض کی بناء پر اپنے آپ کو ان کفار سے منسوب کریں گے۔ اور انہیں کی پناہ تلاش کریں گے۔ بلکہ ان کی دوستی پر فخر کریں گے۔ اور تمام مسلمان انہی کے لباس میں ملبوس ہوں گے۔ بالکل ان کافروں کی شبیہ بن جائیں گے گفتگو میں اور کردار میں انہیں کے چلیے ہوئے راستے پر وہ چلیں گے۔ اور انہیں کی پیروی ہر بات میں اختیار کریں گے۔ دین اسلام اس وقت اسی قدر ضعیف ہو جائے گا کہ علاوہ زبانی نام کے اس کی کوئی شے باقی نہ رہے گی۔ اور مشرکین کے عقاید لوگوں میں پیدا ہو جائیں گے۔" (آثار قیامت و ظہور حجت" ص۲۴۲ تا ۲۴۳)

مسلمانوں کے مشہور شاعر علامہ محمد اقبال مرحوم جنہیں شاعر مشرق اور حکیم الامت کا خطاب دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے بتا گئے ہیں کہ مسلمانوں نے انگریزوں سے پوری پوری شاہت پیدا کرلی اور ہندوؤں کا تمدن اختیار کر لیا۔ اس طرح ان نشانات کے پورا ہونے کی گواہی دے دی۔ چنانچہ آپ نے لکھا:-

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مسلمان نہ نصاریٰ یہی مصنف آگے چل کر لکھتے ہیں :-
"حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
ارشاد فرماتے ہیں یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ الناس حیاریٰ
وسکاریٰ لا مسلما ولا نصاریٰ یعنی اس وقت کے
آدمی اس قدر حیران و سرگردان ہو جائیں گے جیسے ہمیشہ
نشہ میں چور رہنے والا انسان ۔ نہ وہ مسلم باقی رہیں گے
اور نہ نصاریٰ یعنی ایام جاہلیت کے نہ معتقد حضرت
عیسیٰ اور نہ مقلد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم"
(آثار قیامت و ظہور حجت ص۹۵)

اب دیکھئے انگریزوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی بعینہٖ یہی حالت
تھی ۔ کہ انگریزوں سے اس قدر مشابہت اختیار کر لی تھی کہ نہ وہ
مسلمان نظر آتے نہ عیسائی ۔ پس شیعہ و سنی علماء مانتے ہیں
کہ ظہور مہدی کے وقت انگریزوں اور فرانس وغیرہ یعنی مغربی
قوموں کا غلبہ ہوگا ۔ اور عین اس غلبہ کے وقت حضرت مرزا غلام احمد
قادیانی نے چودھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہو کر مہدی
ہونے کا دعویٰ کر دیا ۔

۱۳۳۹ ہجری میں بعض شیعہ محققین کی طرف سے ایک اشتہار شائع

ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ امام مہدی علیہ السلام اسی سال ۱۰ رجب کو ظاہر ہوں گے۔ اشتہار کی اصل عبارت گذر چکی ہے۔ گویا اس میں بھی اندازہ کیا گیا تھا کہ امام مہدی چودھویں صدی میں آئیگا
اثنا عشری کے ایک رسالہ میں بھی انیسویں یا بیسویں صدی عیسوی ہی کو ظہور مہدی کا زمانہ قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس رسالہ میں لکھا ہے۔

"اثنا عشری کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انیسویں یا بیسویں صدی کا آغاز ہی امام مہدی کا زمانہ خروج ہے۔ ۱۹۱۲ء ایسا زمانہ ہے جو خدا کے حقیقی قانون کے اجراء کا خواہاں ہے اس وقت ایسی طاقت کی ضرورت ہوگی۔ جو وحشیوں کی خدائی کو توڑے جسم پرستی کو نیست و نابود کرے انسان کو جسم پرستی سے آزاد کرکے روحانیت کے میدان میں لائے......
یہی طاقت اصلاح اسلام میں جناب امام علیہ السلام ہے"
(دیکھو رسالہ برہان نمبر ۱۲ ۱۹۱۲ء زیر ادارت مولوی سید محمد سبطین صاحب سرسوی مولوی فاضل و منشی فاضل ص ۵۲۳)

ان محققین نے تسلیم کیا ہے کہ امام مہدی کا مقابلہ روحانی طور پر ہوگا۔ نہ کہ مادی سامانوں اور فنونِ حرب سے اور یہی درست ہے کہ امام مہدی کی جنگ روحانی ہوگی نہ مادی اور وہ آسمانی حربہ سے دشمنوں کا مقابلہ کرے گا نہ کہ زمینی حربوں سے۔ سو یہ درست ہے کہ

چودھویں صدی ہی مہدی کے ظہور کا زمانہ تھا۔ اور عین چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی موعود علیہ السلام ظاہر ہوئے اور انہوں نے دلائل قرآنیہ اور الہی نشانوں کے ذریعہ نصرانیت کا بطلان ظاہر کر دیا۔ اور ایک ایسی جماعت پیچھے چھوڑ گئے جن کی تبلیغ کے ذریعہ مشرق و مغرب میں صلیبی غلبہ ٹوٹ رہا ہے۔ اور مغرب میں اسلام کا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ نیز ہندوستان سے عیسائیوں کا سیاسی تسلط بھی اُٹھ چکا ہے۔ سو جب ظہور مہدی کا زمانہ گذر چکا اب کسی اور مہدی کی انتظار کیسے درست ہو سکتی ہے کیونکہ مہدی اپنے وقت پر آچکا اور جو اس کا کام تھا اس کی بنیاد ڈال چکا اب کسی اور مہدی کی انتظار درست نہیں۔ مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسمان بارد نشان الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

۱۳۲۹ھ میں مہدی ظاہر ہوگا اور انقلاب پیدا کرے گا

الشیخ علی اصغر البروجردی جن کی بڑے بڑے خطابات دیئے گئے ہیں اور جو بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں وہ اپنی کتاب "نور الانوار" نامی میں کیفیت و واقعات

مہدی علیہ السلام" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ سال مرغی میں ملک وقت اور
دین میں انقلاب پیدا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے درج ذیل شعر لکھا ہے ؎

اندر مرغی اگر بمانی زندہ
ملک و ملک و ملت و دین برگردد (نورالانوار ص۲۱۵)

یعنی سال مرغی میں اگر تو زندہ رہا۔ ملک بادشاہت اور ملت و دین میں
انقلاب آجائے گا۔ مرغی کے اعداد بحساب ابجد ۱۲۹۰ ہوتے ہیں۔

قدرت خداوندی دیکھئے کہ حضرت احمد مہدی علیہ السلام ٹھیک ۱۲۹۰ھ
میں صاحب وحی و الہام ہو کر ظاہر ہو چکے تھے اور بائیبل میں بھی آخری
زمانہ میں جہاں کہ مسیح کی آمد ثانی بیان کی گئی ہے۔ لکھا ہے کہ "اس
وقت تک ۱۲۹۰ دن ہونگے" بائیبل کے محاورہ میں دن سے مراد سال
ہوتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ ۱۲۹۰ سال گزرنے پر وہ موعود آخری
زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ سو ان پیشگوئیوں کے مطابق جیسا کہ عیسائیوں
کا غلبہ تھا احمد مہدی ٹھیک ۱۲۹۰ھ ہجری پر مبعوث ہوئے تھے فالحمد
للہ علی ذالک۔

۱۳۳۰ھ تک یقیناً مہدی ظاہر ہوگا

نہ صرف شیعہ کے بزرگوں نے بلکہ سنی بزرگوں
نے بھی اپنے طور پر چودھویں صدی ہی
میں ظہور مہدی کا وقت قرار دیا تھا اور لکھا
تھا کہ ضرور اور یقینی ہے کہ مہدی ۱۳۳۰ ہجری تک ظاہر ہو۔ چنانچہ
خواجہ حسن نظامی دبیر حلقہ نظام المشائخ دہلی نے ایک کتابچہ شیخ

سنوسی اور ظہور مہدی آخر الزمان" کے نام سے شائع کیا تھا اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ تمام عالم عرب اس زمانہ میں مہدی کا انتظار کر رہا ہے اور سب کے اندازے یہی ہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر ہی ظاہر ہوں گے۔ عالم اسلام کے ان اندازوں کا ذکر کرتے ہوئے اور بعض علماء عرب سے اپنی ملاقات کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے وہ آخر میں لکھتے ہیں:-

"آپ نے سنا ہوگا کہ اٹلی نے جدہ و ینبوع پر فوج کشی کا ارادہ کیا ہے یہ مقامات مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی بندرگاہیں ہیں۔ کیا اب بھی اس پیشگوئی کی صداقت میں شک باقی رہ گیا کہ ظہور مہدی سے پہلے کفار حرمین پر حملہ کرنے کا سامان کریں گے اور مسلمانوں کی عین حیرانی و پریشانی میں حضرت امام کا ظہور ہوگا کیا عجب ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور ١٣٣١ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے اور اگر وہ وقت ابھی نہیں آیا تو ١٣٤٠ھ تک تو ظہور بالکل یقینی ہے کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ١٣٤٠ھ تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے یعنی بعض نے ١٣٣٠ھ کہا بعض نے ١٣٣٥ھ بعض نے ١٣٣٧ھ سے ١٣٤٠ھ کے اندر اندر" (رسالہ مذکور آخری صفحہ)

سو خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ١٣٤٠ھ کے اندر اندر ہی امام مہدی علیہ السلام کا ظہور چودھویں صدی کے سر پر ہو چکا تھا اور حضرت امام کا دعویٰ مہدویت شائع ہو چکا تھا۔

وفات محمد بن حسن عسکری اور ان کا برزی ظہور

خارق عادت عمر نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے

محمد بن حسن عسکریؒ کے لئے جو ایک خارق عادت عمر اور لمبی غائبانہ زندگی مانی جاتی ہے کہ وہ ۲۵۶ھ یا ۳۲۹ھ سے اب تک زندہ مگر غائب ہیں جس پر کہ اب تک مسلسل دس صدیاں گذر گئیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس خیال کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر نہیں ہے یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ عقائد کے لئے نصوص قطعیہ چاہئیں۔ یعنی عقائد کی بنیاد ایسے نصوص قرآنیہ پر ہونا ضروری ہے جو قطعی الدلالت ہوں مگر امام محمد بن حسن عسکریؒ کی غائبانہ زندگی اور خارق عادت لمبی عمر پر قرآن مجید کی کوئی نص موجود نہیں بلکہ کوئی اشارہ تک نہیں۔ احادیث صحیحہ نبویہ میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس کے برعکس قرآن و احادیث سے خارق عادت عمر اور غائبانہ زندگی کے خلاف نصوص قطعیہ ملتی ہیں جیسا کہ انبیاء و مامورین کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ[1] یعنی ہم نے ان انبیاء کے لئے ایسا جسم نہیں بنایا کہ وہ طعام نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ غیر معمولی زندگی پانے والے یا تغیرات سے محفوظ رہنے والے ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ

---

[1] خلد کے معنی شیوعت مجمع البحار میں لکھے ہیں والخلد من یکاد یشیب و یتغیر (مجمع البحار صفحہ ۳۴۶ جلد ۱) یعنی مخلد وہ ہے جو کبھی بوڑھا اور متغیر ہو۔

انسان کی حالت نطفہ سے دنیا میں پیدا ہونے تک اس کے درجہ بدرجہ تغیرات اور ترقی کی منزلیں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ یعنی پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو اسی طرح فرمایا۔ ہر انسان کے لئے بچپن۔ جوانی اور جوانی کے بعد بڑھاپا آنا ضروری ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تم کو کمزوری سے پیدا کیا۔ پھر کمزوری سے قوت میں لایا۔ پھر قوت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں لایا۔

یہ آیات بتاتی ہیں کہ کسی انسان کے لئے جب تک وہ جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہے طعام کھانے کے بغیر چارہ نہیں اور طعام کھانے والے کے لئے فنا اور موت کی طرف ہر آن حرکت ضروری ہے پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی انسان اس قانون قدرت سے باہر نہیں حتیٰ کہ نبی اور رسول بھی کیونکہ زمانہ اس کی عمر پر اثر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہونے کے بعد بوڑھا ہوتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔ ایک اور آیت میں فرمایا۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (سورہ رحمٰن) یعنی ہر شخص زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور خدا کی ذات ہی صرف باقی رہنے والی ہے۔ جو صاحب عظمت وعزت ہے۔ اس آیت میں فرمایا کہ ہر زندہ کی چیز کے لئے [illegible]

ہے۔ یعنی ہر وقت وہ فنا کی طرف میل کر رہی ہے۔ اور نابود ہونے کی
طرف حرکت کر رہی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے نفیتی نہیں فرمایا بلکہ
فَانٍ کا لفظ فرمایا۔ تا معلوم ہو کہ سلسلہ فنا ہر چیز کے ساتھ جاری
ہے یہ نہیں کہ فنا صرف آئندہ زمانے میں ایک دفعہ واقع ہوگی اس
لئے طعام کھانے والے کے لئے موت کی طرف ہر آن حرکت لازمی ہے
پس محمد بن حسن عسکریؑ طعام کے بغیر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں اور کیسے تغیر
و حرکت کے بغیر خارق عادت عمر پا سکتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے اس بنا
پر خلود کی انبیاء سے بھی نفی فرمائی ہے۔ خلود کے دو معنی ہیں۔ اول
اَلثَّبَاتُ الْمَدِیْدُ دَامَ اَمْ لَمْ یَدُمْ یعنی دنیا میں غیر معمولی
عرصہ رہنا خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی۔ (دیکھو منتہی الارب و مفردات
راغب حرف الخاء)

پس دائمی یا غیر دائمی دونوں قسم کا خلود انبیاء اور مامورین کے
لئے ممتنع ہے تو تمام انسانوں کے لئے بدرجہ اولیٰ ممتنع ہوگا۔ دوسرے
معنی خلود کے یہ ہیں کہ تغیرات سے محفوظ ہو۔ چنانچہ لکھا ہے تَبَرِّیُ
الشَّیْءِ مِنْ اِعْتِرَاضِ الْفَسَادِ وَبَقَاؤُہٗ عَلَی الْحَالِ
الَّتِیْ ھُوَ عَلَیْھَا۔ (مفردات راغب) یعنی کسی چیز کا اس میں بگاڑ یا
تغیر پیدا ہونے سے بری ہونا اور اس کا اسی حال پر باقی رہنا جس حال
میں وہ ہو۔

اب ظاہر ہے کہ محمد بن حسن عسکری علیہ السلام اتنا لمبا عرصہ بغیر کھانے

چکے اور تغیر کے زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ وہ از روئے
نصوص قرآنیہ ضرور وفات پا چکے ہیں اور جنّت میں پہنچ چکے ہیں جہاں وہ تغیر
اور ہلاک سے محفوظ ہیں۔ کیونکہ اگر انہیں تغیر پذیر حالت میں سمجھا جائے
تو پھر وہ چار بشریت میں موجود نہیں اور اگر تغیر پذیر ہیں تو وہ اس قدر
بوڑھے ہو چکے ہیں کہ ان کا وجود اب ہدایت کے لحاظ سے کوئی فائدہ بخش
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي
الْخَلْقِ کہ جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو پیدائش میں اوندھا کر دیتے
ہیں اور اس کی تشریح یہ بیان فرائی ہے کَیْلَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ
شَيْئًا کہ جاننے کے بعد اس کی حالت نادانوں کی سی ہو جاتی ہے۔ اور
نادان دنیا میں کسی کو کیا ہدایت دے سکتا ہے پس محمد بن حسن عسکری کی
غیر معمولی عمر قرار دینا نصوص قرآنی کے بھی خلاف ہے اور ان کی اپنی
شانِ امامت کے بھی منافی ہے۔ پس ماننا پڑتا ہے کہ وہ از روئے نصوص
قرآنیہ زندہ نہیں بلکہ وفات پا چکے ہیں اور جنّت میں پہنچ چکے ہیں اور
جو شخص جنّت میں پہنچ جائے وہ وہاں سے قرآن کی رُو سے نکالا نہیں جا سکتا
جیسا فرمایا لَيْسُوا مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۔ یعنی جنّت میں جانے کے
بعد وہ وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے۔ اور مؤمن کے لئے برزخی حالت
بھی ایک قسم کی جنّت ہی ہے۔ جس میں وہ اس قسم کے تغیرات سے
محفوظ ہو جاتا ہے کہ انحطاط کی طرف چلے۔
پہلے لوگوں کی خارقِ عادت زندگیوں کی حکایات نصوص قرآن کے خلاف ہیں۔ اس قسم کی

حکایات کہ پہلے بھی کئی لوگوں کو خارق عادت طور پر لمبی زندگیاں ملی تھیں. نصوص قرآن کے خلاف ہیں کیونکہ قرآن مجید صاف صاف ان کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ۔ یعنی اے پیغمبر ہم نے تجھ سے پہلے کسی کے لئے ایک حالت پر رہنے والی غیر معمولی زندگی نہیں بنائی گیا پس اگر تو مر جائے تو وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟

اس آیت میں اس بات کی نفی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کے لئے بھی خدا نے لمبے عرصہ تک کی خارق عادت عمر پائی اور آپ سے فرمایا کہ تو بھی طبعی عمر پا کر مرنے والا ہے۔ اور وہ بھی مرنے والے ہیں یعنی تمام ایک ہی سنت الہی کے نیچے ہیں۔ کوئی طبعی موت سے نہ بچا نہ بچ سکتا ہے۔ خلود کے مفہوم میں ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہنا داخل ہے کیونکہ تغیر موت اور زوال کی تمہید ہے پس نفی خلود سے ثابت ہے۔ کہ ہر شخص زمانہ کی تاثیر سے موت کی طرف حرکت کر رہا ہے پس اس آیت نے خضر والیاس و مسیح ناصری وغیرہ سب کی خارق عادت زندگی اور بقاء کی تردید کر کے ان کی موت پر مہر لگا دی۔ پس اگر لوگوں کی رہنمائی کے لئے کسی کو خارق عادت عمر ملتی۔ تو اس کے سب سے زیادہ مستحق خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہو سکتے تھے مگر جب ان کو بھی اللہ تعالےٰ نے طبعی زندگی دے کر وفات دے دی تو کسی دوسرے کے لئے کہاں گنجائش ہو سکتی ہے کہ اُسے غیر معمولی وقت تک کے لئے

زندگی دی جائے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے
امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے ہر صدی پر امام بھیجتے رہنے کا مزید انتظام
فرمایا ہے جیسا ہم آگے بیان کریں گے۔

حدیثوں میں بھی صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ کوئی شخص غیر طبعی و خارق
عادت عمر نہیں پائے گا۔ چنانچہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ
اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ
مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ۔

یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہیں اور ایسے لوگ کم
ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں۔ اس آخری جملے کا یہ مطلب نہیں کہ بعض
کو خارق عادت عمر مل سکتی ہے اس لئے کہ یہ تو قرآنی آیت مذکورہ بالا
کے خلاف ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت کم ایسا ہوگا کہ کسی کی عمر
ستر سے بڑھ کر سو یا ایک سو دس یا بیس یا پچاس سال تک ہو جو زیادہ
سے زیادہ طبعی عمر قرار پا سکتی ہے۔

یہ ظاہر و مسلم ہے کہ محمد بن حسن عسکری علیہ السلام بھی امتِ محمدیہ
میں شامل ہیں اور آپ نے بھی ستر بہتر یا کم و بیش کی عمر گذار کر
اپنی طبعی عمر پا کر وفات پا گئے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ۲۶۰ھ میں جب امام
حسن عسکری کی وفات ہوئی اور ۹ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو حضرت محمد
بن حسن عسکری ان کے جانشین ہوئے اور دنیا بروایت ۳۲۹ھ

سے آپ کی غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا۔ (دیکھو تا قیامت و
ظہور حجت۔ از سید محمد عباس زیدی شیعہ مشن) اسی غیبت کبریٰ
کے زمانے سے دراصل آپ کی وفات کا زمانہ شروع ہوا۔ اور مسلمانوں
کی ایک جماعت آپ کی وفات کی قائل رہی ہے۔ اور انہوں نے
تشریح کی ہے کہ آپ وفات پا گئے ہیں اور آپ کا جنازہ پڑھا گیا
چنانچہ ان علماء کے مذہب کو شیعہ کی کتاب نجم الثاقب میں بھی
نقل کیا گیا ہے۔ جو وفات محمد بن حسن عسکری کا عقیدہ رکھتے ہیں چنانچہ
صاحب نجم الثاقب حسین بن محمد تقی طبرسی لکھتے ہیں:۔

"وطائفہ دیگر از اہل سنت اند کہ قائلند بتولد آنجناب بلکہ
بسیاری بمقامات عالیہ ولکن گویند وفات کردہ باشد
احمد بن محمد سمنانی معروف بعلاء الدولہ سمنانی چنانچہ در
تاریخ خمیس وغیرہ از او نقل کردہ اند کہ گفت در مقام ذکر
ابدال واقطاب کہ رسید مرتبہ قطبیت محمد بن حسن العسکری
را چون پنہان شد داخل شد در دائرہ ابدال وترقی
کرد بتدریج از طبقہ بطبقہ تا اینکہ گردید سید افراد و
قطب ودر آن وقت علی بن حسین بغدادی بود پس چون وفات
کرد مدفون شد در شونیزیہ ناخوانندہ را محمد بن الحسن
العسکری در جائے او نشست وباقی ماند در مرتبہ قطبیت
نوزدہ سال آنگاہ خدا تعالیٰ او را ازین جہان بدر

ریحان بردہ قائم مقام اوشد عثمان بن یعقوب جوینی
خراسانی و نماز کرد برادے بجمیع اصحابش و دفن کردند
اورا در مدینۂ رسولؐ" (نجم الثاقب ۲ ص۹۵)

یعنی اہل سنت کی ایک اور جماعت ہے جو محمد بن حسن عسکری کی ولادت
کے قائل ہیں بلکہ ان کے مقامات عالیہ تک پہنچنے کے بھی مگر وہ کہتے
ہیں کہ (مقامات عالیہ حاصل کرنے کے بعد) وہ وفات پا گئے ہیں
مانند احمد بن محمد سمنانی جو علاء الدولہ سمنانی کے نام سے معروف
ہیں۔ چنانچہ ان سے تاریخ خمیس وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے
مقام ابدال و اقطاب کے ذکر میں کہا کہ محمد بن حسن عسکری مرتبہ قطبیت
تک پہنچے جب وہ پوشیدہ ہوئے تو دائرہ ابدال میں داخل ہوئے
اور درجہ بدرجہ ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک ترقی کی یہاں تک
کہ وہ سید افراد ہو گئے۔ اور اس وقت علی بن حسین بغدادی قطب
تھے جب وہ وفات پا گئے اور شونیزیہ کے مقام پر دفن ہوئے
تو محمد بن حسن عسکری نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور آپ کی جگہ پر
بیٹھ گئے۔ اور مرتبہ قطبیت پر ۱۹ سال تک زندہ رہے پھر اللہ تعالیٰ
انہیں دنیا سے روح و ریحان (رحمت) میں لے گیا اور ان کا جانشین
مرتبہ قطبیت میں عثمان بن یعقوب جوینی خراسانی ہوئے۔ اور
محمد بن حسن عسکری پر انہوں نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو انہوں
نے مدینہ رسولؐ میں دفن کیا۔

اب دیکھو کہ ایک گروہ کا دعویٰ ہے کہ محمد بن حسن غائب ہوگئے اور دوسرا گروہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ وہ فوت ہوگئے اور ان کا جنازہ پڑھا گیا۔ ظاہر اور نصوص قرآنیہ کے لحاظ سے بھی اسی گروہ کا دعویٰ ہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ جو ان کی وفات اور ان پر نماز جنازہ کے پڑھنے کا پتہ دیتا ہے۔ کیونکہ یہ بات غیبت کبریٰ کی نفی کرتی ہے بجز اس صورت کے کہ غیبت کبریٰ سے مراد وفات ہی ہو۔ کیونکہ اگر محمد بن حسن عسکری ظالموں کے خوف سے غار میں غائب ہو کر اس میں زندہ رہتے تو ضرور وہاں سے نکل کر کسی ایسے علاقہ میں اصلاح خلق اور دعوت و تبلیغ کا کام کرتے جہاں کہ وہ امن و امان سے بغیر خوف کے یہ کام کر سکتے۔ خصوصاً دو صدیاں سے کے بعد جبکہ ظالمین کی طاقت ختم ہو چکی تھی جیسا کہ پیغمبروں کی سنت رہی ہے۔ کہ جب ایک علاقہ میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ تو دشمنوں کے علاقہ سے ہجرت کر کے دوسرے ملک میں فریضہ تبلیغ بجا لاتے ہیں۔

طبعی اور عقلی طور پر کوئی جاندار انسان صدیوں تک بغیر کھائے پیئے کے ایک سرد تہ خانے والے غار میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اہل سنت کا یہ خیال کہ امام محمد بن حسن عسکری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی درست معلوم ہوتا ہے۔

نیز آپ کو زندہ ماننے اور مخلوق خدا کا اصلاح کی محتاج ہونے کے باوجود غار میں چھپے بیٹھنے پر آپ کی ذات پر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے

کیونکہ یہ نہ صرف مداہنت ہے بلکہ قابل مؤاخذہ بھی ہے اور ایسی
مداہنت اور کمزوری کسی امام کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔
کیونکہ اس طرح کی خائفانہ اور دس صدیوں سے مسلسل غائبانہ
زندگی سنتِ انبیاء کے خلاف ہے۔ اور امام الزمان کی شان
کے لائق یہ بات نہیں کہ مخلوقِ خدا ہدایت و رہنمائی کی سخت محتاج
ہو اور ان کے دل میں دین کے لئے کوئی جوش پیدا نہ ہو اور وہ اتنے
لمبے عرصہ سے غار میں چھپے رہیں۔ پس ماننا پڑتا ہے کہ وہ واقعی
فوت ہو چکے ہیں۔ اور اب وہ واپس نہیں آ سکتے۔ ہاں خدا سے
یہ بعید نہیں کہ وہ آخر زمانہ میں محمد بن حسن عسکری علیہ السلام کا
کوئی بروز اور جانشین امتِ محمدیہ میں سے مبعوث فرمائے جو آپ
کے مشن کو قائم فرمائے۔ اور چونکہ جو کسی کے مشن کو قائم کرتا ہے
وہ اسی کا قائم مقام بلکہ بروزی رنگ میں خود وہی ہوتا ہے اس لئے
اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی امتِ محمدیہ دجال یعنی عیسائی غلبہ کے وقت
مبعوث فرمائے وہی محمد بن حسن عسکری کا جانشین بلکہ بروزی رنگ
میں خود وہی ہوگا۔ اور اس کا نام آپ کے بروز اور مثیل ہونے کے
لحاظ سے محمد مہدی ہوگا جو محمد بن حسن کی روحانیت اور قوت میں
مبعوث ہو کر قلم و جہاد کو دوسرے دلائل سے اسلام کو غالب ثابت
کر دے گا۔ کیونکہ یہ قرآن اور مذاہبِ عالم کے اصولوں سے ثابت
جائز رکھا گیا ہے۔ کہ نیکوں کے نمونہ پر بروزی رنگ میں نیک لوگ

اور بزرگوں کے نمونہ پر بڑے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جیسا حضرت علی اور حضرت حسین علیہما السلام کو پیٹے مسیح کے نمونہ پر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تشبیہ کے طور پر مریم کے نمونہ پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور ائمہ اہل بیت کی وہ روایات ہم پیچھے درج کر آئے ہیں۔ کہ وہ خود قائل تھے کہ آخر زمانہ میں مہدی کے زمانہ میں گذشتہ لوگوں کی بروزی رجعت ہوگی اور اس خیال کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں امام مہدی کا نام احمدؐ آیا ہے۔ جس سے یہی ظاہر ہے کہ خود محمد بن حسن نہیں آئیں گے بلکہ آخری زمانہ میں احمدؐ ان کا جانشین اور بروز ہوگا۔ اور وہی دجال کے ساتھ دلائل و براہین کی تلوار سے مقابلہ کرے گا۔

غیبت کے عقیدہ پر غیر قرآنی قصے قابل حجت نہیں

خود غیبت امام کا عقیدہ بھی نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے۔ پس اس پر جو کچھ دلائل دیئے جاتے ہیں وہ بھی غیر قرآنی اور بناء فاسد علی الفاسد کے مصداق ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ امام محمدؐ کی غیبت تامہ واقع ہو چکی اور اس سے مراد ان کی وفات تھی۔ کیونکہ اسی کا نام پوری پوری غیبت ہے ورنہ غیبت ناقصہ کہلاتی۔ مگر غلطی سے امام محمدؐ کے غار میں غائب ہو جانے کا خیال پیدا ہو گیا۔ اس لئے اس خیال کو جائز ثابت کرنے اور عوام میں پھیلانے کے لئے گذشتہ صدیوں میں علماء شیعہ نے

کتابیں لکھیں اور انہیں دوسروں کو پڑھایا۔ اور سکھایا۔ اور یہ خیال
زور دے کر پھیلایا کہ امام کے لئے غائب ہونا ضروری تھا۔ پھر
لوگوں کو مطمئن کرنے اور اس عقیدہ کو قائم کرنے کے لئے مثالیں
تلاش کی جاتی رہیں۔ اور بعض گزرے ہوئے نبیوں کا سہارا لیا جاتا
رہا۔ مثلاً کہا گیا کہ حضرت یوسف بھی غائب ہو گئے تھے۔ اور
حضرت یونس بھی اپنی قوم سے غائب ہو گئے تھے۔ اور حضرت صالحؑ
اور حضرت موسےٰ بھی۔ حالانکہ ان پیغمبروں کے جو بھی واقعات
ہیں۔ وہ ان کی طبعی زندگی ہی سے تعلق رکھتے ہیں نہ کسی ایسی طویل
زندگی سے جس میں وہ قوم سے خارق عادت طور پر مکمل غائب ہو کر
چھپ گئے ہوں۔ اور تبلیغ دین کا فریضہ بھی انجام نہ دیتے ہوں۔
جیسا کہ محمد بن حسن عسکری کی بابت خیال کیا جاتا ہے۔ پس یہ قیاس
مع الفارق ہے۔ یعنی امام محمدؑ کی غیبت کا قیاس ان پیغمبروں
کی کسی واقعہ غیبوبت پر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ حضرت یوسف
اول تو خود غائب نہیں ہوئے بلکہ ان کو ان کے بھائی مصر میں لے
گئے۔ نیز یہ واقعہ ان کی طبعی زندگی میں ہی ہوا اور کنعان میں اگر
وہ موجود نہ تھے تو مصر میں ضرور زندہ موجود تھے۔ اور جیل خانہ مصر
میں بھی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اور پھر طبعی عمر پوری کر کے
انہوں نے وفات پائی۔ حضرت یونسؑ کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں
رہ کر پھر قوم کی طرف آنا بھی ان کی طبعی زندگی کا واقعہ ہے۔ حضرت

نوح کا کشتی پر سوار ہونے کا واقعہ بھی ان کی طبعی زندگی کا واقعہ ہے۔
نوح علیہ السلام کے متعلق جو قرآن مجید میں آیا ہے کہ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا تو اس لبث سے ان کا ظاہری لبث مراد نہیں بلکہ شریعت کا زمانہ مراد ہے گویا یہ معنی ہیں کہ ان کی شریعت کا زمانہ اتنی دیر تک قائم رہا۔ اور اس زمانہ میں یعنی ساڑھے نو سو برس میں کئی انبیاء پیدا ہوتے رہے جو بروزی لحاظ سے نوح ہی تھے۔ اور اصحاب کہف کا غاروں میں رہنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ تغیرات اور کھانے پینے کی ضروریات سے محفوظ اور بے نیاز تھے۔ قرآن کریم نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کسی کو علم نہیں کہ وہ کتنا عرصہ غار میں رہے۔ ان کے زمانہ قیام کے بارے میں صرف اٹکل سے کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے :-
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا (سورہ کہف) یعنی اے پیغمبر! کہہ دے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصحاب کہف غار میں کتنی دیر ٹھہرے۔

موت کا نام بطور تقیہ غیبوبت تامہ رکھا گیا

پس قرآن کے نصوص قطعیہ کو چھوڑ کر ایسے قصے کہانیوں کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا جنہیں امام غائب کی خارق عادت عمر اور غیبوبت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور شیعہ کتب سے ثابت ہے کہ امام محمد بن حسن عسکری کی غیبوبت تامہ واقع ہو چکی ہے اور

"غیبت تامہ" سے مراد ان کی وفات ہی قرار پاتی ہے۔ کیونکہ پوری
پوری غیبت انسان کے لئے وفات پا جانے ہی پر واقع ہوتی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ موت کے لئے "غیبت تامہ" کے الفاظ بطور توریہ
و تقیہ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور مخالفوں کے خوف کی وجہ سے
ان کی موت ظاہر کرنا خلافِ مصلحت سمجھا گیا کیونکہ اگر وہ امام کی موت
کو ظاہر کرتے تو اس بات کا خدشہ تھا کہ ان کی قبر کی بے حرمتی کی جاتی
اس لئے آپ کی نعش مبارک کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے آپ
کی موت کو "غیبت تامہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا جو عام شیعہ کو مایوسی
سے بچانے کے لئے بھی ان الفاظ کے استعمال میں مصلحت ملحوظ تھی۔
اس طرح سے شیعہ میں امام موصوف کے امکاناً کسی وقت ظاہر ہونے
کا خیال قائم ہو گیا۔ اور ایک اطمینان کی صورت بنی رہی۔ ہمارے
اس خیال کی تصدیق اس روایت سے ہوتی ہے جو شیعہ کی کتاب بحار الانوار
میں ابی عبداللہ الصالحی سے مروی ہے اور وہ یہ ہے:-

علی بن محمد عن ابی عبداللہ الصالحی قال
سألنی اصحابنا بعد مضی ابی محمد ان اسأل
عن الاسم والمکان فخرج الجواب ان دللتہم
علی الاسم اذاعوہ وان عرفوا المکان دلوا علیہ"
(بحار الانوار ج۱۳ ص ۱)

یعنی علی بن محمد نے ابی عبداللہ الصالحی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ

مجھ سے ساتھیوں نے ابو محمد یعنی امام حسن عسکری کے گذر جانے کے بعد پوچھا کہ میں امام محمد کا نام اور مقام دریافت کروں پس یہ جواب برآمد ہوا کہ اگر میں انہیں نام بتلا دوں تو اس کو پھیلا دیں گے۔ اور اگر وہ مقام کو پہچان لیں تو اس کی نشاندہی کریں گے۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام کے نام اور مقام کو پوشیدہ رکھنے میں مصلحت تھی کہ دشمنوں کو اس کا پتہ نہ چلے۔ اسی طرح ریان بن الصلت سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رضا علیہ السلام سے قائم یعنی بارھویں امام کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ لا یری جسمہ ولا یسمّٰی باسمہ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۔) یعنی غیبت کبریٰ کے بعد اس کا جسم نہیں دیکھا جائے گا اور نہ اسے اس کے نام سے موسوم کیا جائیگا اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام محمد اب اس دنیا میں اصالتاً نہیں آسکتے پس یہی بات قرار پائی ہے کہ امام محمد بن حسن عسکری کا بروزی ظہور ہونہ اصالتاً یعنی آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ان کے صفات اور ان کی روحانیت کے ساتھ ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا۔ اور وہی امام آخر الزمان ہوگا اور وہ مسیح کے لقب سے بھی ملقب ہوگا۔ سو آپ کا بروزی ظہور احمد مہدی کی صورت میں ہو چکا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

بارھواں امام مرنے کے بعد کھڑا ہوگا اس خیال کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ شیعہ لٹریچر میں بارہویں مہدی کو القائم کے نام سے ذکر کیا گیا ہے جس کے دو معنے کئے گئے

ہیں۔ اول قائم بالحق اور دوم قائم بعد الموت چنانچہ امام ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا سُمّی القائم لقیامہٖ بالحق (بحار الانوار ج۱۳ ص) کہ امام موعود کا نام القائم اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ حق لے کر کھڑا ہوگا۔ ابی عبد اللہ سے ایک اور روایت میں ہے سُمّی القائم لِاَنَّہٗ یَقُوْمُ بعد مَا یَمُوْتُ (حوالہ ایضاً) کہ قائم کا نام اس لئے قائم رکھا گیا کہ وہ مرنے کے بعد کھڑا ہوگا۔

موت کے بعد کھڑا ہونے سے امام موعود کے بعدی ظہور کے سوا اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے کیونکہ مر کر دوبارہ اسی عالم میں زندہ ہونا قرآن مجید احادیث نبویہ اور عقل کے خلاف ہے جیسا ہم دلائل کے ساتھ ذکر کر آئے ہیں۔

خضر و الیاس بھی فوت ہو چکے ہیں

اس سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ خضر و الیاس بھی تو ایک لمبے عرصے سے زندہ ہیں مگر واضح رہے کہ ائمہ اہل حدیث بعض صوفیا اور محققین ان کی وفات کے قائل ہیں چنانچہ مشہور و معتبر کتاب اصابہ میں ہے۔

نقل ابو بکر النقاش فی تفسیرہ عن علی بن موسٰی الرضا و عن محمد بن اسمٰعیل البخاری ان الخضر مات وان البخاری سئل عن حیاۃ الخضر فانکر ذالک واستدل بالحدیث ان علی راس مائۃ سنۃ

لا یبقی علی وجه الارض ممن هو علیها احدٌ
هذا اخرجه هو فی الصحیح عن ابی عمرو هو
عمدة من تمسک بانه مات وانکر ان یکون
باقیا۔ (امام یزید حضرت ۲۲۶ ھ ۹۵ مطبوعہ ۱۳۸۵ھ)

ابوبکر نقاش نے امام اہل بیت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام اور جعفر
محمد اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ کہ
حضرت خضر فوت ہو چکے ہیں اور یہ کہ امام بخاری سے حیات خضر کے
بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کا انکار کیا اور اس حدیث سے
استدلال کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سو سال
کے سر تک زمین پر کوئی شخص زندہ نہیں رہے گا۔ جو زمین پر اس وقت
موجود ہے اسے بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عمر سے لایا ہے اور یہ بڑی
عمدہ حدیث ہے اس شخص کے لیے جس نے حضرت خضر کے فوت ہونے
اور اس کے باقی ہونے سے انکار کر کے اس حدیث سے استدلال کیا۔

اسی طرح ابوحیان نے اپنی تفسیر میں جمہور کا مذہب نقل کیا ہے
کہ خضر فوت ہو چکے ہیں محقق ابن جوزی ابوالحسن بن المبارک اور ابن
المنادی علامہ ابن جوزی۔ ابی طاہر بن العبادی ابوالفضل بن الناصر
قاضی ابوبکر بن العربی اور ابوبکر محمد بن حسن النقاش بھی وفات خضر
کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ خارق عادت امر خلاف نصوص قرآنی ہے
ابوالحسین بن منادی نے کہا ہے کہ حیات خضر کی تمام روایات واہی ہیں

اور اہل کتاب کی طرف ان کی سند ساقط ہے اس لئے کہ اہل کتاب نا قابل اعتبار ہیں۔

ہر زمانہ کے خضر جدا جدا ہیں

مولانا شبلی لکھتے ہیں کہ بعض کا قول ہے کہ ہر زمانہ کے خضر جدا ہیں۔ اور وہ نقیب الاولیاء ہیں جب ایک نقیب رحلت کرتا ہے دوسرا اس کی جگہ مقرر ہوتا ہے۔ نقیب کا نام خضر رکھا جاتا ہے۔ یہ وہ قول ہے جو صوفیاء کے ایک گروہ میں متداول رہا ہے اس صورت میں یہ تعین نہیں ہو سکتا کہ جو بزرگ نظر آئے وہ یہی حضرت موسیٰ کے خضر تھے یا خضر زمانہ؟ اس کی تائید اس اختلاف حلیہ سے ہوتی ہے جو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں۔ کوئی بوڑھا بتاتا ہے۔ کوئی ادھیڑ عمر کا۔ کوئی جوان اور یہ اس پر محمول ہے کہ لوگوں نے مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو دیکھا"
(دیکھو ماہنامہ الندوہ ص ۲۲ فروری ۱۹۰۶ء)

زمانۂ دجال کا خضر

اصابہ میں لکھا ہے کہ مکذب دجال خضر ہیں (اصابہ ص ۸۸۹) روایات میں خضر کا نام احمد بھی آیا ہے (دیکھو تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۱۲۳)

بعض روایات میں امام مہدی علیہ السلام کا نام بھی احمد[1] آیا ہے۔

۱؎ جیسا شیخ صدوق نے کمال الدین میں امیر المومنین حضرت علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک شخص مبعوث ہوگا یہاں تک کہ فرمایا اسکے دو نام ہیں ایک مخفی اور ایک ظاہر جو مخفی نام ہے وہ احمد ہے۔ الخ (نجم الثاقب ص ۱۹)

چونکہ وہ امام آخر الزمان ہیں اس لئے صوفیا کے مذکورہ بالا مذہب کے مطابق وہ بھی اپنے زمانہ کے خضر ہوں گے۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں علیہ السلام جنھوں نے دجال کی تکذیب کی۔ صاحب تاریخ خمیس کی یہ روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ خضر اولاد فارس سے ہیں (کتاب مذکور ص۱۲۳ ج ۱) اور اصابہ میں بھی یہ روایت منقول ہے اور مرزا غلام احمد علیہ السلام اولاد فارس سے ہیں۔

مذہب صوفیاء کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ صاحب نجم الثاقب علامہ طبرسی نے نقل کیا ہے کہ میبذی نے عبد الرزاق کاشی سے نقل کیا ہے کہ اصطلاحات میں کہا گیا ہے کہ خضر بسط سے کنایہ ہے اور الیاس قبض سے کنایہ ہے۔ اور خضر کا موسیٰ کے زمانہ سے اب تک باقی رہنا ثابت نہیں۔" نجم الثاقب ج ۲ ص۲۶۹)

حضرت احمد مہدی علیہ السلام لکھتے ہیں:۔

"بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ بھی تو عقیدہ اہل اسلام کا ہے کہ الیاس اور خضر زمین پر زندہ موجود ہیں اور ادریس آسمان پر۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ علمائے محققین ان کو زندہ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ آج سے ایک سو برس گذرنے پر زمین پر کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ پس جو شخص

خضر اور الیاس کو زندہ ماننا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کا مکذب ہے اور اگر دجال کو آسمان پر زندہ مانیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ آسمان پر ہی مریں گے کیونکہ ان کا دوبارہ زمین پر آنا نصوص سے ثابت نہیں اور آسمان پر مرنا آیت فِيهَا تَمُوتُونَ (یعنی تم زمین پر ہی مرو گے۔ ناقل) کے منافی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۱)

کشوف و رؤیا میں محمد بن حسن کو دیکھنا ان کی حیات کی دلیل نہیں

بعض دفعہ تو یہ بطور حیات محمد مہدی کی ایک دلیل بھی دی جاتی ہے کہ بہت سے لوگوں نے محمد بن حسن عسکری سے ملاقات کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی دس صدیوں سے اب تک زندہ ہیں۔ سو یاد رہے کہ اس قسم کی حکایتیں اس پر محمول ہیں کہ بعض صاحب کشف و رؤیا بزرگوں نے کشف اور خواب میں ان سے ملاقات کی ہے۔ کیونکہ جب سے محمد بن حسن عسکری کی غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا ہے تب سے شیعہ کا عقیدہ ہے کہ کوئی شخص بیداری میں حضرت امامؑ کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ ملعون کذاب اور مفتری ہوگا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ غیبت صغریٰ کے زمانہ میں امام کے چار وکلاء میں سے آخری وکیل نے وصیت کی تھی۔ کہ اب امامؑ کی غیبت تامہ (پوری پوری غیبت) واقع ہو چکی ہے اور طویل مدت کے بعد خروج سفیانی (دجال۔ ناقل) کے زمانہ میں ہی

ظہور امام ہوگا۔

امام کے غائب ہونیکی اصل توقیع سے انکی زندگی ثابت نہیں ہوتی

امام کی جو توقیع آخری وکیل کے نام بتائی جاتی ہے اور امام کے غائب ہونے کے متعلق بنیادی چیز سمجھی جاتی ہے۔ اس سے امام کا زندہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اگر اس توقیع کے متعلق بعد کے شرح کرنے والوں اور حاشیہ آرائی کرنیوالوں کی اپنی تفسیر اور اپنے خیالات سے قطع نظر کر لیا جائے تو اس توقیع کے اصل الفاظ سے یہی ثابت ہوگا کہ EX یہ حضرت امام ہمیشہ کے لئے اس دار فانی سے دار البقاء میں پہنچ چکے ہیں جہاں سے وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ (کہ وہ جنت سے نکالے نہیں جائیں گے) کے مطابق اب اس دنیا میں اصالتاً نہیں آسکتے۔ چنانچہ صاحب بحار الانوار نے احتجاج کی شیخ طبرسی کی وہ روایت نقل کی ہے۔ جس میں غیبت کبریٰ کے متعلق توقیع شریف کی وہ اصل عبارت لکھی ہے جو ناحیہ مقدسہ سے وکلاء اربعہ میں سے آخری وکیل علی بن محمد السمری کے نام صادر ہوا تھا جو غیبت تامہ محمد بن حسن عسکری کے سلسلے میں ایک بنیادی توقیع ہے اس توقیع شریف کی اصل عبارت درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا علی بن محمد السمری عظم اللہ اجر اخوانک فیک فانک میت ما بینک و بین ستة ایام فاجمع امرک ولا

توصِ الیٰ احدٍ یقوم مقامک بعد وفاتک فقد وقعت الغیبۃ التامۃ فلا ظہور بعد اذن اللہ تعالیٰ ذکرہ وذالک بعد طول الامد وقسوۃ القلب وامتلاء الارض جورًا وسیأتی من یدعی المشاہدۃ الافمن ادعی المشاہدۃ قبل خروج السفیانی والصیحۃ فہو مفتر کذاب ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

یعنی اے علی پسر محمد سمری آپ کی مصیبت میں آپ کے بھائیوں کو اللہ تعالیٰ بزرگی دے۔ یقین جان لے۔ کہ تو چھ روز تک مرنیوالا ہے پس تو اپنے معاملہ کو جمع کر اور اب کسی کے حق میں یہ وصیت نہ کر کہ وہ تیرے وفات کے بعد تیرا جانشین ہو اس لئے کہ بتحقیق غیبت تامہ واقع ہو چکی ہے پس اب اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا ظہور نہ ہوگا اور امام کا ظہور اب ایک لمبے عرصہ اور دلوں کے سخت ہونے اور زمین کے ظلم سے بھر جانے کے بعد ہوگا۔ اور عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو امام کو دیکھنے اور زیارت کا دعویٰ کرتے پھریں گے۔ سنو! جو شخص سفیانی کے خروج اور آواز سے پہلے (محمد مہدی کے) مشاہدہ کا دعویٰ کریگا وہ جھوٹ گھڑنے والا اور افتراء کرنے والا ہے۔ اور طاقت اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے۔ (نور الانوار صفحہ)

اس توقیع کے متعلق مصنف کتاب مذکور لکھتے ہیں۔

وہرکس ادعائے نیابت خاصہ ورؤیت ومشاہدۂ آنحضرت را در
زمان غیبت کبریٰ نماید فاسق وملعون وکذاب ومفتری خواہد
بود وہرکس معتقد او شود ومتابعت او را نماید ملعون ومردود
ومطرود آنحضرت وخدا ورسول وسائر ائمہ ہدیٰ علیہم صلوات
اللہ خواہد بود تا روزیکہ خود آنجناب باذن خدائے تعالیٰ
ظہور فرماید ودر اوّل وقوع غیبت کبریٰ عمر مبارک او ہفتاد
وچہار سال وکسری رسیدہ بود واو در سنہ ۳۲۹ سی صد و
بیست ونہ ہجری واقع شد۔ (نور الانوار ص۲۳)

یعنی جو شخص آپ امام محمد بن حسن عسکری کی خاص نیابت اور آپ کی زیارت
وملاقات کا دعویٰ آپ کی غیبت کبریٰ کے زمانہ میں کرے فاسق وملعون
اور کذاب اور افترا کرنے والا ہے اور جو شخص ایسے شخص کا معتقد ہو
اور اس کی تابعداری کرے وہ بھی حضرت امام وخدا ورسول اور تمام
ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے نزدیک ملعون وراندہ اور مردود ہوگا۔
اس وقت تک کہ خدا کی اذن سے آنجناب ظاہر ہوں۔ اور غیبت کبریٰ
واقع ہونے کے وقت آپ کی عمر مبارک چوہتر سال سے کچھ اوپر تک
پہنچ چکی تھی۔ اور وہ سنہ ۳۲۹ ہجری میں واقع ہو چکی۔

اس توقیع کے اپنے الفاظ سے شارحین کی حاشیہ آرائی سے
قطع نظر کرتے ہوئے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ غیبت کبریٰ کے بعد امام
محمد بن حسن عسکری علیہ السلام کا ظہور اصالتاً ہوگا۔ اور جنہوں نے ایسا

انہوں نے اپنا خیال لکھا جو توقیع کے اصل الفاظ سے نہیں نکلتا کیونکہ
دوسری روایات سے پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ امام مہدی کا نام محمد
ہوگا اور ان کے باپ کا نام علی مرتضیٰ کے نام پر ہوگا۔ اس روایت
کی موجودگی میں امام محمد بن حسن عسکری علیہ السلام کا امامت ظہور ناممکن
ہے اور اس نص کے خلاف ہے اور ان کی آخری توقیع بھی یہ نہیں
بتاتی کہ ان کا ظہور امامتؑ ہوگا۔ بلکہ ان کی ایک اور توقیع بھی اسی
بات کی مؤید ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے پہلے ان کا نام مجالس
و اجتماعات میں نشانہ لیا جائے اور جو نام لے گا اس پر خدا کی لعنت
ہوگی۔ توقیع کے اصل الفاظ مع عنوانِ مصنف نور الانوار یہ ہیں:-

نور چہارم در بیان بعضے از توقیعات مبارکہ آن جناب
کہ عبارتست از دستخط مبارک حضرت حجۃ اللہ الاعظم حضرت
صاحب الزمان کہ از ناحیہ مقدسہ از برائے بعضے از شیعیان
و وکلاء و موالیان ایشان عزّ صدور یافتہ است و جمیعے
از علماء اعلام و محدثین تمام آن ہا را ضبط و ثبت نمودہ اند
کہ از آنجملہ است توقیع مبارک او کہ "مَن سَمَّانِی فِی مَجمَعٍ
النَّاسِ فَعَلَیهِ لَعنَۃُ اللہِ" (نور الانوار ص ۱۴۵)

نور چہارم حضرت امام محمد علیہ السلام کی ان بعض توقیعات مبارکہ
سے تعلق رکھتا ہے جو حضرت حجۃ اللہ الاعظم حضرت صاحب الزمان
نے اپنے دستخط مبارک سے اپنے مقدس فرودگاہ سے اپنے شیعوں

اور وکلاء اور موالیان کے نام خطوط صادر فرمایا ہے۔ اور علماء اسلام اور محدثین عظام کی ایک جماعت نے ان کو ضبط و ثبت کیا ہے۔ ان میں سے ایک توقیع مبارک یہ ہے کہ "جس نے لوگوں کے مجمع میں میرا نام لیا اس پر اللہ کی لعنت ہو"۔

اس توقیع سے ظاہر ہے کہ آپ نے امام مہدی یا امام زمان کی حیثیت سے لوگوں میں اپنا نام لینے والوں کو ملعون قرار دیا کیونکہ "غیبت تامہ" واقع ہونے کے بعد آپ کی امامت منقطع ہو چکی تھی۔ ورنہ ذاتی حیثیت سے آپ کا نام لینے میں کوئی ممانعت نہیں۔

یہ توقیع اس لئے صادر ہوئی کہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ میرا ظہور اصالتاً ہوگا۔ کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ اگر میرا نام یعنی محمد بن حسن عسکری بطور امام مہدی لیا جاتا رہا۔ تو امام مہدی کے ظہور کے وقت لوگ اس کی شناخت سے محروم رہیں گے۔ اور اس بات پر مصر ہوں گے کہ میں محمد بن حسن عسکری اصالتاً آخری زمانہ میں بطور امام مہدی کے ظہور کروں گا۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ امام مہدی کا ظہور احمد بن مرتضیٰ کی شخصیت میں بطور بروز کے ہوگا۔ لیکن بروز کے راز کو جیسا کہ پیشگوئیوں کا اصول ہے آپ نے مخفی رکھا تا وقت پیدا کر خود امام مہدی اپنی بروزی حیثیت پر روشنی ڈالیں۔ پس اگر کوئی روایت بالفرض ایسی بھی ہو جس میں امام محمد بن حسن عسکری کے دوبارہ ظہور کی خبر دی گئی ہو تو اس روایت کی روشنی

میں اسے بروزی ظہور پہ محمول کیا جائے گا۔ جس میں مہدی کا نام احمد اور اس کے باپ کا نام حضرت علی کے نام پہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا نورالانوار کے مصنف نے بعض شیعہ علماء کا یہ مذہب لکھا ہے۔ کہ مہدی کا ظہور شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے جو ہر زمانے میں کسی ایک فرد میں جلوہ اور ظہور کرتا ہے چنانچہ صاحب نورالانوار اس مذہب کو یہاں نقل کرتا ہے۔

"وبعضے گفتہ اند مہدی آل محمد غیر معین است و شخصی نیست بلکہ نوعیست و در ہر عصرے در یکے جلوہ و ظہور میکند"

(نورالانوار صفحہ ۱)

یعنی بعض نے کہا ہے کہ مہدی آل محمد معین شخصیت نہیں ہے بلکہ نوعی شخصیت ہے۔ اور ہر زمانہ میں کسی نہ کسی شخص کے اندر جلوہ اور ظہور کرتا ہے (یعنی ہر زمانہ میں اس کا کوئی نہ کوئی بروز دنیا میں اصلاح خلق کے لئے ظاہر ہوتا ہے)

گویا مہدی کا ظہور ہر زمانہ میں بروزی طور پہ ہوتا رہتا ہے اور اس طرح کوئی زمانہ مہدی کے ظہور سے خالی نہیں ہوتا۔ غالباً یہ مذہب ہر صدی پہ مجدد دین کے مبعوث کئے جانے والی حدیث کے مطابق اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مجددین ایک رنگ میں مہدی ہی تھے کیونکہ جب ان کا خدا کی طرف سے مبعوث ہونا بیان کیا گیا ہے۔ تو ان کا مہدی ہونا از بس

ضروری ہوا۔ البتہ یہ درست ہے کہ امام آخر الزمان کے متعلق روایات اس بارہ میں صریح ہیں۔ کہ وہ ان مجددین میں سے ایک خاص اور عظیم الشان مجدد ہوگا۔ اس لئے روایات میں اس کا الگ بھی ذکر آیا ہے۔ یعنی اسے مجددین کی حدیث سے الگ حدیثوں میں ایک مخصوص شخص کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ اور شیعہ لٹریچر کی وہ حدیث اس بات پر نص قطعی ہے جس میں ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح موعود ہی امام مہدی ہوگا۔ جو بارہ ائمہ کے بعد آخر میں آئے گا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا وَاثْنَا عَشَرَ مِنْ بَعْدِي مِنَ السُّعَدَاءِ وَأُولِي الْأَلْبَابِ وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ آخِرُهَا" (اکمال الدین ص ۱۵۵)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں ہوں اور میرے بعد بارہ امام ہیں جو سعید اور عقلمند ہیں اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

محمد مہدی کے بروزی ظہور ماننے سے ہی تمام روایات مطابق ہو جاتی ہیں۔

پس تیرھواں امام عیسیٰ ابن مریم کو قرار دیا گیا ہے نہ کہ بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو۔ بارھویں امام شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت امام محمد بن حسن عسکری تھے۔ اس حدیث میں ان کو امت کے آخر

میں ظاہر ہونے والا قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم کو آخر میں
ظاہر ہونے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث سے روز روشن کی
طرح ظاہر ہے۔ کہ امام مہدی عیسےٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور نہیں
ہو سکتا۔ اس کو سابق ائمہ کا اور بالخصوص امام محمد بن حسن عسکری کا
بروز تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ان کا اصالتاً ظہور اس نص قطعی
کے صریح خلاف ہے پس ان کا غائب ہونا اور دوبارہ ظہور کرنا بجز
ان کے داصل باللہ ہونے اور پھر بروزی طور پر ظہور کے اور کچھ معنی
نہیں رکھتا۔ پس امتِ محمدیہ میں امام مہدی کا ظہور عیسیٰ بن مریم کے
لباس میں ہے۔ یعنی یہ ضروری ہے کہ آخری امام ہی محمد بن حسن عسکری
کے علاوہ عیسےٰ ابن مریم کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور وہ امام محمد بن
حسن عسکری کا بھی بروز ہو۔ یہی حضرت امام محمد بن حسن عسکری کا غیبت
کبریٰ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور غار سے نکلنا بھی اسی امر کی تعبیر ہوگی
گویا غیبوبت تامہ کی تعبیر محمد مہدی کی وفات تھی۔ اور ان کے غار
نکلنے کی تعبیر احمد مہدی کی صورت میں ان کے بروز اور مثیل کی آمد
تھی۔ اگر یہ مراد نہ لیا جائے تو ساری روایات جو امام مہدی کے
متعلق آئی ہیں ان میں ایک دوسرے سے سخت تضاد واقع ہوگا جس
کی وجہ سے انہیں رد کرنا پڑے گا۔ اور اس طرح کسی روایت اور
حدیث پر اعتماد باقی نہیں رہے گا۔ اور مذہب میں سخت نقصان
اور بگاڑ واقع ہوگا۔ پس ہماری توجیہہ ہر عقلمند تسلیم کریگا۔ کیونکہ

یہی توجیہ سب روایات کی تطابق کرتی ہے۔ اور کوئی گڑبڑ واقع نہیں ہوتی۔ نیز شیعہ و سنی اور دیگر گروہی اختلافات کو بھی دور کرکے صلح کل کی بنیاد کی موجب ہے۔

ہر زمانہ میں امام ظاہر کو ماننا ضروری ہے جن بعض علماء کا مذہب اوپر بیان کیا گیا ہے ان کے مذہب کی صحت اور تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جو اصول کافی میں درج ہے۔

عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا جعفر علیه السلام يقول ...... يا محمد مَنْ اَصبح مِنْ هٰذِهِ الأُمّةِ لا إمامَ لَهُ مِنَ الله تعالى ظاهرٌ عادلٌ اصبح ضالاً تائهاً وان مات على هٰذه الحالة مات ميتة كفر ونفاق" (اصول کافی ص ۲)

یعنی محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ...... اللہ کی قسم! اے محمد جو اس امت میں ایسی حالت میں صبح کرے کہ اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظاہر عادل امام موجود نہیں تو وہ گمراہ در بدر ہوا۔ اور اگر وہ اسی حالت پر مرا تو وہ کفر و نفاق کی موت مرے گا۔

یہ روایت مجبور کرتی ہے کہ اس امر کو تسلیم کیا جائے کہ ہر صدی کی امت کے لئے ایک ایسا امام ہونا ضروری ہے جو غائب نہ ہو بلکہ

ظاہر ہو اس کی موجودگی کے بغیر اس صدی کے لوگ گمراہی اور سرگردانی سے بچ نہیں سکتے۔ اور اگر وہ اپنے امام کی پہچان کے بغیر مر جائے تو انکا دو نفاق پر اس کا خاتمہ ہوگا۔ یہ حدیث بھی ہر صدی پر مجدد ظاہر ہونے والی حدیث کی مؤید ہے۔ بلکہ اس حدیث نے تعیین کردی ہے کہ ہم نے جو پیچھے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر مجدد امام ہوتا ہے۔ وہ اس روایت کے مطابق درست ہے۔ کیونکہ ظاہر امام کے بغیر حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اصول کافی میں ابی الحسن رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔

" قال ان الحجۃ لا تقوم للہ علی خلقہ الا بامامٍ حتی یعرف " اصول کافی صفحہ ۱۴۳)

یعنی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حجت اس کی مخلوق پر صرف امام سے قائم ہوتی ہے۔ جو شناخت کیا جائے۔

ابی عبد اللہ سے ایک اور روایت ہے کہ فرمایا اگر زمین پر صرف دو آدمی ہی باقی رہیں تو ضرور ان میں سے ایک حجت (یعنی امام) ہوگا (اصول کافی صفحہ ۱۴۳) اسی طرح ابوعبد اللہ علیہ السلام سے ہے کہ ہر قرن (صدی) کے لئے ہم سے امام ہوگا۔ جو ان پر (صدی کے لوگوں پر) شاہد ہوگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم سب پر شاہد ہیں اور قرآن شریف کی یہ آیت یہی معنی رکھتی ہے۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا (اصول کافی صفحہ ۱۱۰)

یعنی پس کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت سے شہید لائیں گے اور اے پیغمبر! تجھے ان لوگوں پر شہید لائیں گے۔

خلاصہ کلام یہ کہ خدا کی طرف سے امت محمدیہ کے لئے ہر صدی پر یہ انتظام موجود ہے کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی نہ کوئی بروز جو اس صدی کا امام الزمان کہلاتا ہے۔ امت پر فعلی حجت قائم کرنے کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ تو پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ محمد بن حسن عسکری کے لئے خلاف قرآن اور خلاف عقل خارق عادت زندگی تجویز کریں جبکہ ائمہ اہل بیت کی روایات اور احادیث نبویہ مذکورہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام ظاہر مبعوث ہونا خدا کی طرف سے ضروری ہے کیونکہ امام غائب سے نہ خلق خدا پر فعلی حجت قائم ہو سکتی ہے نہ ان کی روحانی اصلاح و تزکیہ نفوس ہی ہوتا ہے۔ پس ابو جعفر علیہ السلام کے ارشاد مذکورہ بالا کے مطابق ہر صدی کے لئے امام ظاہر کا مخلوق کے لئے موجود ہونا ضروری ہے جس کا پہچاننا اور اس کی بیعت میں داخل ہونا ہر شخص کے لئے ضروری ہے ورنہ کفر و نفاق کی موت مرے گا۔

ہر صدی میں لوگوں پر امام کا فعلی حجت قائم کرنا ضروری ہے

واضح رہے کہ قرآن و احادیث کی رو سے ہر زمانہ میں خدا کی طرف سے لوگوں پر خدا کی فعلی حجت قائم ہونا ضروری ہے۔ اور یہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے جس کا کوئی دوسرا مذہب دعویٰ نہیں کر سکتا۔ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ

حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ کے خلاف لوگوں کو مرسلین و
مامورین کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے اور وہ مرنے کے بعد یہ نہ کہہ سکیں کہ
ہم پر کوئی حجت قائم نہیں ہوئی۔ ایک صدی اوسط اندازہ کے مطابق
ایک انسان کی طبعی عمر ہوتی ہے جس پر ہر قوم کے ہاں ایک زمانہ کا اطلاق
پاتا ہے اور مذہبی نقطۂ نظر سے ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے خدا کی طرف
سے اتمام حجت ضروری تسلیم کی گئی ہے[1] اور اتمام حجت انبیاء اور ان
کے خلفاء کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرماتا
ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر ع ۱)
یعنی ہم نے قرآن کو اتارا اور ہم ضرور اس کی حفاظت کرتے رہیں گے
اور قرآن کی معنوی حفاظت اور مخلوق کی رہنمائی کے لئے ہی ائمہ اور
مجددین کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے جاری رکھا ہے نیز مامورین کی بعثت
کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور وہ خود ہر زمانہ میں اپنے مامور و
مجددین مبعوث فرماتا رہتا ہے۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی پر اپنا خلیفہ مبعوث
کرتا رہے گا تا حجت پوری ہوتی رہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

---

[1] نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:- "سو برس میں غالباً راہ و رسم دین
کو تغیر ہو جاتا ہے اس لئے ایک بندۂ خدا شروع صدی پر آکر معروف کو ہاتھ
یا زبان سے تازگی بخشتا ہے بدعات و محدثات کو مٹاتا ہے ہر صدی کے سر
پر ایک ہی ہوتا ہے ان مجددین کے نام حجج الکرامہ میں لکھے گئے ہیں (حجج الکرامہ [illegible])

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى كُلِّ رَأْسِ مِائَةِ
سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔

یعنی ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدہ کے لئے ہر صدی کے
سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا۔ جو ان کے دین کی تجدید
کرتا رہے۔

یہ حدیث شیعہ و سنی دونوں کے لٹریچر میں زمانہ نبوی سے لے کر
آج تک مسلم ہوتی چلی آئی ہے۔ اس حدیث کی رو سے ضروری ٹھہرتا
ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی امام
مبعوث ہو جو اس صدی کے لوگوں پر فعلی حجت قائم کرے۔ چونکہ
اب تک تیرہ صدیاں زمانہ نبوی کے بعد گذر چکی ہیں۔ اس لئے ہر صدی
کے سر پر امام کا وجود تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اور تیرہ صدیوں میں
تیرہ امام ہوں گے۔ پس ان آیات اور احادیث کی موجودگی میں یہ بات
قطعاً درست نہیں ٹھہرتی۔ کہ خدا کی حجت برابر دس صدیوں سے
غائب رہے۔ کیونکہ اس میں مخلوق خدا کو نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ نہیں
بلکہ سخت نقصان ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نظام امامت و ہدایت خلق
کا خدائی سلسلہ باطل ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ زمین پر حجت تو ہر صدی
پر مبعوث ہونے والے امام سے قائم ہونا ضروری ہے جس کی شناخت
ہر مسلمان کے لئے واجب ٹھہرائی گئی ہے۔ جیسا شیعہ و سنی کی متفق
علیہ حدیث مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ

میتۃً جاھلیۃً سے ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے سو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ پس حجۃ اللہ علی الارض صدی کا امام ہوتا ہے۔ جس کی معرفت ہر شخص کے لئے ضروری ٹھہرائی گئی ہے۔

حجۃ اللہ کا یہی مفہوم امام حسن عسکری علیہ السلام کی روایت میں مسلّم ہے چنانچہ صاحب نجم الثاقب اسناد کے ساتھ روایت درج کرتے ہیں:۔

"از حضرت ابو محمد یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام پرسیدند از معنی حدیثے کہ روایت کردند از آباء کرام آنحضرت کہ ایشان فرمودند کہ خالی نمے ماند زمین از حجتے کہ خدای را باشد بر خلق تا روز قیامت بدرستیکہ ہر کس بمیرد و امام زمان خود را نشناختہ باشد مردہ است مردن جاہلیت آنحضرت فرمود کہ این حق است ہمچنانکہ روز حق است یعنی چنانکہ روز ظاہر و روشن است نیز یقین و مبرہن است۔"

(نجم الثاقب ج ۲ ص ۱۳۱)

یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس حدیث کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا جو آپ کے آباء کرام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ زمین خدا کی حجت سے جو وہ مخلوق پر پوری کرتا ہے قیامت تک خالی نہیں رہ سکتی۔ یاد رکھو۔ کہ جو شخص مر جائے اور اس نے

اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا ہو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ آپ کے امام
حسن نے فرمایا کہ یہ حدیث ایسی حق ہے جیسا کہ یہ دن حق ہے یعنی
جیسا کہ دن ظاہر و روشن اور واضح و باہر ہے۔

خدا کا وعدہ ہے کہ کبھی زمین کو حجت سے خالی نہیں رکھیگا۔

پس حدیث مذکورہ کے یہ الفاظ کہ
جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا
وہ جاہلیت کی موت مرا۔ صاف
ظاہر کرتے ہیں کہ ہر زمانہ کے لئے نیا اور تازہ امام اور نئی حجت قائم ہونا
ضروری ہے کیونکہ مَنْ مَاتَ کہ جو بھی مر جائے وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْ
اِمَامَ زَمَانِهٖ اور وہ اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے کے الفاظ تعمیم
ظاہر کرتے ہیں اور ہر شخص کا زمانہ اور اس زمانے کے امام کو پہچاننا
اسی صورت میں درست ٹھہر سکتا ہے کہ کم سے کم ہر صدی کے سر پر نیا
امام مبعوث ہو اور حجت اللہ قائم ہو۔ انہی معنوں میں شیعہ کی کتاب
نور الانوار میں احمد بن اسحٰق کی روایت بھی امام حسن عسکری سے مروی ہے
کہ احمد بن اسحٰق نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا۔ تو آپ
نے یہ فرمایا۔

حق تعالےٰ ہرگز زمین را خالی از حجت نخواہد گذاشت تا روزِ
قیامت و زمین و اہل او نا چار اند از وجود حجتی کہ بواسطۂ او
خیر و برکات بر اہلِ زمین نازل شود (کتاب مذکور صـ۳۴)

یعنی اللہ تعالےٰ قیامت تک ہرگز حجت سے زمین کو خالی نہیں چھوڑیگا

اور زمین اور اس کے لوگ حجت کے وجود کے محتاج ہیں کیونکہ اس کے واسطے سے زمین والوں پر خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور یہ خیر و برکت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی ہو سکتی ہے جو امام کا فرض منصبی ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوتا ہے جس کا اصل کام خدا تعالے نے یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ میں بیان فرمایا ہے۔ (سورۂ جمعہ ع ۱)

اس روایت سے بھی بخوبی واضح ہے کہ امام حسن عسکری کے نزدیک ہر زمانہ کے لوگ حجت و رہنمائی کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ قیامت تک ہر زمانہ میں اماموں کی بعثت کے ذریعے لوگوں پر فضل حجت قائم ہونا ضروری قرار دیتے ہیں۔

ضرورت امام | اسی طرح حضرت علی کے خطبات میں ہے:-
اِنَّمَا الْاَئِمَّةُ قُوَّامُ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ
(نہج البلاغہ طہران ص۱۹۱)

یعنی امام اللہ تعالے کی مخلوق پر اس کے نگران ہیں۔ ظاہر ہے کہ نگران کا ہر زمانہ میں مخلوق میں زندہ رہنا اور مخلوق کی رہنمائی و نگرانی کرنا ضروری ہے تاکہ تزکیۂ نفوس کا کام قائم رہے اور لوگ صحیح دین سے آگاہ رہیں۔ اور اسلام پر اس کے زمانہ میں جو نئے اعتراضات سے سابقہ ہو ان کا بدلائل نیرہ دفعیہ کرتا ہے کیونکہ اس کے بغیر دشمنانِ اسلام پر اسلام کی طرف سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ یہ تمام علماء کا کام نہیں بلکہ علماء پر

بھی ایک قوام و نگران کا ہونا ضروری ہے تا وحدت فکری قائم رہے۔ اور اگر اختلاف پیدا ہو تو امام الزمان کا فیصلہ سب پر حجت ہو۔
ایک شیعہ عالم سید محمد عباس قمر زیدی بھی اپنے رسالہ آثار قیامت و ظہور حجت بی امام زمان کی ضرورت پر دلائل دینے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ فطرت عالم مقتضی ہے اور عقل شہادت دیتی ہے اور احتیاج نوع انسانی بتاتی ہے کہ زمانے میں جب تک زمانہ ہے اور جب تک ہے حجۃ اللہ کا وجود ضروری ہے۔ خواہ بصورت نبی ہو یا بصورت امام اس لئے اگر نبوت ختم ہو جائے اور کوئی دوسرا اس صفت سے متصف و اس لقب سے ملقب نہ کہلائے۔ تو بھی دنیا حجۃ اللہ (امام) کے وجود سے خالی نہ رہے گی جیسا کہ اس دور میں جبکہ بظاہر وجود نبی اس دنیا میں نہیں ہے تو لازمی و ضروری ہے کہ حجۃ اللہ (امام) ضرور موجود رہے لہذا دنیا ہرگز وجود امام سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے وجود امام سے انکار اصل نبوت و قانون قدرت و صحیفۂ فطرت و آیات الٰہی سے انکار کر دینے کے مترادف ہے جو بلا تفریق مذہب وملت کسی عقلمند کے لئے زیبا نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے عقلمند جرمن بھی کہتے ہیں کہ اب اصلاح عالم کے لئے کوئی پیغمبر ضروری ہے " (رسالہ مذکور صفحہ ۱۸۰)

اب سوال یہ ہے کہ یہ حجت اگر دنیا سے غائب رہے اور برابر دس صدیاں
سے اس کا وجود و عدم برابر ہو یعنی اس سے مخلوق خدا کو زمین پر کوئی ہدایت
و رہنمائی حاصل نہ ہو تو ایسی حجت کا کیا فائدہ۔ پس امام کے پیدا ہو کر
لمبے زمانے کے لئے غائب ہونے کا عقیدہ نصوص صریحہ اور عقل اور زمانہ
کی ضرورت کے سخت منافی ہے حجۃ اللہ کا ظہور ہر زمانہ میں ہونا چاہیئے
جیسا کہ حدیث نبوی مسلّم بین الفریقین میں وارد ہے کہ ہر صدی کے سر پر
حجت اللہ قائم ہونی چاہیئے۔ جیسا خدا تعالے نے قرآن مجید میں فرماتا ہے
لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ یعنی تا کہ اللہ کے خلاف
لوگوں کی حجت رسولوں کے بعد نہ رہے۔ پس ضروری ہے کہ ہر صدی پر کوئی
حجت اللہ قائم ہو تا کسی صدی کے لوگ خدا تعالے کے خلاف یہ حجت اور
عذر نہ کر سکیں کہ ہم پر کوئی حجت پوری نہیں ہوئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ
پر بھی زبردست اعتراض پڑتا ہے کہ کیوں اس نے ہدایت کی محتاج مخلوق
کو ایک صدی نہیں دو نہیں بلکہ مسلسل دس گیارہ صدیوں تک امام و حجت
سے محروم رکھا۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ ہر صدی میں خدا کی حجت قائم ہونا
اور اس کا تزکیۂ نفوس کرنا ضروری ہے۔ جو مخلوق خدا میں رہ کر ان کی رہنمائی
کرے اور سنت انبیاء کے مطابق ان پر اپنے انفاس قدسیہ اور صحبت
سے خدا کی حجت پوری کرے۔ شیعہ کے اپنے اصول کی رو سے بھی کہ امام
کا ہر زمانہ میں مخلوق میں ہونا ضروری ہے۔ یہی بات معقول ٹھہرتی ہے
کہ ہر صدی پر خدا کی نئی اور تازہ حجت موجود ہو۔ اور اس صدی کے لوگ

اسے پہچانیں تو وہ حدیث مذکور کے مطابق جاہلیت کی موت مرینگے۔ امام غائب حجت نہیں بن سکتا۔

ظاہر امام ہی حجۃ اللہ اور امام الزمان کہلا سکتا ہے

امام الزمان کے معنی ہیں "زمانہ کا امام" اور زمانہ کا امام وہی کہلا سکتا ہے جو بالفعل مخلوق میں موجود رہ کر ان کی رہنمائی کرے۔ اور ان پر حجت قائم کرے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی درج بالا حدیث مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ اور اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا کے مطابق "امام الزمان" کا اطلاق ہر صدی کے مجدد پر ہی درست قرار پاتا ہے۔ جب دوسری صدی آئے گی تو چونکہ اس کے سر پر دوسرا امام مبعوث ہوگا۔ اس لئے اس دوسری صدی کا امام ہی "امام الزمان" کہلائے گا۔ جو پچھلی صدی کے امام کا خدا کے نزدیک جانشین ہوگا اور ہر صدی کے لوگوں پر اسی صدی کے امام کی معرفت واجب ہے جس میں وہ موجود ہے نہ پچھلی صدی کے امام کی اس لئے کہ ایک صدی میں رہنے والے ہر شخص کے لئے دوسری صدی کے سر پر آنے والے امام کا زمانہ پانا مشکل ہے۔ اور حدیث مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ میں ہر شخص کے لئے اپنے زمانہ کے امام کو پہچاننا ضروری ہے۔ اور ہر شخص کا زمانہ اس کی صدی کا ہے۔ اور لَیْلَۃُ الْقَدْرِ کے ہزار مہینے سے بھی اسی صدی کی طرف ہی اشارہ ہے جس کے بعد طلوع فجر

یعنی بعثت امام ہوا کرتا ہے اور شیعہ لٹریچر میں زمانہ مہدیؑ کو طلوع فجر قرار دیا گیا ہے۔ جیسا ہم ذکر کر آئے ہیں۔

پس دنیا کسی صدی میں بھی حجۃ اللہ سے خالی نہیں رہ سکتی۔ چونکہ ائمہ ایک دوسرے کے مثیل اور وارث ہوتے ہیں اس لئے آخری زمانہ میں محمد بن حسن عسکری کے ظہور کی یہی توجیہہ درست ہے کہ آخر زمانہ میں ان کا مثیل موجود ہو اور ضروری ہے کہ مسیح آخر الزمان بھی ان سے مماثلت رکھے چنانچہ احمد مہدی علیہ السلام نے خود کو مسیح آخر الزمان اور محمد مہدی کا بھی مثیل قرار دیا ہے۔ (دیکھو سر الخلافہ از احمد مہدیؑ)

ایلیا اور محمد بن حسن کی غیبتوں میں مشابہت

بالکل اسی قسم کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پیش آیا ہے کتاب سلاطین ۲/۱۱ میں لکھا ہے کہ ایلیا بگولے میں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا گویا ایلیا نبی کی غیبت کبریٰ شروع ہوئی۔ پھر ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب کی پانچویں آیت میں لکھا ہے کہ خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ خداوند کے اس بزرگ اور ہولناک دن کی تفسیر علماء یہود کے نزدیک مسیح کی آمد کا زمانہ تھا پس مسیح کی صداقت کی یہ علامت تھی کہ ایلیا دوبارہ آئیں۔ چنانچہ متی ۱۷/۱۰-۱۱ میں مذکور ہے کہ مسیح کے شاگردوں نے ان سے پوچھا کہ پھر فقیہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیا کا پہلے آنا ضروری ہے اس نے جواب میں کہا ایلیا البتہ آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا

اور آیت ۱۲ کے مطابق فرمایا "میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا
اور انہوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا۔ اسی
طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا تب شاگرد سمجھ
گئے کہ اس نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے" یہی قصہ انجیل
مرقس ۹ ۱۱تا۱۳ میں مذکور ہے اور انجیل لوقا باب اول کی آیت ۱۷ میں
یوحنا کے ذکر میں آیا ہے۔ اور وہ ایلیا کی روح اور قوت میں اس
(مسیح) کے آگے آگے چلیگا۔ پس حضرت مسیحؑ کا فیصلہ یہ ہے کہ ایلیا کی
نبوت کبریٰ کے بعد اس کا ظہور ثانی یوحنا کے وجود میں ہوا ہے۔
جنہیں قرآن کریم میں یحییٰ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایک نبی کا فیصلہ ہے
جس سے ظاہر ہے کہ جب کسی پہلے بزرگ کی دوبارہ آمد کی خبر پیشگوئی
میں دی جائے تو اس سے مراد اس کا اصالتاً آنا نہیں ہوتا بلکہ اس
کے کسی مثیل کا آنا مراد ہوتا ہے جن یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کی اس بات
کو قبول کر لیا۔ وہ ان پر ایمان لے آئے لیکن جو لوگ ایلیا کے اصالتاً
دوبارہ آمد کے خیال پر اڑے رہے وہ آجتک ایلیا کی آمد کے منتظر
ہیں۔ اور دیوار گریہ (یروشلم) میں اس کے سامنے رو رو کر یہ دعا
مانگتے رہتے ہیں کہ اے خدا! ایلیا کو جلد بھیج! چنانچہ یہودیوں
کو اپنے اس غلط عقیدہ کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے جو
یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت سے بھی محروم رہے
ہیں۔ اور سید الانبیاء فخر المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شناخت سے بھی محروم ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

پس محمد بن حسن عسکریؑ کی غیبوبت کبریٰ اور آمد ثانی کے متعلق بھی حضرت مسیح کے اس فیصلہ کے مطابق یہی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ اُن کی دوبارہ آمد سے مراد اُن کے کسی مثیل کا آنا ہے۔ اور خود حضرت احمد مہدی علیہ السلام نے بطور حکم و عدل یہی فیصلہ فرمایا ہے کہ آپ ہی امام محمد بن حسن عسکری علیہ السلام کا بروز یعنی ظہور ثانی ہیں۔

چودہ صدیوں کے لئے چودہ امام ضروری ہیں

ان تصریحات سے بارہ اماموں پر حصر کے عقیدہ کی غلطی بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ بارہ اماموں پر حصر کا عقیدہ دوسری نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔ شیعہ و سنی دونوں میں مسلّم احادیث مذکورہ ثابت کرتی ہیں کہ ہر صدی پر مجدد اور خدا کی حجت قائم ہونا ضروری ہے۔ اور اب تک تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں اور چودھویں صدی کا سر بھی گذر گیا۔ جس میں ہم موجود ہیں۔ پس ان کیلئے چودہ اماموں کا وجود ضروری ہے ہاں یہ بات مقرر تھی کہ بارہ امام قریش میں سے ہوں اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ پھر تیرھواں چودھواں امام نہیں ہوگا۔ بلکہ مطلب ظاہر تھا کہ بارہ امام صرف قریش میں سے ہوں گے اور تیرھویں امام کے لئے قریش میں سے ہونا ضروری نہ تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد چودھویں صدی کے سر پر بارہ اماموں کے بعد تیرھویں خلیفہ کی جو عظیم الشان خلیفہ اور مسیح کا مثیل

اور مہدی بھی تھا خوشخبری دی اور وہ غیر قریش سے ہونے والا تھا۔
چنانچہ یہ حدیث جو شیعہ کی معتبر کتابوں میں ہے تیرہ اماموں کی خبر دیتی ہے۔ جو ابی جعفر بن محمد سے مروی اور درج ذیل ہے:۔

"قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَاِثْنَا عَشَرَ مِنْ بَعْدِیْ مِنَ السُّعَدَآءِ وَ اُولِی الْاَلْبَابِ وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِکَ نُتُجُ الْھَرَجِ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْھُمْ"
(اکمال الدین ص۱۵۷)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اُمّت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے کہ جس کی ابتداء میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ نیک اور عقلمند شخص ہوں اور مسیح ابن مریم اس کے آخر میں ہوں اور ان کے درمیان ظالم ہوں گے۔ وہ مجھ سے نہیں میں ان سے نہیں اہل سنّت کے محدثین سے بھی ایسی روایت مروی ہے جس میں ان بارہ کو قریش میں سے قرار دیا گیا ہے۔

اس حدیث میں صاف بارہ اماموں کے بعد تیرھویں خلیفہ کا نام مسیح ابن مریم بتا دیا گیا ہے۔ اور یہی امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ جیسا اِمامکم منکم اور فامّکم منکم بخاری اور مسلم اور اماما مہدیًا والی مسند احمد بن حنبل والی حدیث اور لا مہدی الّا عیسٰی

کی ابن ماجہ کی احادیث سے ظاہر ہے اور شیعہ روایات بھی اس سلسلے
میں ہم قبل ازیں درج کر چکے ہیں۔ جن میں مہدی اور مسیح کو ایک
ہی شخص قرار دیا گیا ہے۔

چونکہ اس امت کے خلفاء کی مشابہت موسوی امت کے خلفاء
سے ضروری تھی جیسا کہ شیعہ لٹریچر میں مسلّم ہے (دیکھو نور الانوار صفحہ
کہ خلفاء موسویہ سے خلفاء محمدیہ کی مشابہت طابق النعل بالنعل
مقرر و ضروری ہے۔ سو موسوی خلفاء بھی بارہ تھے جو اسرائیلی تھے
اور تیرھواں مسیح ابن مریم تھا جو باپ کی رو سے موسیٰ کی قوم سے
نہ تھا۔ اسی طرح ضروری تھا کہ محمدی خلفاء بھی بارہ ہوں جو قریش
سے تھے اور تیرھواں خلیفہ امام مہدی علیہ السلام ہوں جو جسمانی لحاظ
سے قریش سے نہ ہوں یعنی غیر قریشی ہوں۔ لیکن انہیں آنحضرت
سے کوئی تعلق ضرور ہو جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام
سے کوئی تعلق ضرور تھا۔ اور جس طرح موسیٰ سے چودھویں صدی پر مسیح
ابن مریم چودھویں صدی کے امام اور خلیفہ تھے اسی طرح ضرور تھا
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے چودھویں صدی پر امام مہدی علیہ السلام
بھی چودھویں صدی کے امام اور خلیفہ ہوں۔ سو جیسا مقدر تھا
ویسا ہی وقوع میں آپکا اور پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو گئی۔ چونکہ
امام مہدی محمدی سلسلہ کے آخری تھے جس طرح موسوی سلسلہ کے
آخر میں مسیح ابن مریم تھے۔ اس لئے مشابہت کو پورا کرنے کے لئے

امام مہدی کو مثیل ابن مریم ہونے کی وجہ سے عیسے مسیح کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا شیعہ و سنی لٹریچر میں مذکور ہو چکا ہے۔

سنی اور شیعہ نظام خلافت و امامت دونوں ختم ہو چکے ہیں

واضح رہے کہ سُنیوں کا "نظام خلافت" اور شیعہ کا "نظام امامت" ایک عرصہ دراز ہوا ختم ہو چکا ہے۔ اور عملاً اس وقت مسلمانوں کے ان دونوں بڑے گروہوں میں کوئی خلیفہ اور امام موجود نہیں۔ خلفاء راشدین کے بعد خلافت علی منہاج النبوت قائم نہ ہوئی اور اسی طرح شیعہ کے ان اماموں کا ایک سلسلہ چلا مگر وہ بھی بارہ اماموں یعنی تیسری صدی ہجری میں امام محمد بن حسن عسکری کی وفات پر ختم ہو گیا اور پھر ان کے ان بجائے امام کے "اعلم العلماء" کی نیابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر چار نوابین کے بعد یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور شیعہ عقائد کے مطابق امامت بکلی منقطع ہو گئی۔

مگر اللہ تعالے نے امت محمدیہ کے فائدہ کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت وعدہ دیا تھا کہ اللہ تعالے خود قرآن کریم کی حفاظت کرے گا۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے ضرور ہر صدی کے سر پر اس امت میں کسی نہ کسی ایسے شخص کو مبعوث فرماتا رہے گا جو ان کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔ چنانچہ اب تک ہر صدی پر خدا تعالے کا کوئی نہ کوئی امام یا مجدد مبعوث ہوتا رہا۔ اس آخری زمانہ میں

جبکہ عیسائیوں ملحدوں اور دجالوں اور یاجوج و ماجوج کا خروج مقدر تھا جسے سابق نوشتوں میں انتہائی فتنوں کا زمانہ قرار دیا گیا تھا۔ اور جس کی شدت سے آدمؑ سے لے کر اب تک ہر زمانہ کے انبیاء اپنی اپنی امتوں کو ڈراتے آئے ہیں۔ اس لئے وعدہ تھا کہ امت محمدیہ میں ایسے پرفتن زمانہ میں ایک ایسے امام کو مبعوث کیا جائے گا جو الامام المہدی اور مسیح الزمان کہلائے گا۔ اور اسے ایسے دلائل اور براہین دیئے جائیں گے جن سے وہ کسر صلیب کرے گا اور تمام ادیان پر دین اسلام کو غالب ثابت کر دے گا۔ سو وہ یہی زمانہ ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا رحم و کرم فرمایا کہ عین وقت پر چودھویں صدی کے سر پر جبکہ نصاریٰ اور اہل فتن کا غلبہ ہو چکا تھا۔ حضرت احمد علیہ السلام کو حسب وعدہ الامام المہدی اور مسیح موعود بنا کر مسلمانوں میں سے مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے کسر صلیب کی اور اسلام کو تمام ادیان پر دلائل قیرہ اور براہین بینات کے ساتھ ثابت کر دکھایا اور دوبارہ وہ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم کر دی جس کا قرآن اور حدیثوں میں وعدہ تھا۔ کہ آخر زمانہ میں قائم ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ میرے بعد تیس سال خلافت ہوگی پھر بادشاہت ہوگی پھر جابر بادشاہ ہوں گے ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ یعنی پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی (مشکوٰۃ کتاب الفتن) سو وہ نظام خلافت امام مہدیؑ کے ذریعہ قائم ہو چکا

جس کی انتظار مسلمانوں کو تھی۔ اور ایسے وقت میں قائم ہو چکی جبکہ اہل اسلام کے دونوں بڑے فرقوں میں نظام خلافت یا امامت موجود نہ تھا۔ نظام خلافت یا امامت موجود نہ ہونے کی شہادت دوسرے محققین بھی بار ہا دے چکے ہیں ہم اس سلسلے میں یہاں ایک شیعہ معاصر کا مضمون نقل کرتے ہیں جو انہوں نے بڑے درد دل کے ساتھ اپنے ہفت روزہ "رضا کار" نامی پرچہ ہی میں شائع کیا ہے معاصر ہفت روزہ مذکور لکھتے ہیں:-

"سُنّی نظام کا خاتمہ[1]۔ مسلمہ امر ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور اس ضابطہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے نبوت کا اجراء ہوا۔ اس سلسلے کو ہمیں ختم نہ ہونے دیا۔ بلکہ اس نظام زندگی کو بروئے کار رکھنے کے لیے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ کہہ کر ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رکھنے کا پورا پورا انتظام فرما دیا۔ مسلمان "ضابطہ حیات" و "نظام نبوت" تک تو متحد رہے مگر افسوس اس کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا۔ برادران اہل سنت نے اس سلسلے میں جمہوریت کو اپنایا اور اس اصول کے ماتحت خلیفہ وقت کو اس نظام کا قائد ٹھہرایا۔ بالآخر اہل سنت و جماعت کے یہاں یہ نظام ختم ہو گیا ہے۔ اور آج کوئی خلیفہ وقت نہیں۔ خلافت

---

[1] یہ عنوان معاصر مذکور کی عبارت کا حصہ نہیں بلکہ قارئین کی سہولت کے پیش نظر خود ہمارا قائم کردہ ہے۔

منہاج النبوت قائم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

شیعہ نظام امامت کا خاتمہ

شیعوں کے ہاں اس نظام کو چلانے کے لئے ایک الٰہی نظام کا تصور رہا۔ اور وہ نظام امامت تھا جو منجانب اللہ نافذ کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کی گیارہ ہستیاں تو آئیں ختم ہوئیں اور ان گیارہ ہستیوں نے اس نظام کو کس طرح اپنے خون سے سینچا ہے۔ اس کی گواہی تاریخ کے اوراق دے سکتے ہیں یہی نظام امامت تھا جس نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری راہنمائی کی اور ہر شعبہ میں وہ ہمارے لئے ہدایت چھوڑ گئے۔ اس کے بعد غیبت امام کا زمانہ آیا۔ اور یہ مقدس نظام یعنی نظام امامت علماء کرام کے سپرد ہوا جس کو نظام تقلید سے موسوم کرتے ہیں۔ اور تقلید اعلم العلماء شیعیت میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مگر افسوس شیعیان عالم کی بد قسمتی کہئے نظام تقلید کی شکل بدل دی گئی اور اس کے محدود نظام سے اقتصادی معاشی اور دیگر تمام امورات جو انسانی زندگی کے ساتھ پیوستہ ہیں نکال دیئے گئے اور فقط چند فقہی مسائل پر گفت و شنید کر لینے کا نام تقلید رکھ لیا گیا اب جبکہ اتنی آسان چیز بن گئی تو ہر عبا قبا پوش نے تقلید کا باب کھول لیا۔ اور اس طرح علماء کی قیادت اور اس کی پہچان سے قوم محروم ہو گئی یا یوں کہئے کہ قوم کے سر پر سے نظام امامت کا سایہ اٹھ گیا اور قوم یتیم ہو گئی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ زمانے کے حوادثات سے نظام تقلید بچ نہ سکا اس لئے تغیر پذیر ہو سکا۔ اور یہ قیادت جو زندگی کے ہر شعبہ پر چھا رہی ہوتا

چاہیے تھی اور جو صحیح معنوں میں نظام نبوت اور نظام امامت"
کا نعم البدل تھا۔ صرف فقہی الجھنوں میں الجھ کر زندگی کے
دوسرے شعبوں کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئی اور اس نے
پیری مریدی کی شکل اختیار کر لی اور اس رسمی غیر ذمہ دارانہ
قیادت اور تقلید کے ماتحت عوام کو زندگی گذارنے اور
جنت حاصل کرنے کا آسان ذریعہ حاصل ہو گیا جس کی وجہ سے

ع بڑھ گیا اہلِ ہوس سے عشق پرستی شعار کی

..... آج وہ شیدایانِ حافظ دین کہاں ہیں جبکہ دنیا میں لادینیت
کا دور دورہ ہے کیمونزم ببانگ دہل پکار پکار کر چیلنج دے
رہا ہے ..... عیسائیت اسلام میں کس طرح گھر کر رہی ہے

...... ہمارے رہنماؤں نے یہ تمام کام امام عصر و الزمان
کے لئے چھوڑ رکھے ہیں۔ آج اس میدان کارزار میں کون گامزن
ہیں اور کس جماعت نے تن من دھن کی بازی لگائی ہے وہ مسلمانوں
میں قادیانی جماعت ہے جو باوجود قلیل تعداد میں ہونے کے
دنیا میں اسلام کے مقامات اور دشمنانِ اسلام کے سامنے سپر
بن کر کھڑے ہیں۔ اس سلسلے میں میں جماعت کے علماء اور عوام
کے سامنے اس جماعت کا مختصر سا نقشہ پیش کرتا ہوں جو
عرصہ نصف صدی سے لڑ رہی ہے۔

(دیکھو صفحہ آئندہ)

تعداد تبلیغی مشن اور مبلغین

بلاد یورپ		بلاد امریکہ		بلاد افریقہ		بلاد مشرق وسطیٰ		دیگر بلاد عالم	
نام ملک	تعداد مبلغین	نام ملک	تعداد مبلغین	نام ملک	تعداد مبلغین	نام ملک	تعداد مبلغین	نام ملک	تعداد مبلغین
لنڈن	۲۹	نیویارک	۱۰	نائجیریا	۷	فلسطین	۱۰	ماریشس	۳
سکاٹ لینڈ	۱	شکاگو	۱۰	گولڈ کوسٹ	۱۲	دمشق	۱۰	سنگاپور	۲
فرانس	۲	پٹسبرگ		سیرالیون	۱۳	شام	۸	جاوا	۸
سپین	۳	واشنگٹن		نیروبی		لبنان		سماٹرا	۴
اٹلی	۳	ڈیٹرہ		ٹانگانیکا		عراق	۳	بورنیو	۳
سسلی	۲			یوگنڈا	۱۱	جزیرۃ العرب	۱	کولمبو	۳
جرمنی	۳			کینیا کالونی		بخارا	۲		
سوئٹزرلینڈ	۳			ایبے سینیا	۱	عدن	۱		
ہالینڈ	۵								

...... اور آج ان کے کارناموں سے ان کے دشمنوں کو بھی انکار نہیں
جیسا کہ حفیظ ملک نمائندہ نوائے وقت واشنگٹن نے اپنے دورہ افریقہ
کے بعد اخبار نوائے وقت لاہور میں اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے:
"افریقہ میں اگر کوئی مذہبی مشنری جماعت کام کر رہی ہے تو وہ جماعت
احمدیہ ہے مشرقی افریقہ میں مسلمانوں کی آبادی ۱۵ فیصد ہے جس میں
ایسٹ افریقن ٹائمز کے مطابق ۱۰۰۰۰ افریقی لوگ احمدی ہیں پچھلے

مشرقی افریقہ میں دس لاکھ افریقی مسلمان ہو چکے ہیں جن میں غالب اکثر
احمدیوں کی ہے۔ نیروبی میں تو خیر احمدیوں نے ایک مذہبی تبلیغی مرکز کھول
رکھا ہے جو روزانہ انگریزی اخبار بھی شائع کرتا ہے اس کے علاوہ
کالج وغیرہ بھی قائم کر رکھے ہیں۔ ہمیں احمدیت سے سخت اختلافات
ہیں ...... اس کے باوجود ہمیں ان کی مساعی کو داد دینی پڑتی ہے"

(ہفت روزہ رضاکار لاہور یکم جنوری ۱۹۶۲ء)

یعنی جب شیعہ و سنی دونوں کا نظام امامت و خلافت موجود نہ تھا اور مسلمان
مختلف گروہوں میں منتشر تھے تو حضرت احمد مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے
اور انہوں نے خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حق و باطل کا معیار قرآن مجید ہے

امر ملحوظ واضح ہو کہ ہم نے اس کتاب میں ظہور مہدی کے متعلق ان علامات
اور روایات کو بھی اخذ کیا ہے۔ جو شیعہ و سنی دونوں
فرقوں کے نزدیک متفق علیہ ہیں اور جن سے مہدی کی شخصیت اور اس کے
زمانہ ظہور کی تعیین بخوبی ہو جاتی ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں یہ امر بھی ملحوظ
رکھا ہے۔ کہ کوئی ایسی روایت اس کتاب میں درج نہ کی جائے جو کتاب
اللہ اور اس کے منشاء کے خلاف ہو اس لئے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی گروہ
سے تعلق رکھتے ہوں قرآن مجید کو مانتے ہیں اور اسے آخری سند اور
حجت سمجھنے پر متفق ہیں۔ اسی اصول کے پیش نظر ہم نے بعض روایتوں کے

صرف وہ حصے درج کر دیئے ہیں جو قرآن کے مطابق تھے۔ اور ان روایات اور ان میں سے ان حصوں کو چھوڑ دیا ہے جو قرآن یا اس کے منشاء کے خلاف نظر آتے تھے۔ اور علماء امت کے نزدیک بھی وہ روایات مجروح اور مشکوک تھیں۔ اور جن سے پہلی نظر میں ہی فرقہ وارانہ اختلاف اور سیاسی اغراض کی بو آتی تھی کیونکہ علامہ ابن خلدون اور دوسرے مسلم اور محقق علماء کی تحریروں کی روشنی میں یہ مسلم ہے کہ ماضی میں مسلمانوں کے انتشار اور گروہی تعصبات کے زمانوں میں بعض روایات از خود بنا لی گئیں اور امت میں پھیلا دی گئی تھیں۔ پس حق و باطل اور غلط و صحیح روایات کے پرکھنے کا ہمارے پاس ایک ہی معیار ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔ اور اس معیار کے مطابق ہم روایات میں تطبیق دے کر آپس کے گروہی اختلافات اور انتشار کو بہت حد تک دور کر سکتے ہیں۔ اگر روایات اور اختلافی امور کے لئے قرآن کو معیار تسلیم نہ کیا جائے تو پھر قیامت تک کبھی مسلمانوں میں اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور امام مہدی کے متعلق بھی یہ مسلم ہے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف ہی مسلمانوں کو دعوت دے گا۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں کتاب اللہ کو حکم (آخری فیصلہ) تسلیم کریں۔ اور سنت رسول اللہ بھی جو قرآن کی مطابقت سے ثابت ہو ہم پر حجت ہے۔

مہدی آخر الزمان حکم و عدل ہیں | تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام دنیا کیلئے

حکم و عدل ہیں جب وہ ظاہر ہونگے وہی حق و باطل کے اور صحیح و غلط کے اصل معیار ہونگے۔ یہاں تک کہ صاحب نجم الثاقب نے لکھا ہے۔

وہرکہ با او منازعہ کند مخذول شود۔ ظاہر میکند از دین حق واقعی او را حتیٰ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ زندہ باشد بہمان نحو حکم کند" (نجم الثاقب ج ۲ ص ۸۶)

یعنی جو شخص اس سے (مہدی سے) جھگڑا کریگا ذلیل ہوگا۔ وہ دین حق کی اصلیت کو ظاہر کریگا۔ یہاں تک کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو وہی فیصلہ فرماتے (جو مہدی کریگا)

اور محققین کی وہ روایات ہم نقل کر آئے ہیں جن میں انہوں نے تصریح کی ہے کہ روایات اور ان کی تعبیر و تشریح میں غلطیاں ہو سکتی ہیں پس جو روایات و علامات ظہور مہدی کے وقت واقعات کے مطابق ثابت ہوں وہ صحیح سمجھی جائیں گی۔ اور جو روایات واقعات کے مطابق ثابت نہ ہوں ان کے متعلق یہ سمجھا جائیگا کہ وہ یا تو علامات مہدی تھیں ہی نہیں بلکہ خود غرض لوگوں نے فرقہ وارانہ خیالات اور سیاسی اغراض کی بنا پر اپنی طرف سے ان کو علامات مہدی میں شمار کر لیا تھا۔ یا ان علامات کی تعبیر و تشریح میں غلطی واقع ہو گئی تھی۔ دراصل وہ استعارات اور تمثیلی کلام تھیں جو تعبیر طلب تھیں۔

تمام اختلافی امور کیلئے کتاب وسنت ہی اصل معیار ہیں | امام مہدی کا فیصلہ بھی چونکہ کتاب اللہ

اور سنت رسول اللہ ہی پر مبنی ہونا مسلم ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے اختلافی امور میں کتاب و سنت ہی کی طرف رجوع کریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی امت کو انتشار سے بچانے کے لئے فرمایا تھا جیسا کہ مسلمانوں کی مشہور و معتبر کتاب موطا میں امام مالکؒ سے حدیث ہے۔

وعن مالک بن انس مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ رواہ فی الموطا۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۱۹)

یعنی امام مالک بن انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ قریب قریب انہی الفاظ میں شیعہ کی معتبر کتاب اکمال الدین میں ابی ہریرۃؓ سے حدیث ہے۔

عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قد خلفت فیکم شیئین لن تضلوا بعدی ابداً ما اخذتم بہما وعملتم بہما فیہما کتاب اللہ و سنتی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ (اکمال الدین ص۱۳۶)

یعنی ابی صالح نے ابی ہریرۃؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں تم میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو پکڑے رکھو گے اور جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔ کتاب اللہ اور میری سنت۔ یہ دونوں امر ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔

اسی طرح شیعہ کی ایک اور معتبر کتاب اصول کافی میں ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان علی کل حق حقیقۃ وعلی کل صواب نورًا فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ۔ (اصول کافی ص۳۵)

کہ ہر حق پر ایک حقیقت ہے اور ہر صواب کے اوپر روشنی ہے پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔ اسی طرح ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا

کل شیءٍ مردودٌ الی الکتاب والسنۃ وکل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔ (اصول کافی ص۳۵)

یعنی ہر چیز کتاب وسنت کی طرف موڑی جائے اور ہر وہ حدیث جو کتاب اللہ کے موافق نہیں پس وہ ملمع سازی ہے۔ ابا عبداللہ سے ایک اور روایت ہے فرمایا۔

من خالف کتاب اللہ وسنۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقد کفر۔ (اصول کافی ص۳۶)

یعنی جس نے کتاب اللہ اور سنت محمدی کی مخالفت کی اس نے ضرور کفر کیا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کرام کے ان ارشادات
و ہدایات کے مطابق ہم اس کتاب میں وہی روایات لائے ہیں جو
قرآن شریف اور سنت رسول اللہ کے مطابق تھیں۔ اور ان روایات
کو چھوڑ دیا ہے جو ان کے خلاف نظر آئیں۔ پس اس کتاب کو یہ کہکر
رد کرنا درست نہ ہوگا کہ اس میں بعض روایات یا ان کے بعض حصوں
کو تو لے لیا گیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا گیا ہے اس لئے کہ ہمارا یہ
طریق ارشادات نبوی اور ائمہ اہل بیت کرام کی ہدایات مذکورہ بالا
کے بالکل مطابق ہے۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو یقیناً ہم حضور صلے اللہ
علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کے ان ارشادات کے خلاف کرنیوالے
ہوتے (اعاذنا اللہ منہا)

پس اگر اس متفقہ اصول کو پیش نظر رکھا جائے تو مہدی موعود
کو پہچاننے میں کافی مدد مل سکتی ہے اور اختلافات دور ہو سکتے
ہیں۔ ہم نے اگرچہ کچھ مواد اس کتاب کی صورت میں اپنے بھائیوں
کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اور ہمارے نزدیک ایک خدا ترس
انسان کے لئے یہ مذکورہ امور اس سلسلے میں کافی و شافی ہیں مگر
ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود بھی امام موعود کی تلاش کرے اور
اسے پہچانے اور اس سلسلے میں نیک نیتی کے ساتھ تحقیقات کرے
کیونکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت

کو وعدہ دیا تھا کہ آخر زمانہ میں تم میں سے مسیح و مہدی ظاہر ہونے والا ہے۔ اسے ماننا اور اسے میرا سلام پہنچانا۔ سو امام مہدیؑ کو پہچاننا اور اس کی بیعت کرنا از بس ضروری ہے

پس ایسا نہ ہو کہ سچ مچ مسیح و مہدی ظاہر ہو اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہو مگر ہم صرف اپنی غفلت کی وجہ سے اس کا انکار کر بیٹھیں جس طرح پہلے مسیح کا انکار کیا گیا تھا۔ جو اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔

آخر ہم سب نے خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور وہاں ہمیں اس بات کا جواب دینا پڑے گا۔ کہ آیا ہم نے وقت کے امام کو پہچانا تھا یا نہیں۔ پس ہمیں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ ہمیں مہدی علیہ السلام کے منکروں میں نہ بنانا۔ بلکہ اس کے ماننے والوں اور مددگاروں میں شامل کرنا۔ بلکہ بہتر ہو گا کہ اس بارہ میں پورے طور پر خالی الذہن ہو کر چالیس دن استخارہ بھی کیا جائے تا خدا تعالیٰ کی رہنمائی شامل حال ہو۔

معیار صداقت مامورین از قرآن مجید

ضروری ہے کہ ہم آخر میں خدا کے مامورین کی صداقت کے وہ معیار بھی پیش کر دیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کے لئے خود بیان فرمائے ہیں۔ جنہیں ہم نے اس کتاب کی ترتیب کے دوران احادیث و روایات درج کرتے وقت پیش نظر رکھا ہے۔ کیونکہ حق و باطل

اور صحیح و غلط کا واحد معیار صرف قرآن مجید ہے۔ اور قرآن مجید ہی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔

دعویٰ سے پہلے پاک زندگی

خدا کے انبیاء اور مامورین کی صداقت کا پہلا معیار دعویٰ سے پہلے ان کی وہ پاک بے عیب اور راستبازی کی زندگی ہے۔ جو وہ لوگوں میں گذار چکے ہیں اور لوگوں پر ان کی سچائی کی گواہ ٹھہرتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ منکرین کو کہہ دیں۔

(۱) فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

میں نے تم میں دعویٰ نبوت سے قبل ایک لمبی زندگی گذاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ یعنی جب میں پہلے جھوٹ نہیں بولتا تھا تو اب کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں جب میری چالیس سالہ زندگی پاک اور بے عیب ہے تو یقیناً آج میرا دعویٰ الہام نبوت بھی حق ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی پاک اور صالح زندگی کے متعلق مولوی سراج دین صاحب (جو مولوی ظفر علی صاحب اف روزنامہ زمیندار لاہور کے والد تھے) نے بھی شہادت دی کہ

مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء اور ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۲ - ۲۴ سال کی ہو گی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں بھی

صالح اور متقی بزرگ تھے" (زمیندار لاہور ۸ جون ۱۹۰۸ء)

۲- جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے

انبیاء کی صداقت کا دوسرا معیار یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہتا بلکہ اس سے پہلے ناکام اور ہلاک کیا جاتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقۃ)

اور اگر یہ (محمدؐ) کوئی جھوٹا الہام بنا کر میری طرف منسوب کرتا اور کہتا کہ یہ الہام مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔ (یعنی جھوٹا مدعی ناکامی کے ساتھ ہلاک ہوتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے)

یہ آیت قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کے متعلق پیش کی گئی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال تک اپنے لوگوں کے سامنے پیش کر کے اتمام حجت کرتے رہے اس سے علماء اسلام نے استقرائی طور پر قرار دیا ہے کہ جھوٹا مدعی الہام ۲۳ سال تک مہلت نہیں پاتا۔ اور واقعات تاریخ شاہد ہیں کہ جس نے بھی جھوٹا دعویٰ نبوت کیا وہ قتل ہو گیا۔ یہ واضح رہے کہ جھوٹا مدعی الوہیت اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔ جھوٹے مدعی نبوت کی بابت ہی یہ اصول مسلّم ہے جو اپنی وحی و الہام کو لفظاً پیش کرے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں بھی جو اہل سنت والجماعت کی معتبر کتب عقائد میں سے ہے لکھا ہے

فان العقل لا یجزم باجتماع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء فی حق من یعلم انہ یفتری علیہ ثم یمھلہ ثلاثا وعشرین سنۃ۔ (منتہا)

یعنی عقل اس بات کو ناممکن قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو جائیں اس شخص کے حق میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے۔ پھر اس کو ۲۳ سال کی مہلت دے۔
پس جس طرح یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی صداقت کی بیّن دلیل ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ ماموریت کی صداقت کی بھی بیّن دلیل ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۲۹۰ ہجری میں دعویٰ ماموریت کیا اور ۱۳۲۶ ہجری میں وفات پائی۔ گویا ۳۵ سال تک دعویٰ کے بعد زندہ رہے۔ باوجودیکہ دشمنوں کی طرف سے آپ کے قتل کی سازشیں ہوتی رہیں۔ قتل کے مقدمات کئے جاتے رہے مگر آپ الٰہی وعدہ کے مطابق محفوظ رہے۔ اور اپنے مشن میں کامیاب ہو کر خدا تعالیٰ سے جا ملے۔

یہ واضح رہے کہ ایران میں علی محمد باب نے بھی دعویٰ مہدویت کیا تھا مگر وہ قتل ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ وہ سچا مہدی نہ تھا۔

۳۔ مفتری ناکام ہوتا ہے
تیسرا معیار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ افترا کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا۔ فرمایا۔ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ

كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (انعام ع۳)

یعنی اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہے جو خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھے یا خدا تعالےٰ کی آیات کا انکار کرے۔ اور خدا تعالےٰ ان ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا۔ (نیز دیکھو سورۃ یونس ع۲ و نحل ع۱۵)

اس معیار کی رُو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے مقصد میں کامیاب ہونا آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

۴- سچے ماموروں کو خدا تعالےٰ کی مدد ملتی ہے | چوتھا معیار یہ ہے کہ سچے ماموروں کو خدا تعالےٰ کی طرف سے خاص مدد ملتی ہے چنانچہ فرمایا:۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ۔ (سورۃ مومن ع۶)

یعنی ہم اپنے انبیاء اور ان کی جماعتوں کی اسی دنیا میں مدد کرتے ہیں۔ اور پھر قیامت کے دن بھی ہم انہی کے مددگار ہوں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا یہ ابدی قانون اور اس کی قدیم سنت ہے کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت اپنے رسولوں اور ان کی جماعت کی مدد اور نصرت کرتا ہے اور ان کے مخالفین کی معاندانہ اور مخاصمانہ مخالفتوں اور مکر و حیلوں کو (جو انبیاء کی تباہی کے لئے کی جاتی ہیں) کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا اسی لئے فرمایا۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (مجادلہ ع۳)

یعنی اللہ تعالےٰ نے ازل سے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔" پس یہ ممکن نہیں کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت ہو اور پھر اس کی جماعت دن بدن بڑھتی اور پھیلتی چلی جائے۔

اس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو کہ باوجود یکہ انہیں اور ان کی جماعت کو مٹانے کی ہزار ہا کوششیں ہوئیں۔ مگر یہ تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور آپ کی جماعت اور مشن رفتہ رفتہ اور دن بدن ترقی کرتا اور دنیا میں پھیلتا ہی چلا گیا۔ اور آج تمام دنیا میں احمدیہ مشن قائم ہیں اور اشاعت اسلام میں مصروف ہیں۔

۵۔ انبیاء کی جماعتوں کا غلبہ اور مخالفین کا تنزل بتدریج ہوتا ہے

پانچواں معیار یہ ہے کہ سچے مدعیوں کا غلبہ اور مخالفین کا تنزل بتدریج ہوتا ہے اور انجام کار خدا تعالےٰ کی جماعت غالب ہوا کرتی ہے اور مخالفین ناکام و خاسر رہتے ہیں۔ فرمایا: اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (مائدہ ع ۸) یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کی جماعت ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ پھر اس کے بالمقابل مخالفین کی ناکامی کے متعلق فرمایا۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (مجادلہ ع ۳) یعنی یاد رکھو کہ شیطانی گروہ ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتا ہے اور خسارے میں رہتا ہے۔ اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح معلوم ہو کہ غالب گروہ کونسا ہے کیونکہ ہر ایک جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ وہ غالب ہے۔ اس اہم سوال کا

جواب خود خدا تعالیٰ نے وضاحت سے دیا ہے۔ فرمایا۔

اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا اَفَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ (سورۃ انبیاء ع ۴)

یعنی کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم اس زمین کو آہستہ آہستہ چاروں طرف سے کم کرتے چلے جا رہے ہیں کیا اب بھی وہ خیال کرتے ہیں کہ وہی غالب ہیں۔ یعنی سچے امور کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی جماعت بتدریج بڑھتی ہے اور اس کے بالمقابل اس کے مخالفین کا تنزل بھی بتدریج ہوتا ہے یہ امر مدعی کے صادق اور منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور یقینی دلیل ہے۔

۱۰۔ خدا کے مامورین پر کثرت سے علوم غیبیہ کھلتے ہیں

دسواں معیار یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے سچے رسول پر کثرت سے علوم غیبیہ کھولتا ہے چنانچہ فرمایا:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (جن ع ۲)

یعنی خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر اپنے رسولوں کے سوا اور کسی کو کثرت سے اطلاع نہیں دیتا۔

اس معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھیں تو آپ نے بے شمار پیشگوئیاں کیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو کر آپ کی صداقت پر گواہ ٹھہریں۔ مخالف بھی اس کا

نہیں کر سکتے مثلاً سعد اللہ لدھیانوی اور اس کے بیٹے کے ابتر ہونے
کی پیشگوئی۔ (دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۲ و تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲-۱۴۰)

۲۔ اسی طرح کرم دین جہلمی دائر کردہ اور اس میں بریت کا مفصل
حال پہلے سے شائع کیا۔ اور بالآخر آپ بری ہوئے (تفصیل کے
لئے دیکھو مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۲۹) اور کرم دین رسوا ہوا۔

۳۔ ڈوئی (امریکہ کا جھوٹا مدعی) کی موت کی پیشگوئی کی کہ اگر مباہلہ
کرے یا اگر نہ بھی کرے ہلاک ہوگا۔ سو وہ ایک لاکھ کی جائیداد ملکیتی
سے بے دخل ہوا اور پھر اس کی بیوی بچے اس سے علیحدہ ہو گئے
اور آخر فالج کے ذریعے بہت خراب حالت میں ہلاک ہوا (تفصیل کے لئے
دیکھو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۹)

۴۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ سے بریت کی پیشگوئی۔

۵۔ واقع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں چراغ الدین جمونی کے
طاعون سے ہلاک ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی سو وہ ۴ اپریل ۱۹۰۶ء
کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے بمرض طاعون ہلاک ہوا۔ کیا یہ نشان الٰہی
نہیں؟

۶۔ پیشگوئی "زلزلہ کا دھکا" جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ والے
زلزلہ کے نام سے واقع ہوا۔

۷۔ آہ نادرشاہ کہاں گیا؟ (الہام ۳ مئی ۱۹۰۵ء) چنانچہ یہ
پیشگوئی کا پہلا حصہ اس وقت پورا ہوا جبکہ افغانستان میں

بچہ سقہ کے ہاتھ سے امیر امان اللہ خان کی حکومت کا تختہ الٹایا گیا اور
اس کے بعد نادر خان کو فرانس سے بلایا گیا اور نادر خان کابل میں آ کر
نادر شاہ کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ پیشگوئی کا دوسرا
حصہ اس طرح پورا ہوا کہ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء عین دن کے وقت نادر شاہ
افغانستان کے ایک شخص عبد الخالق کے ہاتھ سے سینکڑوں آدمیوں
کی موجودگی میں قتل کیا گیا۔ اور افغانستان نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی
نے زبان حال سے پکارا "آہ! نادر شاہ کہاں گیا؟"

۸۔ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی بہت واضح طور پر بیان فرمائی۔ کہ
چھ سال کے اندر قتل کیا جائے گا۔ (دیکھو کرامات الصادقین مطبوعہ ۱۳۱۱ھ
چنانچہ پنڈت لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۶ء کو قتل ہو گیا۔

۹۔ مباہلے کے طور پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے پر کئی
منکرین مسیح موعود علیہ السلام ہلاک ہوئے۔

۱۰۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ میرے مخلص دوست مولوی نور الدین صاحب کا ایک لڑکا فوت
ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا اسکے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال
کر مولوی صاحب لاولد رہ گئے تب میں نے ان کیلئے بہت دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کیطرف سے
مجھے اطلاع ملی کہ تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا نشان یہ کہ وہ محض دعا کے ذریعہ
سے پیدا کیا گیا یہ بتلایا گیا کہ اسکے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئینگے چنانچہ وہ لڑکا پیدا
ہوا جسکا نام عبدالحی رکھا گیا اور اسکے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ ہنوز موجود
ہیں اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا" (حقیقۃ الوحی)

۹۔ پیشگوئی دلیپ سنگھ واپس نہیں آسکے گا پوری ہوئی۔ (تحفۂ ... صـ ۲۳)

۱۰۔ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگال کی تقسیم کے متعلق پیشگوئی فرمائی۔ "بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔" پھر ۱۹۱۱ء میں ملک معظم جارج پنجم اس کے پورا ہونے کا باعث بنے۔

۱۱۔ پنجاب میں طاعون پھیلنے کی پیشگوئی کی۔ اور پیشگوئی کے مطابق پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور آپ کا گھر طاعون سے پیشگوئی کے مطابق محفوظ رہا۔

۱۲۔ زار روس کی تباہی کی عظیم پیشگوئی جو ۱۹۰۵ء میں آپ نے کی تھی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ ایک عظیم زلزلہ آئے گا جس میں دنیا میں کیسی تباہی آجائیگی۔ اور نہ صرف انسان بلکہ حیوانات۔ جانور۔ اور دریا اور پہاڑ غرضیکہ خشکی اور تری سب اس تباہی سے خوف کھا جائیں گے چنانچہ اس منظوم پیشگوئی میں آپ نے فرمایا ؎

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

بالآخر یہ عظیم تباہی پہلی جنگ عظیم کے ذریعہ دنیا نے دیکھی۔ جو ایک زلزلہ عظیم تھی۔ زار روس اس وقت دنیا کا سب سے بڑا خود مختار بادشاہ مانا جاتا تھا اور دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اس کی نظرِ التفات کے منتظر رہتے تھے۔ اور کسی کے تصور میں بھی نہ آتا تھا۔ کہ کبھی وہ زوال پذیر ہو کر

گولی کا نشانہ بنایا جائیگا۔ مگر دُنیا جانتی ہے کہ بالآخر دنیا کے اس سب
سے بڑے خود مختار اور جابر بادشاہ کو ۱۵ر مارچ ۱۹۱۶ء کو دن کے
سوا گیارہ بجے اپنے ہاتھ سے یہ اعلان لکھ دینا پڑا کہ وہ اور اس
کی اولاد تخت روس سے دستبردار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد
ذاتی جائیداد سے بھی اسے بے دخل کر دیا گیا۔ پھر ۲۱ر مارچ کو اُسے
قید کر کے "سکوسیلو" بھیج دیا گیا۔ جہاں اسے نظر بند کر دیا گیا۔ زار کی
اس حالت زار پر ہی بس نہ ہوئی۔ بلکہ انہیں قیدخانہ میں ایک تنگ و
تاریک کوٹھڑی میں رکھا گیا۔ کھانے کے لئے دو وقت انہیں سیاہ
آٹے کی باسی روٹی اور سبزیوں کا گاڑھا شوربا ملتا تھا۔ ایک دن
زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان لڑکیوں کی عصمت دری کی
گئی۔ پھر بالآخر قیدخانہ کے ایک تہ خانہ میں زار، زارینہ اور اس کے
خاندان کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ سپاہیوں نے لاشوں کے ٹکڑے
ٹکڑے کئے ان پر مٹی کا تیل چھڑکا اور آگ لگا دی۔ اور اس طرح
خدا تعالیٰ کے نبی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی پوری
ہوئی کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

(تفصیل کے لئے دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۱)

ان پیشگوئیوں کے علاوہ بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو گئیں
جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ وغیرہ

شخص جھوٹا ہو وہ اس قدر کثرت سے پیشگوئیاں نہیں کر سکتا۔ اور اگر یہ تو وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ جب یہ سب پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ تو معلوم ہو گیا کہ یہ علوم غیبیہ خدا تعالیٰ نے ان پر کھولے تھے اور وہ اپنے دعویٰ ماموریت میں سچے تھے۔

۷۔ مامورین معجزانہ کلام پیش کرتے ہیں

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے سامنے تاقیامت متحدیانہ طور پر پیش کیا ہے کہ اگر جنّ و انس اس جیسا کلام لانے پر جمع ہو جائیں لَا یَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔*

یہ چیلنج دنیا کے سامنے آجتک قائم ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات ہی سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بھی ظلی طور پر عطا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "اعجاز احمدی" اور "اعجاز المسیح" وغیرہ عربی میں کتابیں لکھیں اور لکھا کہ اگر اعجاز احمدی کا جواب میعاد کے اندر لکھو تو دس ہزار روپیہ انعام لو۔ اور پیشگوئی فرمائی۔ "خدا تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دیگا۔ اور ان کے دلوں کو غبی کر دیگا۔"

(اعجاز احمدی ص۳۷)

چنانچہ جن علماء کو چیلنج دیا گیا تھا وہ ان کا جواب لانے سے عاجز رہے پھر آپ نے لکھا۔

"میں قرآن مجید کے معجزہ کے ظل کے طور پر فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔" (ضرورۃ الامام ص۲۲)

---

* ترجمہ: وہ اس کے مثل نہیں لا سکیں گے۔ خواہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔

پس مخالفین کا ان چیلنجوں کے جواب میں ان کتب کی مثل کتابیں لکھنے سے عاجز رہنا مسیح موعودؑ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے کہ انہیں قرآن کے ظل کے طور پر یہ علوم و معارف علم الٰہی سے ملے تھے ورنہ وہ موجودہ مادی علوم کی انتہائی ترقی کے زمانہ میں ان کتابوں کی مثل کتابیں لانے سے عاجز نہ رہتے۔

۸۔ خدا سے جھوٹی محبت کے مدعی اپنی موت کی تمنا نہیں کرتے

آٹھواں معیار یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے جھوٹی محبت کے مدعی اپنی موت کی بددعا نہیں کر سکتے بخلاف سچی محبت کے مدعیوں کے کہ وہ خدا سے یہ دعا کر سکتے ہیں کہ اے اللہ! اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ناکامی کی موت مار کر تباہ و برباد کر دے چنانچہ خدا تعالیٰ نے یہود کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ

یعنی اے پیغمبر! ان سے کہہ دے کہ اے یہودیو! اگر تم گمان کرتے ہو کہ تم خدا کے دوست ہو۔ اور دوسرے لوگ ایسے نہیں تو موت کی تمنا کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ مگر یاد رکھو یہ لوگ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ یہ اپنی بد اعمالیوں کو اچھی طرح جانتے ہیں اور خدا تعالیٰ

ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا۔ کہ جھوٹے اعمال کرنے والے ظالم لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے پیارے ہیں اور خدا ہمارا ہی دوست ہے دوسروں کا نہیں تو وہ موت کی تمنا نہیں کرتے اور اگر کریں تو ضرور ہلاک ہوتے ہیں۔ جیسا ابوجہل کا حال ہوا۔ اس نے دعا کی تھی کہ اے خدا! جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے اسے اس میدان (میدان بدر) میں ہی ہلاک کر دے۔ چنانچہ بدر کے میدان میں ہی وہ مارا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر مہر لگ گیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخالفین کو اپنے اوپر بددعا کرنے کی دعوت دی جس کسی نے ایسی بددعا کی وہ آپ ہلاک ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق ظاہر کرنے کے لئے درج ذیل الفاظ میں دعا کی ہے

اے قدیر و خالق ارض و سما ‏ اے رحیم و مہربان و رہنما

اے کہ می داری تو بر دلہا نظر ‏ اے کہ از تو نیست چیزے مستتر

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر ‏ گر تو دیداستی کہ ہستم بد گہر

پارہ پارہ کن من بدکار را ‏ شاد کن این زمرۂ اغیار را

آتش افشاں بر در و دیوار من ‏ دشمنم باش و تباہ کن کار من

یعنی اے قادر خدا! کہ جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے

اور اے رحیم و مہربان اور رہنما خدا۔ اور اے وہ خدا کہ جو دلوں
پر نظر رکھتا ہے اور جس سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں۔ اگر
تو مجھے بدکار اور شریر سمجھتا ہے۔ اور مجھے بدگہر پاتا ہے۔ تو مجھ
بدکار کو پارہ پارہ کر دے۔ اور میرے دشمنوں کو خوش کر دے
میرے در و دیوار پر آگ برسا۔ میرا دشمن ہو۔ اور میرے کام کو
تباہ و برباد کر دے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترقی بخشی اور آپ پیچھے نہیں ہٹا
کا نشانہ ہو کر اپنے خدا سے جا ملے

بابی اور بہائی تحریک

آخر میں بابی اور بہائی تحریک کے متعلق کچھ ذکر کرنا بھی ضروری
ہے۔ بابی تحریک کا بانی علی محمد باب ایرانی ہے جو ۱۲۳۵ھ میں
پیدا ہوا اور ۱۲۶۰ھ میں اس نے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ میں امام مہدی
کے ظہور کا باب (دروازہ) ہوں۔ اس بناء پر آپ کے پیرو بابی کہلائے
اور اس کے بعد ۱۲۶۴ھ میں اس نے خود مہدی موعود ہونے کا دعویٰ
کر دیا۔ امام مہدی کے دعویٰ کی وجہ سے علماء شیعہ نے ان کو کافر قرار
دے دیا۔ باب نے اپنے پیروؤں کو تعلیم دی تھی کہ مخالفین کی گردنیں
اڑا دو۔ ان کی کتابیں جلا دو۔ ان کے مقامات مقدسہ کو گرا دو (دیکھو
مکاتیب عبد البہاء جلد ۲ صفحہ ۲۶۶) ان حالات میں حکومت ایران نے
ملکی امن کو فساد اور خونریزی سے بچانے کے لئے علی محمد باب کو
نظر بند کر دیا۔ اس کیفیت نے بابیوں پر جنون کی سی حالت طاری

کردی۔ چنانچہ انہوں نے علاقہ خراسان میں بدشت کے مقام پر ۱۲۶۴ھ کو ایک کانفرنس کی جس میں بہاء اللہ اور ملا یار فروشی نے شریعتوں کے نسخ و نسخ کی قرار داد پاس کی (تذکرۃ الوفاء ص ۳۱)

"ظاہر ہے کہ بابی مسلمانوں پر سخت ناراض اور مشتعل تھے اس لئے اس کانفرنس میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے نیز فیصلہ کیا کہ باب کو رہا کرانے کے لئے بابی ہر جگہ سے مسلح ہو کر گروہوں کی شکل میں قلعہ ماکو پہنچیں مسلمانوں پر اسی غصہ کے نتیجہ میں علی محمد باب نے تبریز میں قرآنی شریعت کی جگہ نئی شریعت پیش کرنے کے لئے ایک اور کتاب البیان لکھنی شروع کی مگر وہ یہ کتاب پوری نہ لکھ سکا (الکواکب ص ۴۲) پھر علماء نے باب کے متعلق لکھا۔ کہ چونکہ اس نے قرآنی شریعت منسوخ کی ہے اور اسلامی شریعت میں بہت تبدیلی کی ہے اس لئے اس کا قتل واجب ہے۔ اس موقعہ پر باب بہت فکر مند اور پریشان ہوئے۔ اور مریدوں سے خواہش کی کہ کوئی مجھے صبح سے پہلے ہی قتل کر دے۔ (الکواکب ص ۴۳) آخر کار باب ۱۸۴۹ء ۱۸۵۰ء کے درمیان آذربیجان کے دارالخلافہ میں قتل کر دیئے گئے۔

مرزا حسین علی نامی ایک شخص جس نے اپنا لقب بہاء اللہ رکھا بابی تحریک میں شامل تھا اس نے "مظہر اللہ" ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور علی محمد باب کی کتاب البیان کو جو ابھی نامکمل تھی اور نافذ بھی نہیں ہوئی تھی منسوخ کر دیا۔ علی محمد باب کی طرح بہاء اللہ کا مقصد

بھی قرآنی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت پیش کرنا تھا۔ بہاءاللہ
۱۸۹۲ء میں نظر بندی کی حالت میں فوت ہوا۔ پس واضح رہے
کہ بابی اور بہائی تحریک شیعہ فرقہ سے نمودار ہوئی ہے۔
ہم نے پیچھے سچے مہدی کی قریباً ان تمام علامات کا ذکر کر دیا
ہے جن سے بخوبی مہدی موعود کی شناخت ہو جاتی ہے اور سچے
اور جھوٹے مدعی میں امتیاز کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ سچے مہدی کی
کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ دین اسلام کی ہی تائید کے لئے
آئے گا۔ کوئی نئی شریعت اور نیا دین اور نئی کتاب نہیں لائے گا
مگر علی محمد باب نے اسلام اور قرآن کو منسوخ قرار دے دیا اور
نئی کتاب اور نئی شریعت پیش کی۔ جو نافذ نہ ہو سکی۔ چنانچہ دونوں
طرح سے وہ ناکام رہا۔ یعنی وہ قتل بھی ہوا۔ اور اس کی کتاب
نافذ بھی نہ ہوئی۔ بلکہ اسے خود اس کے جانشین مرزا حسین علی
الملقب بہاءاللہ نے منسوخ کر دیا۔ اور اس کی بجائے کتاب
الاقدس پیش کی جس کے شائع کرنے کی توفیق اب تک بہائیوں
کو نہیں ملی۔ بلکہ اسے بہائی گروہ سے ایک مرتد شخص نے شائع کیا
اس کتاب کو بہائیوں نے آج تک مستند قرار نہیں دیا۔ پس علی محمد باب
مہدویت کے دعویٰ میں ناکام رہا۔ بعد ازاں دو شخصوں نے اس کے
جانشین ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک صبح ازل نے جس نے کتاب المستیقظ
لکھ کر باب کی کتاب کو منسوخ کیا۔ دوسرے بہاءاللہ نے جس نے الاقدس

لکھکر باب کی کتاب کو منسوخ کر دیا۔ اور اپنا دعویٰ نبوت سے
بڑھ کر خدا کے مظہر ہونے کا بتایا اور نبوت سے بڑھ کر دعویٰ مظہریت
دعویٰ الوہیت کے مترادف ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ کا قول ہے

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا الْمَسْجُوْنُ الْفَرِيْدُ (مبین ص ۲۸۶)

یعنی مجھ اکیلے معبود کے سوا اور کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے۔ بہاء اللہ
اس وقت نظر بند تھے۔ چنانچہ بہاء اللہ کے مرید خود بہاء اللہ کی
الوہیت کے قائل ہیں۔ مگر جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو وہ بطور
تقیہ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں۔ کیونکہ بہاء اللہ کی تعلیم الاقدس
میں ہے۔ اُسْتُرْ مَذْهَبَكَ وَذَهَبَكَ وَذَهَابَكَ
کہ تو اپنے مذہب کو اور اپنے زر و مال کو اور اپنی آمد و رفت کو
چھپا کر رکھ۔ جب بہائیوں کے سامنے بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت
رکھا جاتا ہے تو وہ بہاء اللہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جس
میں اس نے اپنے رب ہونے کا انکار کیا ہے۔ اور اوپر کے بہاء اللہ
کے قول کی تاویل کرتے ہیں۔ مگر یہ تاویل ناقابلِ قبول ہے کیونکہ
بہاء اللہ نے اپنی زندگی میں اپنے وجود کو اور مرنے کے بعد اپنی
قبر کو قبلہ اور سجدہ گاہ قرار دیا ہے۔ مزید برآں ایسی دعائیں
سکھائی ہیں جو مشرکانہ ہیں۔ جس طرح بت پرست بتوں سے دعائیں
مانگتے ہیں اسی طرح بہاء اللہ نے اپنے آپ کو "مصیبت زدہ خدا"
قرار دے کر اس خدا سے دعا مانگنے کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ

نے لکھا ہے کہ یوں دعا مانگا کرو۔

اسئلک یا الٰہ الوجود ومالک الغیب والشہود
بحبک ومظہر محبتک وما ورد علیک من
خلقک بان لا تحرمنی عما عندک ولا
تمنعنی عما اخبئت به من فی القبور انک
انت مالک الظہور والمستوی علی العرش
فی یوم النشور لا الٰہ الا انت العلیم الحکیم۔
(مجموعہ الاقدس ص ۲۱۱)

ترجمہ:- اے کائنات کے الٰہ میں غیب و شہود کے مالک میں
تجھ سے تیری محبت، تیری مظہر محبت اور ان مصائب کا واسطہ دیکر
جو تجھ پر تیری مخلوق کی طرف سے وارد ہوئے ہیں درخواست کرتا ہوں
کہ تو مجھے ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں اور اس
برکت سے دور نہ کر جس کے ذریعہ تو نے قبروں والوں کو زندہ کر دیا
تو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما
ہے۔ کوئی خدا نہیں بجز تیرے تو علیم و حکیم ہے۔

یہ عبارت بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت اور شرک کی تعلیم پر
واضح دلیل ہے۔ اور اسے کسی تاویل کے پردہ میں چھپایا نہیں
جا سکتا۔ اب اگر کسی جگہ بہاء اللہ کے کہ مجھے الوہیت کا
دعویٰ نہیں تو یہ صرف تقیہ پر محمول ہوگا کیونکہ وہ خدا ہیں

اپنے آپ کو خدا دیکھنا اور بات ہے کیونکہ اس کی تعبیر ہوتی ہے
عین بیداری میں کسی کا دعویٰ الوہیت کرنا اور مریدوں کو یہ
تعلیم دینا کہ وہ اسی کی طرف نماز پڑھیں۔ اور اس سے
دعائیں کریں۔ اور حاجتیں مانگیں۔ اسی طرح مشرکانہ تعلیم ہے
جس طرح عیسائیوں کا بیٹے کو الٰہ ماننا اور اسے خدا کی ظہور قرار
دینا۔ اور بت پرستوں کا بتوں کے آگے سجدہ کرنا اور ان سے حاجات مانگنا۔

اس کے بالمقابل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و
اسلام ہی کی تائید کی۔ اور توحید کی تعلیم دی۔ جیسا کہ تمام خدا
کے انبیاء اور مامورین کا طریق چلا آیا ہے جس سے ماننا پڑتا
ہے کہ حضرت مرزا صاحب ہی سچے مہدی تھے۔ جنہوں نے اپنے
مشن میں کامیابی حاصل کی۔ باوجودیکہ دشمنوں نے انہیں قتل
کرنے کی سازشیں کیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کے
شامل حال رہی اور آپ نے کامیاب ہو کر وفات پائی۔

سچے مہدی کی دوسری بڑی علامت ہے یکسر الصلیب کہ
وہ صلیبی مذہب کو باطل کرے گا۔ مگر علی محمد باب کو صلیبی مذہب
کو باطل کرنے کی توفیق ہی نہیں ملی۔

اس کے بالمقابل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے کسر صلیب
کی اور دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لعنتی موت
نہیں مرے بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو لعنتی موت سے بچا کر کشمیر میں پہنچا

دی تھی۔ اسی طرح عیسائیوں کا کفارہ اور صلیبی موت کے بنیادی عقائد کو باطل ثابت کر دیا۔ اور یہی مہدی کے آنے کا مقصد بھی تھا کیونکہ یکسر الصلیب کے الفاظ بتاتے ہیں کہ مہدی صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کریگا اور اسلام کی سچائی ثابت کر دے گا۔ اور اسے دلائل و براہین کے ذریعے غالب کر دکھائے گا۔ یہ اہم علامت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے پوری ہوئی نہ علی محمد باب کے ذریعہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخر زمانہ کے فتنوں کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اسلام کے کچلنے کے لئے اندرونی اور بیرونی فتنے بکثرت پیدا ہوں گے۔ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ (مشکوٰۃ کتاب الفتن ص۴۶۲) یعنی قیامت سے قبل کثرت سے سخت اندھیری راتوں کی طرح فتنے ہوں گے۔

انہی فتنوں میں سے ایک دجال فتنہ ہے جس کے مختلف مظاہر اور مختلف شاخیں ہیں ان میں سے ایک مظہر اور شاخ کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۲)

یعنی دجال خراسان سے نکلے گا۔

دوسری حدیث میں آتا ہے اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شِمَالًا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۳)

کہ وہ دجال شام اور عراق کے درمیانی راستے میں سے گزرے گا۔ اور
دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔

چنانچہ اس دجال کے زمانہ فساد کے متعلق فرمایا ہے
يَلْبَثُ الدَّجَّالُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً (مشکوٰۃ ص۴۷۴)
کہ وہ چالیس برس تک رہے گا۔ پھر ایک اور علامت اس کی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ اس کے اتباع
زیادہ تر اصفہان و ایران میں ہوں گے (مشکوٰۃ ص۴۷۴) اسے نبی و
رسول نہ کہیں گے بلکہ اس کے دعویٰ ربوبیت کو ماننے والے ہوں گے
وہ مثیل سے کہیں گے۔ أَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا (مشکوٰۃ ص۴۷۴)
کہ تم بھی ہمارے رب کو مانو۔ بہاؤ اللہ کا الوہیت کا دعویٰ حقیقت میں
ربوبیت کا دعویٰ ہی تھا۔ گو وہ انکار کریں۔

واقعات بتاتے ہیں کہ ایران سے پیدا ہونے والی بابی یا بہائی تحریک
قرآن مجید کو منسوخ قرار دینے کی وجہ سے بھی اسلام کی تحریک نہ قرار
نہیں دی جا سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا
ہے چنانچہ فرمایا ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
کہ بیشک ہم نے ہی قرآن مجید کو اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کی
حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا
کہ آپ ہی كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ہیں اور آپ ہی نذیرًا
لِلْعَالَمِينَ ہیں یعنی تمام لوگوں کے لئے آپ کو بشیر اور نذیر بنا کر

بھیجا گیا ہے اور آپ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہیں۔ اور آپ کی تعلیم کے متعلق فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی نعمت (شریعت) پوری کر دی ہے۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔ اور پھر فرمایا لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ نہ اس کا کوئی حکم اس وقت باطل ہے اور نہ اس کے بعد کبھی باطل ہوگا۔

پس قرآن مجید ان آیات کے مطابق ایک کامل اور محفوظ دین کی صورت میں اتارا گیا ہے جس کا کوئی حکم تا قیامت منسوخ نہیں ہو سکتا

امام مہدی کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔ یُقِیْمُ الدِّیْنَ وَ یَنْفُخُ الرُّوْحَ فِی الْاِسْلَامِ بَعْدَ ذِلَّتِهٖ وَیُحْیِیْهِ بَعْدَ مَوْتِهٖ۔ یعنی امام مہدی دین کو قائم کرے گا۔ اور اسلام میں نئی روح پھونکے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ اسلام کو ذلت کے بعد عزت اور موت کے بعد زندگی عطا کرے گا۔ (دیکھو الفرائد صفحہ ۱۵ مصنفہ بہاء اللہ صاحب)

پس بہاء اللہ کو خود یہ حدیث مسلم تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اسلامی شریعت کو باب کی طرح منسوخ قرار دیا۔

پس بابیت اور بہائیت کی تحریک تنسیخ اسلام کے لئے ہے اور

احمدیت کی تحریک تجدید اسلام کے لئے ۔ یہ دونوں تحریکیں مخالف سمتوں میں جاری ہیں ۔ بابیت کی تحریک اسلام کو مٹانا چاہتی ہے ۔ اور احمدیت کی تحریک اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا چاہتی ہے ۔ ان دونوں تحریکوں میں بعد المشرقین ہے ۔ اگر بابیت اور بہائیت کی تحریک منجانب اللہ ہوتی تو قرآن مجید شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دیئے جانے کی پیشگوئی نہ کرتی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خلاف اسلام تحریکات کے ظہور سے پہلے سے خبر دے رکھی تھی ۔

پس اس مخالف اسلام تحریک کا خراسان سے پیدا ہونا بھی اسلام کی سچائی کی ایک بین دلیل قرار پاتی ہے

اسی طرح ائمہ اہل بیت سے شیعہ لٹریچر میں جو روایات ہیں ان میں علامات ظہور مہدی کے باب میں بتایا گیا ہے کہ زمانہ مہدی میں خراسانی اور سفیانی دو شخص خروج کریں گے ۔ خراسانی مشرق سے اور سفیانی مغرب سے خروج کرے گا ۔ چنانچہ امام جعفر علیہ السلام سے علامات مہدی کے بیان کے سلسلہ میں مسلمانوں کے افتراق و انتشار کے ذکر میں مروی ہے

وَتَشَتَّتَ اَمْرُهُمْ حَتّٰى يَخْرُجَ عَلَيْهِمُ الْخُرَاسَانِيُّ وَالسُّفْيَانِيُّ هٰذَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَهٰذَا مِنَ الْمَغْرِبِ

(بحار الانوار ۔ ج ۱۳ صفحہ ۱۶۳)

یعنی مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہوگا ۔ یہاں تک کہ ان پر خراسانی اور سفیانی خروج کریں گے ۔ یہ مشرق سے اور وہ مغرب سے ہوگا ۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ مہدی کے وقت دو فتنے ہوں گے ایک خراسانی اور دوسرا سفیانی۔ خراسانی فتنہ مشرق سے اور سفیانی فتنہ مغرب سے نمودار ہوگا۔ سفیانی کے متعلق روایات درج ہو چکی ہیں کہ اس کا تعلق عیسائیوں سے ہے اور خراسانی فتنہ سے بہائی تحریک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جنہوں نے قرآن اور اسلامی شریعت کو منسوخ کر کے ایران سے خروج کیا اور بہاء اللہ نے چالیس سال تک اس مخالف اسلام تحریک کو چلایا۔

آخری گذارش

آخر میں گذارش ہے کہ ہم سب نے خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اور وہاں ہمیں اس بات کا جواب دینا پڑے گا۔ کہ آیا ہم نے وقت کے امام کو پہچانا تھا یا نہیں۔ پس ہمیں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ! ہمیں مہدی علیہ السلام کے منکروں میں نہ بنانا بلکہ اس کے ماننے والوں اور مددگاروں میں شامل کرنا۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ اس بارہ میں پورے طور پر خالی الذہن ہو کر چالیس دن استخارہ بھی کیا جائے تا خدا تعالیٰ کی رہنمائی شامل حال ہو۔

ہم نے یہ کتاب اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبہ سے لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کتاب کے پڑھنے والوں پر اپنی خاص برکت اور رحمت نازل فرمائے اور ان کے سینے کو کھول کر سچائی تک پہنچنے کے لئے مدد دے۔ آمین۔

آخر میں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کو لکھنے کے متعلق مجھے
مکرم حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ
نے تحریک کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس قسم کی کتاب کی ضرورت ہے۔ اگر
ایسی کتاب لکھی جائے تو تشنگان خدا رہنمائی حاصل کریں گے۔ اور سلسلہ
احمدیہ کے لٹریچر میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا۔ ان کی تحریک پر میں نے
اسلامی لٹریچر کا کافی مطالعہ و تحقیقات کرنے کے بعد یہ کتاب تالیف
کی ہے۔ اور اس کی تالیف و ترتیب کے دوران انہوں نے مجھے اپنے قیمتی
مشوروں سے بھی نوازا ہے اور اس پر دیگر علمی مصروفیات کے باوجود
کافی وقت دے کر میری مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے
اور ہم سب لکھنے اور پڑھنے والوں کا حامی و ناصر ہو۔ اَللّٰھُمَّ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ضمیمہ

۱۔ ص۱۸۹ پر بحار الانوار کے حوالہ سے ایک روایت درج ہے کہ مہدی جب کھڑا ہوگا تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی۔ یہ روایت اس بات پر روشن دلیل ہے کہ امام مہدی محمد بن حسن عسکری نہیں ہو سکتے۔ البتہ ان کا کوئی بروزی امام مہدی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محمد بن حسن عسکری بالضرور اپنے والد ماجد کی بیعت میں تھے اور ان کے وصی تھے۔

۲۔ کتاب کے ص۲۲۷ کی عربی عبارت لیس لظھرۃ دینہ ولکنہ من ذریتہ وعقبہ سے نجران میں بحث کرنے والے عیسائیوں کا یہ خیال کہ پیشگوئی کے مطابق محمد احمد نامی موعود نبی بالغ نرینہ اولاد رکھیگا۔ درست نہیں کیونکہ قرآن مجید نے اس کی نفی کی ہے اور فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں پس جس احمد کے متعلق عیسائیوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ پیشگوئی مشہور تھی کہ وہ نرینہ اولاد رکھے گا۔ اس احمد سے مراد مہدی موعود ہے جو محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے کی وجہ سے احمد قرار دیا گیا ہے۔ اور مہدی معہود کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں یتزوج ویولد لہ وہ نکاح کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔ صاحب نجم الثاقب نے بسند متصل مہدی کے متعلق یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ کثیر الاولاد ہوگا۔ (دیکھو ہماری یہ کتاب ص۲۲۶)

کتاب کے صفحہ ۲۳ پر مسیح موعود کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والی حدیث کی ایک توجیہ یہ بھی پیش کی گئی ہے کہ مسیح موعود امت محمدیہ کے کسی فرد کے پیچھے نماز ادا کرے گا تا امت محمدیہ کا اعزاز ہو۔ اس توجیہ کی تائید شیخ محمد بن محمد الجرسادی المالکی کے ایک قدیم عربی قصیدہ سے بھی ہوتی ہے جو امام جلال الدین سیوطی کے قصیدہ بنام "تحفۃ المہتدین فی بیان اسماء المجددین" کی شرح میں انہوں نے لکھا جس کا خلاصہ کرتے ہوئے پروفیسر ابن الخولی مصری نے تیرہ صدیوں کیلئے اسماء مجددین لکھے ہیں یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے بلکہ حکومت مصر کی سرکاری لائبریری او دار الکتب المصریہ قاہرہ میں اس کا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔ تیرہ صدیوں کے مجددین کے ذکر کے بعد اس قصیدہ میں شیخ الجرسادی نے چودھویں صدی کے بارے میں عجیب معنی خیز شعر لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

وآخر المئین فیھا یأتی	عیسٰی رسول اللہ ذو الآیات
یجدد الدین لھذہ الامۃ	وفی الصلوٰۃ بعضنا قد امہ

یعنی آخری صدی (چودھویں صدی) میں عیسٰی رسول اللہ صاحب معجزات اس امت کے دین کی تجدید کرنے کیلئے آئیگا اور نماز میں ہم میں سے کوئی اس کے آگے کھڑا ہوگا۔ یہ حدیث دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکاشفہ ہے۔ لہٰذا اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ امام مہدی کی دو حیثیتیں ہیں۔ امام مہدی ہونے میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہوگا مطابق حدیث اشبہ الناس بی خلقاً وخلقاً۔ اور یہ حیثیت اس کی اصل اور مقدم ہوگی اور عیسٰی علیہ السلام کا کامل بروز ہونے کی وجہ سے وہ عیسویت کی حیثیت بھی رکھیگا

جس کا تعلق کسر صلیب سے ہوگا۔ اس کی حیثیت مہدویت کی اور اس سے متاخر ہوگی۔
۲۔ کتاب کے صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹ پر مہدی کے وقت انبیاء کے رجوع اور مہدی کو مدد
دینے کا ذکر ہے اس سے یہ مراد ہے کہ تمام انبیاء نے آخری زمانہ کے مصلح کے
متعلق جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ ان انبیاء کی امتوں کو اُسے قبول کرنے میں مدد دینگی۔
مہدی کے وقت انبیاء کے رجوع کے یہ معنی بھی ہیں کہ مہدی کے ذریعہ ان
کا نام زندہ ہوگا اور ان کی تعلیم کا ضروری حصہ واپس آئیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ امام
مہدی نے شام و عرب کے انبیاء کے علاوہ ہندوستان، ایران، چین اور دیگر تمام
انبیاء کا نام زندہ کیا جنہیں خدا کے انبیاء ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کی اصل
تعلیم کا ضروری حصہ جو گم ہو چکا تھا مہدی کے صحیح تعلیم پیش کرنے پر واپس گیا۔
۳۔ صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵ اور صفحہ ۲۱۶ پر خیر القرون کے تین زمانوں کا ذکر ہے جو حدیث نبوی
میں بیان ہوئے ہیں۔ حدیث یہ ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ
یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَفْشُو الْکِذْبُ (بخاری)

یعنی بہتر زمانہ میرا ہے پھر انکا جو ان سے متصل ہیں پھر انکا جو ان سے متصل ہیں
پھر ان کا جو ان سے متصل ہیں پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔
۴۔ امام مہدی اور اسکی جماعت کی فضیلت میں درج ذیل احادیث بھی قابل ذکر ہیں۔
(۱) ابن عقدہ نے اسناد کے ساتھ سالم سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا
کہ میں نے ابا جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے سفر اوّل (تورات) کے صحیفۂ اول تا آخر میں امام مہدی کی فضیلت
دیکھی اور یہ کہ آپ کو کیا کچھ دیا جائیگا تو کہا اے خدا! مجھے امت محمدیہ کا امام بنا دے

مگر اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا وہ احمد کی ذریت سے ہوگا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے سفر ثانی میں فضیلت دیکھی اور اسی طرح تیسرے سفر میں فضیلت دیکھی اور وہی درخواست کی مگر اللہ تعالیٰ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ (بحار الانوار ج ۱۳ ص ۔۔۔)

اس روایت کے ہم معنی احادیث سنی کتب میں بھی درج ہیں اور ان میں حضرت موسیٰؑ کی دعا میں بجائے امام کے امت محمدیہ کا نبی بنائے جانے اور بجائے ذریت احمد کے امت احمد کے الفاظ آئے ہیں چنانچہ حلیۃ الاولیاء میں حدیث بایں الفاظ آئی ہے۔

(حدیث) :۔ قَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا رَبِّ اجْعَلْنِیْ نَبِیَّھُمْ قَالَ اِنَّ نَبِیَّھُمْ مِنْھُمْ قَالَ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تُدْرِکَھُمْ۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۲۹ مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر)

(یعنی موسیٰ علیہ السلام نے امت احمد کی فضیلت معلوم کرکے فرمایا اے میرے پروردگار! مجھے ان کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ امت احمد کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعا کی کہ اے خدا مجھے اس امت سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان کو پا نہیں سکتا۔ یعنی تو پہلے ہے وہ بعد میں ہوں گے)

اس مضمون کی حدیث مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب فی ذکر الحبیب میں حلیۃ الاولیاء اور الرحمۃ المہداۃ کے حوالہ سے نقل کی ہے (دیکھو صفحہ ۱۴۳، ۲۴۱) اور صاحب نسیم الریاض نے بھی نقل کی ہے اور لکھا ہے (خصائص میں بھی ہے (دیکھو نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۰)

(ج) ۔ ایک اور حدیث میں جو حضرت انس سے مروی ہے یہی مضمون ذیل کے الفاظ وارد ہے:

قَالَ مُوسٰی اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ نَبِيُّهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةِ ذٰلِكَ النَّبِيِّ قَالَ اسْتَقْدَمْتَ وَاسْتَأْخَرَ وَلٰكِنْ سَأَجْمَعُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فِي دَارِ الْجَلَالِ۔

(الخصائص الکبری للسیوطی ج ۱ ص ۱۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن بحوالہ حلیہ ابی نعیم)

موسٰی نے خدا سے کہا مجھے اس امت (امت احمد) کا نبی بنا دیجئے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اس امت کا نبی اس امت میں سے ہی ہوگا تو موسٰی نے کہا کہ مجھے اس نبی کی امت میں سے ہی بنا دیجئے اللہ تعالیٰ نے (جواب میں) فرمایا تم پہلے ہو گئے ہو اور احمدؐ پیچھے ہوں گے لیکن میں تجھے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دار الجلال (جنت) میں اکٹھے کر دوں گا۔

پس یہ سب احادیث ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور امت محمدیہ میں امتی نبی کا امکان ظاہر کرتی ہیں۔ شیعہ کتب میں امام مہدی کے رسول ہونے کے متعلق روایات کتاب ہذا میں پہلے درج ہو چکی ہیں پس امام ابی جعفر کی روایت میں امام مہدی کی امامت سے مراد امام مہدی کی ایسی امامت ہے جو امتی نبوت کی حامل ہے۔

دلائل النبوۃ میں ہے:۔

(د) :۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... قَالَ مُوسٰی يَا رَبِّ إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَاحِ أُمَّةً يُؤْتَوْنَ الْعِلْمَ

الْاَوَّلَ وَالْآخِرَ فَيُقَاتِلُوْنَ قُرُوْنَ الضَّلَالَةِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ قَالَ فَاجْعَلْهَا اُمَّتِيْ قَالَ تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۸۰)

یعنی حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کی کہ اے اللہ! میں نے اپنی الواح میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک ایسی قوم ہوگی جس کو اگلا اور پچھلا سب علم دیا جائے گا اور وہ گمراہی کی صدیوں میں المسیح الدجال سے مقابلہ کریں گے (موسیٰ نے کہا) اے خدا اسے میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد ہے۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امت محمدیہ جس کو اوّل اور آخر کا علم دئیے جانے کا ذکر ہے امت کا وہ حصہ ہے جو امام مہدی کی جماعت میں شامل ہوگا اس کے متعلق اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اسے پہلا اور پچھلا سب علم دیا جائے گا یعنی وہ تورات و انجیل اور دیگر صحف انبیاء کا علم بھی رکھیں گے اور قرآن مجید کا بھی ان دونوں علموں کے ذریعے وہ جماعت گمراہی کی صدیوں میں المسیح الدجال سے مقابلہ کرے گی اور علمی دلائل سے اس کی تردید کر کے اس کو اس طرح مغلوب کر دے گی کہ گویا اسے قتل کر دیا گیا ہے، تلوار کے قتل کا پہلے اور پچھلے علم سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ پس علم الاوّل والآخر پر فَيُقَاتِلُوْنَ کے الفاظ کی تفریع ظاہر کر رہی ہے کہ مقابلہ علمی دلائل سے ہوگا۔ مہدی کی جماعت کو پہلا اور پچھلا علم دیا جانا اس بات کے لئے قوی قرینہ ہے کہ ضلالت کی صدیوں میں قتل دجال

سے مراد دجال کو علمی دلائل سے مغلوب کرنا ہے نہ تلوار سے۔ اسی جگہ قتل کے مجازی معنی مراد ہیں حقیقی نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فہرست مضامین

عنوان

عنوان

قرآن مجید اور امام مہدی

عنوان

عنوان